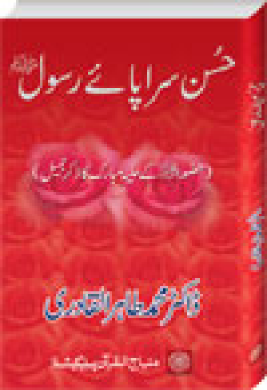
حسنِ سراپائے رسول ﷺ
ڈاکٹر محمد طاہر القادری

حسنِ سراپائے رسول ﷺ

(حضور ﷺ کے حلیہ مبارک کا ذکرِ جمیل)

ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

365 ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 5168514، 3-5169111

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور، فون: 7237695

www.Minhaj.org & www.MinhajBooks.com

E-mail: tehreek@minhaj.org

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاج القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	حسنِ سراپائے رسول ﷺ
تصنیف	:	ڈاکٹر محمد طاہر القادری
تحقیق و تدوین	:	محمد تاج الدین کالامی، محمد علی قادری (منہاجینز)
نظرِثانی	:	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، ضیاء نیر
معاون تخریج	:	حافظ عبدالشکور طاہری
کمپوزنگ	:	محمد یامین (منہاجین)، بصیر احمد
زیرِ اہتمام	:	فریدِ ملت رِیسرچ اِنسٹیٹیوٹ
نگرانِ طباعت	:	شوکت علی قادری
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز
اِشاعت اوّل و دوم	:	نومبر 2002ء (2,200)
اِشاعت سوم	:	فروری 2003ء (1,100)
اِشاعت چہارم	:	مئی 2004ء (1,100)
قیمت	:	~~140~~/- روپے
نئی قیمت	:	90/- روپے
قیمت امپورٹڈ پیپر	:	140/- روپے

❁❁❁

نوٹ: ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تمام تصانیف اور خطبات و لیکچرز کے ریکارڈ شدہ آڈیو / ویڈیو کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لئے تحریکِ منہاجُ القرآن کے لئے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلیکیشنز)

sales@minhaj.biz

فہرست

عنوانات	صفحہ
پیش لفظ	۱۱
اِبتدائیہ	۱۳
انسان حُسنِ صورت و سیرت کا حسین اِمتزاج ہے	۱۶
باب اوّل : پیکرِ حُسن و جمال	۱۸
۱۔ افضلیت و اکملیت کا معیارِ آخر	۲۲
۲۔ حُسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کا ظہورِ کامل	۲۶
۳۔ کسی آنکھ میں مشاہدۂ حسنِ مصطفیٰ ﷺ کی تاب نہ تھی	۳۰
۴۔ حُسنِ سراپا کے بارے میں حضرت اویسِ قرنی ؓ کا قول	۳۶
۵۔ حسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کی عظمتوں کا رازدان	۳۸
۶۔ حسنِ مصطفیٰ ﷺ اور تقاضائے ایمان	۴۰
۷۔ پیکرِ مقدس کی رنگت	۴۳
❁ روایات میں تطبیق	۴۸
۸۔ حضور ﷺ: پیکرِ نظافت و لطافت	۴۹
۹۔ بے سایہ پیکرِ انور	۵۱
۱۰۔ پیکرِ دلنواز کی خوشبوئے عنبریں	۵۲
(۱) وادیٔ بنی سعد میں خوشبوؤں کے قافلے	۵۳
(۲) خوشبو حضور ﷺ کے پیکرِ اطہر کا حصہ تھی	۵۴

صفحہ	عنوانات
۵۶	(۳) بعد از وصال بھی خوشبوئے جسمِ رسول ﷺ عنبر فشاں تھی
۵۷	(۴) جسمِ اقدس کے پسینے کی خوشبوئے دلنواز
۵۹	(۵) عطر کا بدلِ نفیس ...... پسینۂ مبارک
۶۱	(۶) خوشبو والوں کا گھر
۶۲	(۷) اب تک مہک رہے ہیں مدینے کے راستے
۶۳	(۸) آرزوئے جاں نثارانِ مصطفیٰ ﷺ
۶۵	**باب دُوُم: حسنِ سراپا کا ذکرِ جمیل**
۶۸	ا۔ حلیۂ مبارک کا حسین تذکرہ
۷۹	۲۔ چہرۂ اقدس ...... ماہِ تاباں
۸۱	❁ اصحابِ رسول، اوراقِ قرآن اور چہرۂ انور
۸۴	❁ روئے منور کی ضوء فشانیاں
۸۹	❁ چہرۂ مصطفیٰ ﷺ کی چاند سے تشبیہ
۹۴	❁ چہرۂ مبارک: صداقت کا آئینہ
۹۵	❁ سالارِ قافلہ کی بیوی کی شہادت
۹۶	۳۔ سرِ انور
۹۸	۴۔ موئے مبارک
۱۰۳	۵۔ جبینِ پُرنور
۱۰۷	۶۔ ابرُو مبارک
۱۰۹	۷۔ چشمانِ مقدسہ
۱۱۳	۸۔ بصارتِ مصطفیٰ ﷺ کا غیر معمولی کمال

عنوانات	صفحہ
۹۔ ناک مبارک	۱۱۸
۱۰۔ رُخسارِ روشن	۱۱۹
۱۱۔ لبِ اقدس	۱۲۱
۱۲۔ دہنِ مبارک	۱۲۲
۱۳۔ دندانِ اقدس	۱۲۴
۱۴۔ زبان مبارک	۱۲۶
۱۵۔ آواز مبارک	۱۲۷
۱۶۔ ریشِ اقدس	۱۳۱
۱۷۔ گوشِ اقدس	۱۳۵
۱۸۔ گردنِ اقدس	۱۳۸
۱۹۔ دوش مبارک	۱۴۰
۲۰۔ بازوئے مقدس	۱۴۲
۲۱۔ دستِ اقدس	۱۴۳
خوشبوئے دستِ اقدس	۱۴۵
دستِ مبارک کی ٹھنڈک	۱۴۶
۲۲۔ دستِ اقدس کی برکتیں	۱۴۷
(۱) دست مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ دوسروں کو فیض یاب کرتے رہے	۱۴۸
(۲) دست مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ کے بال عمر بھر سیاہ رہے	۱۴۹

عنوانات	صفحہ
(۳) دست مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے خشک تھنوں میں دودھ اتر آیا	۱۵۰
(۴) دستِ مصطفیٰ ﷺ کے لمس سے لکڑی تلوار بن گئی	۱۵۲
(۵) دستِ اقدس کے لمس سے کھجور کی شاخ روشن ہوگئی	۱۵۳
(۶) توشہ دان میں کھجوروں کا ذخیرہ	۱۵۴
(۷) دست شفا سے ٹوٹی ہوئی پنڈلی جڑ گئی	۱۵۶
(۸) دست اقدس کی فیض رسانی	۱۵۶
(۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی قوتِ حافظہ	۱۵۷
۲۳۔ انگشتانِ مبارک	۱۵۸
۲۴۔ ہتھیلیاں مبارک	۱۶۰
۲۵۔ بغل مبارک	۱۶۱
۲۶۔ سینۂ اقدس	۱۶۳
۲۷۔ قلبِ اطہر	۱۶۴
۲۸۔ بطنِ اقدس	۱۶۷
❁ ایک ایمان افروز واقعہ	۱۶۹
❁ شکمِ اطہر پر ایک کی بجائے دو پتھر	۱۷۱
۲۹۔ ناف مبارک	۱۷۳
۳۰۔ پشت اقدس	۱۷۴
۳۱۔ مہرِ نبوت	۱۷۵
❁ مہرِ نبوت: آخری نبی کی علامت	۱۷۸
۳۲۔ مبارک رانیں	۱۸۰

صفحہ	عنوانات
۱۸۱	۳۳۔ زانوئے مبارک
۱۸۲	۳۴۔ پنڈلیاں مبارک
۱۸۴	۳۵۔ قدمین شریفین
۱۸۶	۳۶۔ انگشتانِ پا مبارک
۱۸۶	۳۷۔ مبارک تلوے
۱۸۷	۳۸۔ مبارک ایڑیاں
۱۸۸	۳۹۔ قدمین شریفین کی برکات
۱۹۱	۴۰۔ قدِ زیبائے محمد ﷺ
۱۹۳	✿ نمایاں قد کی حکمتیں
۱۹۵	مآخذ و مراجع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

بحیثیت مسلمان ہمارے ایمان کی بنیاد اس عقیدے پر استوار ہے کہ ہماری انفرادی اور اجتماعی بقا و سلامتی کا راز محبت و غلامیٔ رسول ﷺ میں مضمر ہے۔ آپ ﷺ کی محبت ہی اصلِ ایمان ہے جس کے بغیر قصر ایمان کی تکمیل ممکن نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کشت دیدہ و دل میں عشق رسول ﷺ کی شجرکاری کی جائے جس کی آبیاری اطاعت و اتباع کے سرچشمے سے ہوتی رہے تو ایمان کا شجر ثمربار ہوگا اور اس کی شاخ در شاخ نمو اور بالیدگی کا سامان ہوتا رہے گا۔ بزم ہستی میں محبت مصطفیٰ ﷺ کا چراغ فروزاں کرنے سے نخل ایمان پھلے پھولے گا اور نظریاتی و فکری پراگندگی کی فضا چھٹ جائے گی۔

در دلِ مسلم مقام مصطفی ﷺ ست
آبروئے ماز نامِ مصطفی ﷺ ست

(حضرت محمد مصطفیٰ کا مقام ہر مسلمان کے دل میں ہے اور ہماری ملی عزت و آبرو اسی نام سے قائم ہے۔)

چمنستانِ دہر کے ہنگامے اور رونقیں اس گل چیدہ کی مرہون منت ہیں جو مبداء فیض نے اس کائناتِ رنگ و بو کی افزائش حسن کے لئے منتخب فرمایا۔ علامہ اقبال اس بارے میں کیا خوب کہہ گئے ہیں:

ہو نہ ہو یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو

فروغِ عشقِ رسول ﷺ کی عظیم عالمی تحریک، تحریکِ منہاج القرآن کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہ اپنے قیام سے ہی امت مسلمہ اور بالخصوص مسلمانان پاکستان کے اندر یہ شعور اجاگر کرنے کی کوشش کر رہی ہے کہ دنیا و آخرت کی کامیابی آقائے دوجہاں حضور نبی اکرم ﷺ کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہو جانے میں ہے۔ چنانچہ بانی تحریک قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے جب اِحیاءِ اِسلام کے عظیم علمی و فکری اور روحانی مشن کا آغاز کیا تو 'شمائل الرسول ﷺ' کو بطور خاص اپنی گفتگو کا موضوع بنایا اور اس محبت بھرے تذکار کے ذریعہ لوگوں کے دلوں کو گرماتے رہے اور ان میں عشق و محبت رسول ﷺ کی شمع فروزاں کرتے رہے۔ جن لاکھوں لوگوں نے ان ایمان افروز خطابات کو شوق سے سنا اُن کی دنیا ہی بدل گئی۔ زیرِ نظر کتاب میں قائد انقلاب مدظلہ کے انہی خطبات کو کتابی شکل دے کر نذر قارئین کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے محبوب ﷺ کی محبت نصیب فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

محمد تاج الدین کالامی
ریسرچ سکالر
فریدِ ملتؒ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

اِبتدائیہ

اُس حسنِ مطلق نے دنیا کے نظاروں کو اِس قدر حسین بنایا ہے کہ اِنسان اس دِل کش اور جاذبِ نظر ماحول میں بار بار گم ہو جاتا ہے۔ کبھی زمین کی دلفریب رعنائیاں اُس کے دامنِ دل کو کھینچتی ہیں تو کبھی اَفلاک کی دِلکش وُسعتیں، کبھی ہواؤں کی جاوداں و جانفزا کیفیتیں اُس کے لئے راحتِ جاں بنتی ہیں تو کبھی فضاؤں میں گونجنے والے نغماتِ حسن اس کی توجہ کو مہمیز عطا کرتے ہیں۔ یہ کائناتِ آب و گِل حسن و عشق کے ہنگاموں کا مرکز ہے جس میں حسن کبھی گلِ لالہ کی نرم و نازک پنکھڑیوں سے عیاں ہوتا ہے اور کبھی اُن کی دلفریب مہک سے۔ نغماتِ حسن کبھی آبشاروں میں سنائی دیتے ہیں اور کبھی دریاؤں اور نہروں کے سکوت میں۔ کہیں باغات کی دِلکش رونقیں چہرۂ حسن کو بے نقاب کرتی ہیں اور کہیں صحراؤں کی خاموشیاں۔ کہیں سمندروں کا بہاؤ حسن میں ڈھلتا دِکھائی دیتا ہے تو کہیں سبزہ زاروں کا پھیلاؤ۔ الغرض ہر سُو حسن کی جلوہ سامانیاں ہیں اور نگاہ و دِل خوب سے خوب تر کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔

عالمِ آفاق کے نغماتِ حُسن کی صدائے بازگشت اَنفسی کائنات کے نہاں خانوں میں سنائی دے رہی ہے اور کائناتِ خارجی کی بے کراں وُسعتوں میں بھی، غرض یہ کہ حسین خواہشات ہر سُو مچل رہی ہیں۔ یہی خواہشات خوگرِ حُسن بھی ہیں اور پیکرِ حُسن بھی۔ تخیلات بھی حُسن سے سکون پاتے ہیں اور تصورات بھی اُسی کے مشتاق ہیں۔ اہلِ دل کبھی حُسن کو جلوَت میں تلاش کرتے ہیں، کبھی خلوَت میں۔ کوئی جلوۂ حُسن میں مست ہے اور کوئی تصورِ حُسن میں بے خود۔ اِس کارگہِ حیات میں ہر کوئی حُسن کا متلاشی ہے۔ کوئی ذوق و شوق کے مرحلے میں ہے تو کوئی جذب و کیف کے مقام پر، کوئی سوز و مستی میں ہے، کوئی وجد و حال میں، لیکن شبستانِ عشق میں ہر کسی کو نورِ حسن ہی کی کوئی نہ کوئی شعاع میسر ہے۔ دل کہتا ہے

کہ حُسن کے دِلفریب جلوے جو اِس قدر کثرت سے ہر طرف بکھرے پڑے ہیں، کہیں نہ کہیں اُن کا منبع ضرور ہوگا، کہیں نہ کہیں وہ سرچشمۂ حُسن یقیناً موجود ہوگا جہاں سے سب کے سب جمالیاتی سُوتے پھوٹ رہے ہیں۔ ہر خوب سے خوب تر کا وجود اور حسین سے حسین تر کا نشان یہ بتلاتا ہے کہ کہیں نہ کہیں حُسن و رعنائی کا آخری نظارہ بھی ہوگا، تلاشِ حُسن کا سفر کہیں تو ختم ہوتا ہوگا۔ آنکھیں کہتی ہیں، بیشک کہیں وہ آخری تصویرِ حسن بھی ہو گی جسے دیکھ کر جذبۂ تسکین کو بھی سکوں آ جائے۔ رُوح پکارتی ہے بلاشبہ کہیں وہ حریمِ ناز بھی ہوگا جہاں سب بے چینیاں ختم ہو جائیں اور راحتیں تکمیل کو پہنچ جائیں۔

آؤ! اُس حسن کی تلاش میں نکلیں اور اُس جمال کو اپنائیں جس کی ادائے ناز سے جہانِ رنگ و بو میں ہر سُو حسن و جمال کی جلوہ آرائی ہے۔ آؤ! جادۂ عشق کے رہ نوردو! اِس صحرائے حیات میں دیکھو، وہ طُور پر سے ایک عاشق کی ندا آ رہی ہے، فضائے طلب میں اُس کی صدائے عشق بلند ہو رہی ہے، رُوح کے کانوں سے سنو، آواز آ رہی ہے:

رَبِّ أَرِنِيْ أَنْظُرْ إِلَيْکَ۔(۱)

(۱) القرآن، الاعراف، ۷:۱۴۳

"اے میرے ربّ! مجھے (اپنا جلوہ) دِکھا کہ میں تیرا دیدار کرلوں۔"

نظارۂ حسن کی طلب کرنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ آپ علیہ السلام کس حسن کو پکار رہے ہیں؟ اُسی حُسن کو جو حُسنِ مطلق ہے، حُسنِ ازل ہے، حُسنِ کامل ہے، حُسنِ حقیقت ہے، اور جو ہر حُسن کا منبع و مصدر ہے، اور ہر حُسن کی اصل ہے۔ حسین جس کے حُسن کا تصوّر نہیں کر سکتے، جمیل جس کے جمال کا گمان نہیں کر سکتے۔

آپ علیہ السلام کو حریمِ ناز سے کیا جواب ملتا ہے! اِرشاد ہوا:

لَنْ تَرَانِيْ۔(۲)

(۲) القرآن، الاعراف، ۷:۱۴۳

"تم مجھے (براہِ راست) ہرگز دیکھ نہ سکو گے۔"

پھر ...... عشق کی بیتابی دیکھ کر، اُس نے حُسنِ ذات کی بجائے حُسنِ صفات کا صرف ایک نقاب اُٹھا مگر

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا۔(۱)

(۱) القرآن، الاعراف، ۷:۱۴۳

’’پھر جب اُس کے رب نے پہاڑ پر (اپنے حُسن کا) جلوہ فرمایا تو (شدتِ اَنوار سے) اُسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔‘‘

موسیٰ زِ ہوش رفت بیک پرتوِ صفات

رُوحِ بیتاب پکارنے لگی: اے حسنِ مطلق! بیشک تو ہی حسین و جمیل ہے اور تو حسن و جمال سے محبت کرتا ہے، لیکن آنکھیں ترس گئی ہیں کہ تیرے حسنِ کامل کا نظارہ کسی پیکرِ محسوس میں دِکھائی دے تو اُسے دیکھیں۔

کبھی اے حقیقتِ منتظر! نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

اے لامکاں میں بسنے والے حسنِ تمام! عالمِ مکاں میں بھی اپنے حسنِ کامل کی جلوہ سامانی کر۔ تو عالمِ ہوّیت میں تو نور فگن ہے ہی، مطلعِ بشریت کو بھی اپنے پرتوِ حُسن و نور سے روشن کر۔ تو حسنِ بے مثال ہے، لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ○ (اُس کے جیسا کوئی نہیں) کا مصداق تیرا ہی جمال ہے، تو ہی ہے جو کسی کے حسنِ سراپا کو اپنی شانِ مظہریت سے نوازتا ہے تاکہ عاشقانِ صادِق عالمِ ہست و بود میں تیرے حسن کا نقشِ کامل دیکھ سکیں، تیرے نور کا مظہرِ اَتمّ دیکھ سکیں۔ حریمِ ناز سے صدا آتی ہے: اَے حسن و جمالِ حق کے متلاشی! تیری تلاش تجھے مل چکی، تیرا سوال پورا ہو چکا، تیری مُراد بر آ چکی۔ اے متلاشیٔ حسنِ مطلق! یوں تو ہر سُو میرے ہی حسن کے جلوے ہیں:

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔(۲)

(۲) القرآن، البقرہ، ۲:۱۱۵

’’تم جدھر بھی رُخ کرو اُدھر ہی اللہ کی توجہ ہے (یعنی ہر سمت ہی اللہ کی ذات

جلوہ گر ہے)۔‘‘

لیکن میرے محبوبِ مکرم **محمد**ﷺ کا حسنِ سراپا عالمِ خلق میں میرے پرتوِ حسن کی کامل جلوہ گاہ ہے۔ **محمد**ﷺ کے مطلعِ ذات پر میرا آفتابِ حُسن شباب پر ہے۔ اُس پیکرِ حسن ونور کو دیکھ، یہی مظہرِ حسنِ حقیقت ہے اور یہی منظرِ جمالِ مطلق۔

جب یہ حقیقت واضح ہو چکی تو آؤ اُس حسنِ سراپا کی بات کریں جس سے مُردہ دِلوں کو زندگی، پژمُردہ رُوحوں کو تازگی و شگفتگی اور بے سکون ذِہنوں کو اَمن و آشتی کی دولت میسر آتی ہے۔ اللہ ربّ العزت نے حضرتِ اِنسان کو اَشرفُ المخلوقات بنایا ہے اور اُس کی تخلیق وتقویم بہترین شکل وصورت میں فرمائی ہے، اِرشادِ ربانی ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ أَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ○ (۱)

(۱) القرآن، التین، ۹۵:۴

’’بیشک ہم نے اِنسان کو بہترین (اِعتدال اور توازُن والی) ساخت میں پیدا فرمایا○‘‘

اِس آیۂ کریمہ کا مفہوم بصراحت اِس اَمر پر دلالت کر رہا ہے کہ خلاّقِ عالم نے اِنسان کو دِیگر اَوصاف کے علاوہ بہترین شکل وصورت عطا فرمائی ہے اور اُسے بہ اِعتبارِ حسنِ صورت کائنات میں تخلیق کردہ ہر ذِی رُوح پر فوقیت اور برتری سے نوازا ہے۔

اِنسان حسنِ صورت وسیرت کا حسین اِمتزاج ہے

اِنسانی شخصیت کے دو پہلو ہیں: ایک ظاہر اور دُوسرا باطن۔ ظاہری پہلو اَعضاء و جوارِح سے تشکیل پاتا ہے۔ اِس تشکیل و ترتیب میں سر سے پاؤں تک تمام اَعضاء کے باہمی تناسب سے جو ہیئت ہمارے سامنے آتی ہے اُسے شکل وصورت کا نام دیا جاتا ہے۔ اَعضاء کے تناسب میں اگر اِعتدال و توازُن کارفرما ہو اور کوئی عضو ایسا نہ ہو جو بے جوڑ ہونے کی بنا پر اِنسانی جسم میں بے اِعتدالی کا مظہر قرار پائے تو ایسی صورت بلاشبہ حسین صورت سے تعبیر کی جائے گی جبکہ اِنسان کی باطنی شخصیت میں اَوصافِ حمیدہ اور پسندیدہ

عادات و خصائل کا جمع ہو جانا حسنِ سیرت کہلاتا ہے۔

تاریخ کے مختلف اَدوار میں اُن تمام برگزیدہ انبیاء و رُسل کی شخصیات، جو راہِ اِنسانیت سے ہٹے ہوئے لوگوں کی رُشد و ہدایت پر مامور ہوتے رہے، حسنِ صورت اور حسنِ سیرت کا حسین اِمتزاج ہیں۔ یہ وہ اَفراد تھے جن کا مقصدِ بعثت اور نصبُ العین ہر دَور میں گمراہی و ضلالت کے اندھیروں میں بھٹکنے والے اِنسانوں کو نورِ ہدایت سے حق و راستی کی جانب رہنمائی عطا کرنا تھا۔ اِس لئے اُن کے باطن کے ساتھ ساتھ اُن کے ظاہر کو بھی ہمیشہ پُرکشش بنایا گیا تاکہ لوگوں کی طبیعتیں مکمل طور پر اُن کی طرف راغب اور مانوس ہوں۔

اِس بزمِ ہستی میں وہ مبارک شخصیت جس میں حسنِ صورت اور حسنِ سیرت کے تمام محامد و محاسن بدرجۂ اَتم سمو دیئے گئے، پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ اگر تمام ظاہری و باطنی محاسن کو ایک وُجود میں مجتمع کر دیا جائے اور شخصی حُسن و جمال کے تمام مظاہر جو جہانِ آب و گِل میں ہر سُو منتشر دِکھائی دیتے ہیں، ایک پیکر میں اِس طرح یکجا دِکھائی دیں کہ اُس سے بہتر ترکیب و تشکیل ناممکن ہو تو وہ حُسن و جمال کا پیکرِ اَتم **محمد مصطفیٰ** ﷺ کے وجود میں ڈھلتا نظر آتا ہے۔ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلّم ہے کہ عالمِ اِنسانیت میں سرورِ کائنات فخرِ موجودات نبیٔ آخر الزماں ﷺ بحیثیتِ عبدِ کامل ظاہری و باطنی حسن و جمال کے اُس مرتبۂ کمال پر فائز ہیں جہاں سے ہر حسین کو خیراتِ حُسن مل رہی ہے۔ حُسن و جمال کے سب نقش و نگار آپ ﷺ کی صورتِ اَقدس میں بدرجۂ اَتم اِس خوبی سے مجتمع کر دیئے گئے ہیں کہ ازل تا اَبد اِس خاکدانِ ہستی میں ایسی مثال ملنا ناممکن ہے۔ گویا عالمِ بشریت میں آپ ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات جامعِ کمالات بن کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی اور آپ ﷺ ہی وہ شاہکار قرار پائے جسے دیکھ کر دِل و نگاہ پکار اُٹھتے ہیں:

زِ فرق تا به قدم هر کجا که می نگرم
کرشمه دامنِ دل می کشد که جا اینجاست

باب اوّل

پیکرِ حسن و جمال

جان لینا چاہیئے کہ سرورِ دوعالم ﷺ کے علوِ مرتبت، رُوحانی کمالات و خصائص اور باطنی فضائل و محامد کے علاوہ آپ ﷺ کا بے مثل حسن و جمال بھی آپ ﷺ کا زِندۂ جاوید معجزہ ہے، جس کا تذکرہ کم و بیش سیرت کی تمام کتب میں موجود ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہم آپ ﷺ کی سیرتِ مطہرہ کو جاننے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی صورتِ طیبہ کا ایک تحریری مرقع دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ سیرت کے ساتھ صورت سے بھی پیار پیدا ہو۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت بھی ہے کہ صورت، سیرت کی عکاس ہوتی ہے اور ظاہر سے باطن کا کچھ نہ کچھ اندازہ ضرور ہو جاتا ہے کیونکہ اِنسان کا چہرہ اُس کے مَن کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ پہلی نظر ہمیشہ کسی شخصیت کے چہرے پر پڑتی ہے، اُس کے بعد سیرت و کردار کو جاننے کی خواہش دِل میں جنم لیتی ہے۔

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے اَحوال و فضائل اس نقطۂ نظر سے معلوم کرنے سے پہلے یہ جاننے کی خواہش فطری طور پر پیدا ہوتی ہے کہ اُس مبارک ہستی ﷺ کا سراپا، قد و قامت اور شکل و صورت کیسی تھی، جس کے فیضانِ نظر سے تہذیب و تمدّن سے ناآشنا خطہ ایک مختصر سے عرصے میں رشکِ ماہ و اَنجم بن گیا، جس کی تعلیمات اور سیرت و کردار کی روشنی نے جاہلیت اور توہم پرستی کے تمام تیرہ و تار پردے چاک کر دیئے اور جس کے حیات آفریں پیغام نے چہار دانگِ عالم کی کایا پلٹ دی۔ حقیقت یہ ہے کہ ذاتِ خداوندی نے اُس عبدِ کامل اور فخرِ نوعِ اِنسانی کی ذاتِ اَقدس کو جملہ اَوصافِ سیرت سے مالا مال کر دینے سے پہلے آپ ﷺ کی شخصیت کو ظاہری حُسن کا وہ لازوال جوہر عطا کر دیا تھا کہ آپ ﷺ کا حسنِ صورت بھی حسنِ سیرت ہی کا ایک باب بن گیا تھا۔ سرورِ کائنات حضرت **محمد** ﷺ کے حسنِ سراپا کا ایک لفظی مرقع صحابۂ کرام اور تابعینِ عظام کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ ربّ العزت نے آپ ﷺ کو وہ حسن

و جمال عطا کیا تھا کہ جو شخص بھی آپ ﷺ کو پہلی مرتبہ دور سے دیکھتا تو مبہوت ہو جاتا اور قریب سے دیکھتا تو مسحور ہو جاتا۔

ا۔ افضلیت و اکملیت کا معیارِ آخر

حضور نبیٔ اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب اور مقرب نبی ہیں، اِس لئے باری تعالیٰ نے اَنبیائے سابقین کے جملہ شمائل و خصائص اور محامد و محاسن آپ ﷺ کی ذاتِ اَقدس میں اِس طرح جمع فرما دیئے کہ آپ ﷺ افضلیت و اکملیت کا معیارِ آخر قرار پائے۔ اِس لحاظ سے حسن و جمال کا معیارِ آخر بھی آپ ﷺ ہی کی ذات ہے۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی اِس شانِ جامعیت و کاملیت کے بارے میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

اُولٰٓئِکَ الَّذِيْنَ هَدَى اللهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ۔ (۱)

(۱) القرآن، الانعام، ۶: ۹۰

’’(یہی) وہ لوگ (پیغمبرانِ خدا) ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے، پس (اے رسولِ آخرالزماں!) آپ اُن کے (فضیلت والے سب) طریقوں (کو اپنی سیرت میں جمع کر کے اُن) کی پیروی کریں (تاکہ آپ کی ذات میں اُن تمام انبیاء و رُسل کے فضائل و کمالات یکجا ہو جائیں)۔‘‘

آیتِ مبارکہ میں ہدایت سے مُراد انبیائے سابقہ کے شرعی اَحکام نہیں کیونکہ وہ تو آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی منسوخ ہو چکے ہیں، بلکہ اِس سے مُراد وہ اَخلاقِ کریمانہ اور کمالاتِ پیغمبرانہ ہیں جن کی وجہ سے آپ ﷺ کو تمام مخلوق پر فوقیت حاصل ہے۔ چنانچہ وہ کمالات و اِمتیازات جو دِیگر انبیاء علیھم السلام کی شخصیات میں فرداً فرداً موجود تھے آپ ﷺ میں وہ سارے کے سارے جمع کر دیئے گئے اور اِس طرح حضور نبیٔ اکرم ﷺ جملہ کمالاتِ نبوّت کے جامع قرار پا گئے۔

۱۔ **علامہ آلوسی** رحمۃ اللہ علیہ **مذکورہ آیت کے تحت اِمام قطبُ الدین رازی** رحمۃ اللہ علیہ **کے حوالے سے رقمطراز ہیں:**

أنه يتعين أن الإقتداء المأمور به ليس إلا في الأخلاق الفاضلة و الصفات الكاملة، كالحلم و الصبر و الزهد و كثرة الشكر و التضرع و نحوها، و يكون في الآية دليل على أنه ﷺ أفضل منهم قطعا لتضمنها، أن الله تعالىٰ هدى أولئك الأنبياء عليهم الصلوٰة و السلام إلىٰ فضائل الأخلاق و صفات الكمال، و حيث أمر رسول الله ﷺ أن يقتدى بهداهم جميعًا امتنع للعصمة أن يقال: أنه لم يتمثل، فلا بدّ أن يقال: أنه عليه الصلوٰة والسلام **قد امتثل و أتى بجميع ذالك، و حصل تلك الأخلاق الفاضلة التي في جميعهم، فاجتمع فيه من خصال الكمال ما كان متفرقاً فيهم، و حينئذٍ يكون أفضل من جميعهم قطعا، كما أنه أفضل مِن كل واحدٍ منهم۔(۱)**

’’یہ اَمر طے شدہ ہے کہ اِس آیت میں شریعت کے اَحکام کی اِقتداء کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ اَخلاقِ حسنہ اور صفاتِ کاملہ مثلاً حلم، صبر، زُہد، کثرتِ شکر، عجز و اِنکساری وغیرہ کے حاصل کرنے کا حکم ہے۔ یہ آیتِ مقدسہ اِس اَمر پر قطعی دلیل کا درجہ رکھتی ہے کہ اِس اِعتبار سے حضور ﷺ تمام انبیاء و رُسل سے اَفضل و اَعلیٰ ہیں کیونکہ ربِ کائنات نے جو اَوصاف اور فضیلتیں اُن نبیوں اور رسولوں کو عطا کی ہیں اُن کے حصول کا آپ ﷺ کو حکم فرمایا گیا ہے، حضور ﷺ کی عصمت کے پیشِ نظر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ ﷺ نے اُن (فضیلتوں) کو حاصل نہیں کیا بلکہ یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ آپ ﷺ نے وہ خصائص اور کمالات جو دیگر انبیاء و رُسل میں جدا جدا تھے اُن سب کو اپنی سیرت و کردار کا حصہ بنا لیا، اِس

(۱) آلوسی، روح المعانی، ۷: ۲۱۷

لئے حضور ﷺ جس طرح ہر نبی سے اُس کے اِنفرادی کمالات کے اعتبار سے اَفضل ہوئے اُسی طرح تمام انبیاء و رُسل سے اُن کے اِجتماعی کمالات کے اعتبار سے بھی اَفضل قرار پائے۔‘‘

درجِ بالا عبارت تحریر کرنے کے بعد علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هو إستنباطٌ حسنٌ۔

’’یہ بہت ہی خوبصورت اِستنباط ہے۔‘‘

۲۔ آیتِ مذکورہ کے حوالے سے اِمام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

إحتج العلماء بهذه الآية علیٰ أن رسولنا ﷺ أفضل من جميع الأنبياء عليهم السلام۔(۱)

’’اہلِ علم نے اِس آیتِ مقدسہ سے اِستدلال کیا ہے کہ ہمارے رسول ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے اَفضل ہیں۔‘‘

۳۔ اِمام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اِس موقف کی وجہِ اِستدلال کا ذِکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أنه تعالیٰ لما ذكر الكل أمر محمداً عليه الصلوة والسلام بأن يقتدي بهم بأسرهم، فكان التقدير كأنه تعالیٰ أمر محمداً ﷺ أن يجمع من خصال العبودية و الطاعة كل الصفات التي كانت مفرقة فيهم بأجمعهم۔(۲)

’’آیتِ مذکورہ سے قبل اللہ رب العزت نے دیگر جلیل القدر انبیاء و رُسل کا اوصافِ حمیدہ کے ساتھ ذِکر فرمایا اور آخر میں حضور ﷺ کو یہ حکم دیا کہ (محبوب!) اُن (انبیاء و رُسل) کی ذواتِ مطہرہ میں جو بھی فرداً فرداً اَوصافِ

---

(۱) رازی، التفسیر الکبیر، ۱۳:۷۰

(۲) رازی، التفسیر الکبیر، ۱۳:۷۱

حمیدہ ہیں اُن اَوصافِ حمیدہ کو اپنی ذات کے اندر جمع فرما لیجئے۔‘‘

اِمام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ایک دُوسرے مقام پر آیتِ مذکورہ کا مفہوم اِن الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

فکأنہ سبحانہ قال: "إنا أطلعناک علی أحوالھم و سیرھم، فاختر أنت منھا أجودھا و أحسنھا، وکن مقتدیا بھم فی کلھا۔" و ھذا یقتضی أنہ اجتمع فیہ من الخصال المرضیۃ ما کان متفرقاً فیھم فوجب أن یکون أفضل منھم۔(۱)

’’گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’اے نبیِ مکرم! ہم نے آپ کو انبیاء و رُسل کے اَحوال اور سیرت و کردار سے آگاہ کر دیا۔ اَب آپ ان تمام (انبیاء و رُسل) کی سیرت و کردار کو اپنی ذات میں جمع فرما لیں۔‘‘ اِسی آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ تمام اَخلاقِ حسنہ اور اَوصافِ حمیدہ جو متفرق طور پر انبیاء و رُسل میں موجود تھے آپ ﷺ کی سیرتِ مطہرہ میں اپنے شباب وکمال کے ساتھ جمع ہیں، لہٰذا آپ ﷺ کو تمام انبیاء و رُسل سے اَفضل ماننا لازمی ہے‘‘۔

۴۔ رسولِ اوّل و آخر ﷺ کے محامد و محاسن کے ضمن میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

آں حضرت ﷺ را فضائل و کمالات بود، کہ اگر مجموع فضائلِ انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین را در جنب آن بنہند راجح آید۔(۲)

’’حضور ﷺ کے محاسن و فضائل اِس طرح جامعیت کے مظہر ہیں کہ کسی بھی تقابل کی صورت میں آپ ﷺ کے محاسن و فضائل کو ہی ترجیح حاصل ہوگی‘‘۔

---

(۱) رازی، التفسیر الکبیر، ۶:۱۹۶

(۲) محدث دہلوی، شرح سفر السعادت: ۴۴۲

اِس کائناتی سچائی کے بارے میں کوئی دُوسری رائے ہی نہیں کہ جملہ محامد و محاسن اور فضائل و خصائل جس شان اور اِعزاز کے ساتھ آقائے محتشم ﷺ کی ذاتِ اَقدس میں ہیں اِس شان اور اِعزاز کے ساتھ کسی دُوسرے نبی یا رسول کی ذات میں موجود نہ تھے۔

۵۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک دُوسرے مقام پر رقمطراز ہیں:

خلائق در کمالاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام حیران، و انبیاء همه در ذاتِ وے۔ کمالاتِ انبیاءِ دیگر محدود و معین است، اما ایں جا تعین و تحدید نگنجد و خیال و قیاس را بدرکِ کمالِ وے را نه بود۔(۱)

”(اللہ رب العزت کی) تمام مخلوقات کمالاتِ انبیاء علیہم السلام میں اور تمام انبیاء و رُسل حضور ﷺ کی ذاتِ اَقدس میں متحیر ہیں۔ دِیگر انبیاء و رُسل کے کمالات محدُود اور متعین ہیں، جبکہ حضور ﷺ کے محاسن و فضائل کی کوئی حد ہی نہیں، بلکہ ان تک کسی کے خیال کی پرواز ہی ممکن نہیں۔“

۲۔ حسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کا ظہورِ کامل

حضور سرورِ کونین ﷺ کی ذات حسن و کمال کا سرچشمہ ہے۔ کائناتِ حُسن کا ہر ہر ذرّہ دہلیزِ مصطفیٰ ﷺ کا ادنیٰ سا بھکاری ہے۔ چمنِ دہر کی تمام رعنائیاں آپ ﷺ ہی کے دم قدم سے ہیں۔ ربِ کریم نے آپ ﷺ کو وہ جمالِ بے مثال عطا فرمایا کہ اگر اُس کا ظہورِ کامل ہو جاتا تو اِنسانی آنکھ اُس کے جلووں کی تاب نہ لاسکتی۔ صحابہ کرام ﷺ نے آپ ﷺ کے کمالِ حسن و جمال کو نہایت ہی خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔

۱۔ حضرت جابر بن سمرہ ﷺ فرماتے ہیں:

رأیتُ رسول اللهِ ﷺ في لیلة إضحیان، فجعلت أنظر إلی رسول

---

(۱) محدث دہلوی، مرج البحرین

اللہ ﷺ و إلی القمر، و علیه حلة حمراء، فإذا هو عندی أحسن من القمر۔(۱)

''ایک رات چاند پورے جوبن پر تھا اور اِدھر حضور ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ اُس وقت آپ ﷺ سرخ دھاری دار چادر میں ملبوس تھے۔ اُس رات کبھی میں رسول اللہ ﷺ کے حسنِ طلعت پر نظر ڈالتا تھا اور کبھی چمکتے ہوئے چاند پر، پس میرے نزدیک حضور ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین لگ رہے تھے۔''

۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما رأیتُ من ذی لمة أحسن فی حلّة حمراء من رسول اللہ ﷺ۔(۲)

''میں نے کوئی زلفوں والا شخص سرخ جوڑا پہنے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔''

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۱۱۸، ابواب الأدب، رقم: ۲۸۱۱
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۹، رقم: ۱۰
۳۔ دارمی، السنن، ۱:۴۴، مقدمہ، رقم: ۵۷
۴۔ ابویعلی، المسند، ۱۳:۴۶۴، رقم: ۷۴۷۷
۵۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۱۹۶
۶۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۵۰، رقم: ۱۴۱۷
۷۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳:۱۶۷

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۱۸، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۷
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۲۱۹، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۲۴
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۵۹۸، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۵
۴۔ ابوداؤد، السنن، ۴:۸۱، کتاب الترجل، رقم: ۴۱۸۳
۵۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۱، رقم: ۴

←

۳۔ حضرت براء بن عازب ﷺ سے کسی شخص نے پوچھا:

أکان وجه رسول اللهﷺ مثل السیف؟

''کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک تلوار کی مثل تھا؟''

تو اُنہوں نے کہا:

لا، بل مثل القمر۔(۱)

''نہیں''، بلکہ مثلِ ماہتاب تھا۔''

۴۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کی بعداز ولادت پہلی زیارت کے تأثرات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

فأشفقتُ أن أوقظه من نومه لحسنه و جماله، فدنوتُ منه رویداً، فوضعتُ یدی علی صدره فتبسّم ضاحکاً، ففتح عینیه ینظر إلیّ،

۶۔ دارمی، السنن، ۱:۳۳

۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴:۳۰۰

۸۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۲:۱۶۰

۹۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵:۴۱۲، رقم: ۹۳۲۵

۱۰۔ نسائی، السنن، ۸:۱۸۳، کتاب الزینۃ، رقم: ۵۲۳۳

۱۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۵۰

۱۲۔ ابن قدامہ، المغنی، ۱:۳۴۱

۱۳۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۱:۱۵۱

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ: ۲، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۵۹۸، أبواب المناقب، رقم: ۳۶۳۶

۳۔ بخاری، الصحیح، ۳:۱۳۰۴، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۹

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴:۲۸۱

←

فخرج من عينيه نورٌ حتى دخل خلال السماء۔(۱)

''حضور ﷺ کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا پس میں آہستہ سے ان کے قریب ہو گئی۔ میں نے اپنا ہاتھ ان کے سینہ مبارک پر رکھا پس آپ ﷺ مسکرا کر ہنس پڑے اور آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھنے لگے۔ حضور ﷺ کی آنکھوں سے ایک نور نکلا جو آسمان کی بلندیوں میں پھیل گیا۔''

۵۔ حضور ﷺ کے حسنِ دلرُبا کو چاندی سے ڈھال کر بنائی گئی دیدہ زیب اشیاء سے تشبیہ دیتے ہوئے حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ كأنما صِيغَ من فضة۔(۲)

''حضور نبیِ اکرم ﷺ (مجموعی جسمانی حسن کے لحاظ سے) یوں معلوم ہوتے تھے گویا چاندی سے ڈھالے گئے ہیں۔''

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۱۹۸، رقم: ۶۲۸۷

۶۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۵، رقم: ۶۴

۷۔ ابو یعلی، المسند، ۱۳: ۴۵۱، رقم: ۷۴۵۶

۸۔ رویانی، المسند، ۱: ۲۲۵، رقم: ۳۱۰

۹۔ ابن الجعد، المسند، ۱: ۳۷۵، رقم: ۲۵۷۲

۱۰۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۱: ۱۰

۱۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۷

۱۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۴: ۳۸۱

۱۳۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۵۷۳، رقم: ۳۳۵۹

۱۴۔ ابو علا مبارک پوری، تحفۃ الاحوذی، ۱۰: ۸۰

(۱) نبہانی، الانوار المحمدیہ: ۲۹

(۲) ۱۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۴۱

۳۔ کسی آنکھ میں مشاہدۂ حسنِ مصطفیٰ ﷺ کی تاب نہ تھی

ربِ کائنات نے وہ آنکھ تخلیق ہی نہیں کی جو تاجدارِ کائنات ﷺ کے حسن و جمال کا مکمل طور پر مشاہدہ کر سکے۔ انوارِ محمدی ﷺ کو اس لئے پردوں میں رکھا گیا کہ انسانی آنکھ جمالِ مصطفیٰ ﷺ کی تاب ہی نہیں لا سکتی۔ اللہ ربّ العزت نے آپ ﷺ کا حقیقی حسن و جمال مخلوق سے مخفی رکھا۔

۱۔ امام زرقانی نے اپنی کتاب میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ایمان افروز قول نقل کیا ہے:

لم يظهر لنا تمام حسنه ﷺ، لأنّه لو ظهر لنا تمام حسنه لما أطاقت أعيننا رؤيته ﷺ۔(۱)

’’حضور کا حسن و جمال مکمل طور پر ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا اور اگر آقائے کائنات ﷺ کا تمام حسن و جمال ہم پر ظاہر کر دیا جاتا تو ہماری آنکھیں حضور ﷺ کے جلوؤں کا نظارہ کرنے سے قاصر رہتیں۔‘‘

۲۔ قولِ مذکور کے حوالے سے امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں:

۲۔ ابن جوزی، الوفاء: ۴۱۲

۳۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۰: ۲۹۷، رقم: ۵۴۳۷

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۱۹

۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۲

۶۔ مناوی، فیض القدیر، ۵: ۶۹

(۱) زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۲۴۱

وَ ما أحسن قول بعضهم: لم يظهر لنا تمام حسنه ﷺ۔(۱)

”بعض ائمہ کا یہ کہنا کہ حضور ﷺ کا تمام حسن و جمال ہم (یعنی مخلوق) پر ظاہر نہیں کیا گیا نہایت ہی حسین وجمیل قول ہے۔“

۱۔ نبیِٔ بے مثال ﷺ کے حسن و جمال کا ذکرِ جمیل حضرت عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اِن اَلفاظ میں کرتے ہیں:

وَ ما كان أحد أحبَّ إلىّ مِن رسول الله ﷺ و لا أجل في عيني منه، و ما كنت أطيق أن أملأ عيني منه إجلالا لهُ و لو سئلت أن أصفه ما أطقت لأني لم أكن أملأ عيني منه۔ (۲)

”میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی شخص محبوب نہ تھا اور نہ ہی میری نگاہوں میں کوئی آپ ﷺ سے حسین تر تھا، میں حضور رحمتِ عالم ﷺ کے مقدس چہرہ کو اُس کے جلال و جمال کی وجہ سے جی بھر کر دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا۔ اگر کوئی مجھے آپ ﷺ کے محامد ومحاسن بیان کرنے کے لئے کہتا تو میں کیونکر ایسا کرسکتا تھا کیونکہ (حضور رحمت عالم ﷺ کے حسنِ جہاں آرا کی چمک دمک کی وجہ سے) آپ ﷺ کو آنکھ بھر کر دیکھنا میرے لئے ممکن نہ تھا۔“

۲۔ اِنسانی آنکھ کی بے بسی کا یہ عالم تھا کہ شاعرِ رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

---

(۱) نبھانی، جواہر البحار، ۲:۱۰۱

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱:۱۱۲، کتاب الایمان، رقم: ۱۲۱

۲۔ ابوعوانہ، المسند، ۱:۷۰، ۷۱، رقم: ۲۰۰

۳۔ ابراہیم بن محمد الحسینی، البیان والتعریف، ۱:۱۵۷، رقم: ۴۱۸

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۴:۲۵۹

۵۔ ابونعیم، المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم، ۱:۱۹۰، رقم: ۳۱۵

۶۔ قاضی عیاض، الشفاء، ۲:۳۰

جو اپنے آقا ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں دُرودوں کے گجرے اور سلاموں کی ڈالیاں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے تھے وہ آپ ﷺ کا رُوئے منوّر دیکھ کر اپنی آنکھیں ہتھیلیوں سے ڈھانپ لیا کرتے تھے، وہ خود فرماتے ہیں:

لما نظرتُ إلی أنوارہ ﷺ وضعتُ کفی علی عینی خوفاً من ذهاب بصری۔(۱)

''میں نے جب حضور ﷺ کے اَنوار و تجلیات کا مُشاہدہ کیا تو اپنی ہتھیلی اپنی آنکھوں پر رکھ لی، اِس لئے کہ (رُوئے منوّر کی تابانیوں سے) کہیں میں بینائی سے ہی محروم نہ ہو جاؤں۔''

حضرت حسان بن ثابت ﷺ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے کمالِ حسن کو بڑے ہی دِلپذیر انداز میں بیان کیا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

وَ أَحْسَنُ مِنکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ
وَ أَجْمَلُ مِنکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَأَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ(۲)

(آپ ﷺ سے حسین تر میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں اور نہ کبھی کسی ماں نے آپ ﷺ سے جمیل تر کو جنم ہی دیا ہے۔ آپ ﷺ کی تخلیق بے عیب (ہر نقص سے پاک) ہے، (یوں دِکھائی دیتا ہے) جیسے آپ ﷺ کے ربّ نے آپ کی خواہش کے مطابق آپ ﷺ کی صورت بنائی ہے۔)

۵۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آنحضرت بتمام از فرق تا قدم همه نور بود، که دیدهٔ

---

(۱) نبہانی، جواہر البحار، ۲: ۴۵۰

(۲) حسان بن ثابت، دیوان: ۲۱

حیرت درجمالِ با کمالِ وی خیرہ میشد مثل ماہ و آفتاب تاباں و روشن بود، و اگر نہ نقاب بشریت پوشیدہ بودی هیچ کس را مجال نظر و ادراکِ حسنِ اُو ممکن نبودی۔(۱)

''حضور رحمتِ عالم ﷺ سرِ انور سے لے کر قدمِ پاک تک نور ہی نور تھے، آپ ﷺ کے حُسن و جمال کا نظارہ کرنے والے کی آنکھیں چندھیا جاتیں، آپ ﷺ کا جسمِ اَطہر چاند اور سورج کی طرح منوّر و تاباں تھا۔ اگر آپ ﷺ کے جلوہ ہائے حسن لباسِ بشری میں مستور نہ ہوتے تو رُوئے منوّر کی طرف آنکھ بھر کر دیکھنا ناممکن ہو جاتا۔''

۶۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ علماءِ محققین کے حوالے سے فرماتے ہیں:

أنّ جمال نبیناﷺ کان فی غایة الکمال ...... لکن اللہ ستر عن أصحابہ کثیرًا من ذالک الجمال الزاهر و الکمال الباهر، إذ لو برز إلیهم لصعب النظر إلیه علیهم۔(۲)

''ہمارے نبی اکرم ﷺ کا حسن و جمالِ اَوجِ کمال پر تھا ...... لیکن ربِ کائنات نے حضور ﷺ کے جمال کو صحابہ کرام ﷺ پر مخفی رکھا، اگر آپ ﷺ کا جمال پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ افروز ہوتا تو حضور ﷺ کے روئے تاباں کی طرف آنکھ اُٹھانا بھی مشکل ہو جاتا۔''

۷۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ایک دُوسرے مقام پر 'قصیدہ بُردہ شریف' کی شرح میں لکھتے ہیں:

أنه إذا ذکر علی میت حقیقی صارحیاً حاضراً، و إذا ذکر علٰی کافر و غافل جعل مؤمنا و هول ذاکرًا لکن اللہ تعالیٰ ستر جمال

---

(۱) محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، ۱:۱۳۷

(۲) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۲:۹

هذا الدر المكنون و كمال هذا الجوهر المصون لحكمة بالغة و نكتة سابقة و لعلها ليكون الايمان غيبيًّا و الأمور تكليفيًّا لا لشهود عينيا و العيان بديهيا أولئلا يصيرمزلقة لأقدام العوام و مزلة لتضر الجمال بمعرفة الملک العلاّم۔(۱)

’’اگر خدائے رحیم و کریم حضور ﷺ کے اسمِ مبارک کی حقیقی برکات کو آج بھی ظاہر کردے تو اُس کی برکت سے مُردہ زندہ ہوجائے، کافر کے کفر کی تاریکیاں دُور ہوجائیں اور غافل دل ذکرِ الٰہی میں مصروف ہوجائے لیکن ربِ کائنات نے اپنی حکمتِ کاملہ سے حضور ﷺ کے اِس اَنمول جوہر کے جمال پر پردہ ڈال دیا ہے، شاید ربِ کائنات کی یہ حکمت ہے کہ معاملات کے برعکس ایمان بالغیب پردہ کی صورت میں ہی ممکن ہے اور مشاہدۂ حقیقت اُس کے منافی ہے۔ حضور ﷺ کے حسن و جمال کو مکمل طور پر اِس لئے بھی ظاہر نہیں کیا گیا کہ کہیں ناسمجھ لوگ غلوّ کا شکار ہوکر معرفتِ اِلٰہی سے ہی غافل نہ ہوجائیں۔‘‘

۸۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والدِ ماجد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو اُنہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! زنانِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بعض لوگ اُنہیں دیکھ کر بیہوش بھی ہو جاتے تھے، لیکن کیا سبب ہے کہ آپ ﷺ کو دیکھ کر ایسی کیفیات طاری نہیں ہوتیں۔ اس پر نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’میرے اللہ نے غیرت کی وجہ سے میرا جمال لوگوں سے مخفی رکھا ہے، اگر وہ کما حقہٗ آشکار ہو جاتا تو لوگوں پر محویت و بے خودی کا عالم اِس سے کہیں بڑھ کر طاری ہوتا جو حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا کرتا تھا۔‘‘ (۲)

۹۔ اِمام محمد مہدی الفاسی رحمۃ اللہ علیہ نے الشیخ ابو محمد عبدالجلیل القصری رحمۃ اللہ علیہ کا

---

(۱) ملا علی قاری، الزبدة فی شرح البردة: ۶۰

(۲) شاہ ولی اللہ، الدرّ الثمین: ۳۹

قول نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

و حسن یوسف علیہ السلام وغیرہ جزء من حسنه، لأنه علی صورة اسمه خلق، و لو لا أن اللہ تبارک و تعالیٰ ستر جمال صورة محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالهيبة و الوقار، و أعمیٰ عنه آخرين لما استطاع أحد النظر إليه بهذه الأبصار الدنياوية الضعيفة۔(۱)

’’حضرت یوسف علیہ السلام اور دیگر حسینانِ عالم کا حسن و جمال حضور ﷺ کے حسن و جمال کے مقابلے میں محض ایک جز کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ وہ آپ ﷺ کے اسم مبارک کی صورت پر پیدا کئے گئے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حسن کو ہیبت اور وقار کے پردوں سے نہ ڈھانپا ہوتا اور کفار و مشرکین کو آپ ﷺ کے دیدار سے اندھا نہ کیا گیا ہوتا تو کوئی شخص آپ ﷺ کی طرف ان دنیاوی اور کمزور آنکھوں سے نہ دیکھ سکتا۔‘‘

۱۰۔ مولانا اشرف علی تھانوی شیم الحبیب کے حوالے سے اِس بات کی تائید یوں کرتے ہیں:

أقول: و أمّا عَدَمُ تعشُّقِ العوام عليه كما كان علی یوسف علیہ السلام فلغيرة اللہ تعالیٰ حتی لم يظهر جماله كما هو علی غيره، كما أنه لم يظهر جمال یوسف كما هو إلا علی يعقوب أو زليخا۔(۲)

’’میں کہتا ہوں کہ (باوُجود ایسے حسن و جمال کے) عام لوگوں کا آپ ﷺ پر اُس طور پر عاشق نہ ہونا جیسا حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوا کرتے تھے بسبب غیرتِ الٰہی کے ہے کہ آپ ﷺ کا جمال جیسا تھا غیروں پر ظاہر نہیں کیا، جیسا خود حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی جس درجہ کا تھا وہ بجز حضرت یعقوب علیہ السلام یا زلیخا کے اوروں پر ظاہر نہیں کیا۔‘‘

(۱) محمد مہدی الفاسی، مطالع المسرات: ۳۹۴

(۲) اشرف علی تھانوی، نشر الطیب: ۲۱۷

بقولِ شاعر:

خدا کی غیرت نے ڈال رکھے ہیں تجھ پہ ستر ہزار پردے
جہاں میں لاکھوں ہی طور بنتے جو اِک بھی اُٹھتا حجاب تیرا

۴۔ حسنِ سراپا کے بارے میں حضرت اویسِ قرنی رضی اللہ عنہ کا قول

سرخیلِ قافلۂ عشق حضرت اویسِ قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت منقول ہے کہ وہ اپنی والدہ کی خدمت گزاری کے باعث زندگی بھر حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں بالمشافہ زیارت کے لئے حاضر نہ ہو سکے، لیکن سرکارِ دوعالم ﷺ کے ساتھ والہانہ عشق و محبت اور وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اپنے اُس عاشقِ زار کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو ہدایت فرمائی کہ میرے وِصال کے بعد اویسِ قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر اُسے یہ خرقہ دے دینا اور اُسے میری اُمت کے لئے دعائے مغفرت کے لئے کہنا۔

حضور نبیِ اکرم ﷺ کے وِصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے اُن کے آبائی وطن 'قرن' پہنچے اور اُنہیں آپ ﷺ کا فرمان سنایا۔ اثنائے گفتگو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے دونوں جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی فخرِ موجودات ﷺ کا دِیدار بھی کیا ہے؟ اُنہوں نے اِثبات میں جواب دِیا تو مسکرا کر کہنے لگے:

لَمْ تَرَیَا مِن رسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِلَّا ظِلَّهُ۔(۱)

''تم نے حضور ﷺ کے حسن و جمال کا محض پرتو دیکھا ہے۔''

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ بعض صوفیا کرام کے حوالے سے فرماتے ہیں:

---

(۱) نبھانی، جواہر البحار، ۳:۶۷

قال بعض الصوفية: أكثر الناس عرفوا اللهﷻ و ما عرفوا رسول اللهﷺ، لأنّ حجابَ البشريّةِ غطتْ أبصارَهم۔(۱)

”بعض صوفیا فرماتے ہیں: اکثر لوگوں نے اللہ ربّ العزت کا عرفان تو حاصل کرلیا لیکن حضورﷺ کا عرفان اُنہیں حاصل نہ ہوسکا اِس لئے کہ بشریت کے حجاب نے اُن کی آنکھوں کو ڈھانپ رکھا تھا۔“

شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَ إنّ مجموع نورهﷺ لو وضع علی العرش لذاب ...... و لو جمعت المخلوقات کُلّها و وضع علیها ذٰلِکَ النور العظیم لتهافتت و تساقطت۔(۲)

”اگر حضورﷺ کے نورِ کامل کو عرشِ عظیم پر ظاہر کردیا جاتا تو وہ بھی پگھل جاتا۔ اِس طرح اگر تمام مخلوقات کو جمع کرکے اُن پر حضورﷺ کے اَنوارِ مقدسہ کو ظاہر کردیا جاتا تو وہ فنا ہوجاتے۔“

سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے؟

شیخ عبدالحق محدّث دِہلوی رحمۃ اللہ علیہ اِسی بات کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انبیاء مخلوق اند از أسماءِ ذاتیه حق و أولیاء از أسماءِ صفاتیه و بقیه کائنات از صفاتِ فعلیه و سید رسل مخلوق ست از ذاتِ حق و ظهورِ حق در وے بالذات ست۔(۳)

”تمام انبیاء و رُسل علیہم السلام تخلیق میں اللہ ربّ العزت کے اَسمائے ذاتیہ کے فیض کا پرتو ہیں اور اولیاء (اللہ کے) اَسمائے صفاتیہ کا اور باقی تمام مخلوقات

(۱) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱:۱۰
(۲) عبدالعزیز دباغ، الابریز:۲۷۴
(۳) محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، ۲:۱۷۱

صفاتِ فعلیہ کا پَرتَو ہیں لیکن سید المرسلین ﷺ کی تخلیق ذاتِ حق تعالیٰ کے فیض سے ہوئی اور حضور ﷺ ہی کی ذات میں اللہ ربّ العزت کی شان کا بالذّات ظہور ہوا۔"

اِسی مسئلے پر اِمام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لمّا تعلّقت إرادة الحق تعالى بإيجاد خلقه و تقدير رزقه، أبرز الحقيقة المحمدية من الأنوار الصمدية في الحضرة الأحدية، ثم سلخ منها العوالم كلها علوها و سفلها على صورة حكمه۔(۱)

"جب خدائے بزرگ و برتر نے عالم خلق کو ظہور بخشنے اور اپنے پیمانۂ عطا کو جاری فرمانے کا ارادہ کیا تو اپنے انوارِ صمدیت سے براہ راست حقیقتِ محمدیہ ﷺ کو بارگاہِ احدیت میں ظاہر فرمایا اور پھر اس ظہور کے فیض سے تمام عالم پست و بالا کو اپنے امر کے مطابق تخلیق فرمایا۔"

اِسی لئے حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا تھا:

يا أبابكر! والذي بعثني بالحق! لم يعلمني حقيقةً غير ربي۔(۲)

"اے ابوبکر! قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میری حقیقت میرے پروردگار کے سوا کوئی دُوسرا نہیں جانتا۔"

حضور ﷺ کا فرمان مذکورہ بالا تمام اَقوال کی نہ صرف توثیق کرتا ہے بلکہ اُن پر مہرِ تصدیق بھی ثبت کرتا ہے۔

۵۔ حسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کی عظمتوں کا راز دان

جس طرح اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کی حقیقت کو اپنی مخلوقات سے مخفی رکھا اور تجلیاتِ مصطفیٰ ﷺ کو پردوں میں مستور فرمایا، اِسی طرح آپ

---

(۱) قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۱: ۵۵

(۲) محمد فاسی، مطالع المسرات: ۱۲۹

ﷺ کے اوصافِ ظاہری کو بھی وہی پروردگارِ عالم خوب جانتا ہے۔ محدثین، مفسرین اور علمائے حق کا یہ اعتقاد ہے کہ حضور ﷺ کے اوصافِ ظاہری کی حقیقت بھی مکمل طور پر مخلوق کی دسترس سے باہر ہے۔ اس ضمن میں آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین اور تابعین عظام نے جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ بطور تمثیل ہے۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ رسولِ محتشم ﷺ کی حقیقت کو اُن کے خالق کے سوا کوئی نہیں جانتا، اس لئے کہ

آں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

۱۔ امام ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و من وصفه ﷺ فإنما وصفه على سبيل التمثيل وإلا فلا يعلم أحد حقيقة وصفه إلا خالقه۔(۱)

”جس کسی نے حضور ﷺ کے اَوصاف بیان کئے بطور تمثیل ہی کئے ہیں، اُن کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا۔“

۲۔ امام علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كانت صفاته ﷺ الظاهرة لا تدرك حقائقها۔(۲)

”حضور ﷺ کی صفاتِ ظاہرہ کے حقائق کا اِدراک بھی ممکن نہیں۔“

۳۔ اِمام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هذه التشبيهات الواردة في حقه علیه الصلوٰة والسلام **إنما هي على سبيل التقريب و التمثيل و إلا فذاته أعلى۔(۳)**

”اَسلاف نے آقا ﷺ کے اَوصاف کا جو تذکرہ کیا ہے یہ بطورِ تمثیل ہے، ورنہ آقا ﷺ کی ذاتِ اقدس اور مقام اُس سے بہت بلند ہے۔“

---

(۱) بیجوری، المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ: ۱۹

(۲) حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۴۳۴

(۳) قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۱: ۴۴۹

۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

مرا در تکلم در اَحوال و صفاتِ ذاتِ شریفِ وی و تحقیق آں حرجے تمام است کہ آں مُتشابہ ترین مُتشابہات است نزدِ من کہ تأویلِ آں ہیچ کس جُز خدا نداند و ھر کسے ھر چہ گوید بر قدر و اندازۂ فہم و دانش گوید و اُو ﷺ از فہم و دانشِ تمام عالم برتر است۔ (۱)

''میں نے حضور ﷺ کے محامد و محاسن پر اِظہارِ خیال کرتے ہوئے ہمیشہ ہچکچاہٹ محسوس کی ہے، کیونکہ (میں سمجھتا ہوں کہ) وہ ایسے اہم ترین متشابہات میں سے ہیں کہ اُن کی حقیقت پروردگارِ عالم کے سوا کوئی دُوسرا نہیں جانتا۔ جس نے بھی حضور ﷺ کی توصیف بیان کی اُس نے اپنے فہم و فراست کے مطابق بیان کی اور حضور ﷺ کی ذاتِ اَقدس تمام اہلِ عالم کی فہم و دانش سے بالا ہے۔''

۲۔ حُسنِ مصطفیٰ ﷺ اور تقاضائے اِیمان

اَقلیمِ رسالت کے تاجدار حضور رسالتِ مآب ﷺ مسندِ محبوبیت پر یکتا و تنہا جلوہ اَفروز ہیں۔ آپ ﷺ کا باطن بھی حسنِ بے مثال کا مرقع اور ظاہر بھی اَنوار و تجلیات کا آئینہ دار ہے۔ جہاں نقطۂ کمال کی اِنتہاء ہوتی ہے وہاں سے حسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کی اِبتدا ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کے حسن و جمال کو بے مثل ماننا اِیمان و اِیقان کا بنیادی جزو ہے۔ کسی شخص کا اِیمان اُس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ نبیٔ بے مثال ﷺ کو باعتبار صورت و سیرت اِس کائناتِ ہست و بود کی تمام مخلوقات سے اَفضل و اَکمل تسلیم نہ کر لے۔

---

(۱) محدث دہلوی، شرح فتوح الغیب: ۳۴۰

۱۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من تمام الإیمان به إعتقادٌ أنه لم یجتمع فِیْ بَدَنِ آدمی من المحاسن الظاهرة الدالة علی محاسنه الباطنة، ما اجتمع فی بَدَنِهٖ علیه الصلوة و السلام۔(۱)

’’کسی شخص کا اِیمان اُس وقت تک مکمل ہی نہیں ہوسکتا جب تک وہ یہ اِعتقاد نہ رکھے کہ بلاشبہ آپ ﷺ کے وُجودِ اَقدس میں ظاہری و باطنی محاسن وکمالات ہر شخص کی ظاہری و باطنی خوبیوں سے بڑھ کر ہیں۔‘‘

۲۔ شیخ اِبراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و مِمَّا یتعیّن علی کلّ مکلّف أن یعتقد أنّ اللہ سبحانه تعالی أوجد خَلْقَ بدنهﷺ علی وجه لم یُوجد قبله ولابعده مثله۔(۲)

’’مسلمانانِ عالم اِس بات پر متفق ہیں کہ ہر شخص کے لئے سرکارِ دوعالم ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ ربِ کائنات نے حضور ﷺ کے بدنِ اطہر کو اِس شان سے تخلیق فرمایا ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے اور آپ کے بعد کسی کو آپ ﷺ کے مثل نہ بنایا۔‘‘

۳۔ اِمام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

إنّ من تمام الإیمان بهﷺ الإیمان بأنّ اللہ تعالیٰ جعل خلق بدنه الشریف علی وجه لم یظهر قَبْلَهٗ و لا بعده خلق آدمی مثلهﷺ۔(۱)

---

(۱) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱:۱۰

(۲) بیجوری، المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ:۱۴۰

”یہ یقینی اور قطعی بات ہے کہ اِیمان کی تکمیل کے لئے (بندۂ مومن کا) یہ اِعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ تو حضور ﷺ سے پہلے اور نہ بعد میں ہی کسی کو آپ ﷺ کی مثل حسین و جمیل بنایا۔“

۴۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی پر اِیمان کی تکمیل کے موضوع پر اِمام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

مِن تمامِ الإیمان به علیه الصلوة و السلام: الإیمان به بأنّه سبحانهٗ خلق جسدهٗ علی وجهٍ لم یظهرْ قبلهٗ و لا بعدهٗ مِثلهٗ۔(۲)

”اِیمان کی تکمیل کے لئے اِس بات پر اِیمان لانا ضروری ہے کہ ربِ کائنات نے حضور ﷺ کا وُجودِ اقدس حسن و جمال میں بے نظیر و بے مثال تخلیق فرمایا ہے۔“

۵۔ اِمام عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و قد صرّحوا بأنّ مِن کمال الإیمان إعتقاد أنه لم یجتمعْ فی بدن إنسان من المحاسن الظاهرة، ما اجتمع فی بدنه ﷺ۔(۳)

”تمام علماء نے اِس اَمر کی تصریح کر دی ہے کہ کسی اِنسان کا اِیمان اُس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک وہ یہ عقیدہ نہ رکھے کہ حضور ﷺ کی ذاتِ اَقدس میں پائے جانے والے محامد و محاسن کا کسی دُوسرے شخص میں موجود ہونا ممکن ہی نہیں۔“

۶۔ مذکورہ عقیدے پر پختہ یقین رکھنے کے حوالے سے حافظ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا

---

(۱) قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۱: ۲۲۸

(۲) سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۷

(۳) مناوی، شرح الشمائل برحاشیہ جمع الوسائل، ۱: ۲۲

قول ہے:

انه يجب عليک أن تعتقد أنّ من تمام الإيمان به عليه الصلوة و السلام: الإيمان بأن اللہ تعالٰی أوجد خلق بدنه الشريف علی وجه، لم يظهر قبله و لا بعده في آدمي مثلهﷺ۔(۱)

’’(اے مسلمان!) تیرے اُوپر واجب ہے کہ تو اِس اِعتقاد کو حضورﷺ پر اِیمانِ کامل کا تقاضا سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضورﷺ کے جسم مبارک کو حسین وجمیل اور کامل بنایا ہے اُس طرح آپ ﷺ سے پہلے یا بعد میں کسی بھی شخص کو نہیں بنایا۔‘‘

۷۔ پیکرِ مقدّس کی رنگت

نبیٔ اکرم ﷺ کے جسمِ مبارک کی رنگت سفید تھی، لیکن یہ دودھ اور چونے جیسی سفیدی نہ تھی بلکہ ملاحت آمیز سفیدی تھی جو سُرخی مائل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام ﷺ نے آپ ﷺ کے جسمِ اطہر کی رنگت کو چاندی اور گلاب کے حسین امتزاج سے نسبت دی ہے، کسی نے سفید مائل بہ سُرخی کہا ہے اور کسی نے سفید گندم گوں بیان کیا ہے۔

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

کان أنورهم لوناً۔(۲)

’’حضور ﷺ رنگ روپ کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ پُرنور تھے۔‘‘

۲۔ حضرت انس ﷺ جسمِ اطہر کی رنگت کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ أحسن الناس لوناً۔(۱)

---

(۱) نبہانی، جواہر البحار، ۲: ۱۰۱

(۲) بیہقی، دلائل النبوۃ، ۱: ۳۰۰

’’حضور ﷺ رنگت کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔‘‘

۳۔ حضرت انس ﷺ سے یہ بھی مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ أزهر اللون۔(۲)

’’حضور ﷺ کا رنگ سفید چمکدار تھا۔‘‘

۴۔ حضرت انس بن مالک انصاری ﷺ سے ایک اور روایت ہے:

و لا بالأبيض الأمهق و ليس بالادم۔(۳)

---

(۱) ا۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۱:۳۲۱

۲۔ یہی روایت ابن سعد نے ’الطبقات الکبریٰ (۱:۴۱۵)‘ میں حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے نقل کی ہے۔

(۲) ا۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۱۵، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۰

۲۔ دارمی، السنن، ۱:۴۵، رقم: ۶۱

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۲۲۸

(۳) ا۔ بخاری، الصحیح، ۳:۱۳۰۳، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۵

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۲۴، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۴۷

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۵۹۲، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۲۳

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴:۲۹۸، رقم: ۶۳۸۷

۵۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵:۴۰۹، رقم: ۹۳۱۰

۶۔ طبرانی، المعجم الصغیر، ۱:۲۰۵، رقم: ۳۲۸

۷۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۴۸، رقم: ۱۴۱۲

۸۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۳، ۴۱۸

۹۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۶:۵۶۹، رقم: ۳۳۵۴

۱۰۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۳۱، رقم: ۱۷

۱۱۔ طبری، تاریخ، ۲:۲۲۱

”آپ ﷺ کا رنگ نہ تو بالکل سفید اور نہ ہی گندمی تھا۔“

۵۔ حضرت جریری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو طفیل ﷺ کو جب یہ کہتے سنا:

رأیتُ رسول اللہ ﷺ و ما علی وجہ الأرض رجل راٰہ غیری۔

”میں نے رسولِ محتشم ﷺ کی زیارت کی ہے اور آج میرے سوا پوری دنیا میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں جسے حضور ﷺ کی زیارت کا شرف نصیب ہوا ہو۔“

تو میں عرض پرداز ہوا:

فکیف رأیتہ؟

آپ نے حضور ﷺ کو کیسا دیکھا؟

تو اُنہوں نے میرے سوال کے جواب میں فرمایا:

کان أبیض ملیحا مقصّدًا۔(۱)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۲۰، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۴۰
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۴۵۴
۳۔ بزار، المسند، ۷: ۲۰۵، رقم: ۲۷۷۵
۴۔ بخاری، الأدب المفرد، ۱: ۲۷۶، رقم: ۷۹۰
۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۷، ۴۱۸
۶۔ فاکہی، اخبار مکہ، ۱: ۳۲۶، رقم: ۶۶۴

”حضور ﷺ کا رنگ مبارک سفید، جاذبِ نظر اور قد میانہ تھا۔“

۷۔ امام ترمذی حضرت ابو طفیل رحمۃ اللہ علیہ ہی سے روایت کرتے ہیں:

کان أبیض ملیحا مقصداً۔(۲)

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ: ۲۶
۲۔ خطیب بغدادی، الکفایہ فی علم الروایہ، ۱: ۱۳۷

’’حضور ﷺ کا رنگ مبارک سفید، جاذب نظر اور قد میانہ تھا۔‘‘

۸۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ أبيض مُشرباً بِحُمْرة۔(۱)

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۱۱۶، رقم: ۹۴۴

۲۔ ابن عبدالبر، التمہید، ۳:۸

۳۔ ابن حبان، الثقات، ۷:۴۴۸، رقم: ۱۰۸۶۵

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۹

۵۔ مناوی، فیض القدیر، ۵:۷۰

۶۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۲۳

۷۔ امام صالحی، سُبل الہدیٰ والرشاد، ۲:۱۰

’’حضور ﷺ کا رنگ سفیدی اور سُرخی کا حسین امتزاج تھا۔‘‘

۹۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان أبيض تعلوه حمرة۔(۲)

(۲) ۱۔ رویانی، مسند الرویانی، ۲:۳۱۸، رقم: ۱۲۸۰

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰:۱۸۳، رقم: ۱۰۳۹۷

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۶

۴۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۱:۳۲۳

’’حضور ﷺ کا رنگ سفیدی اور سُرخی کا حسین مرقع تھا۔‘‘

۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كان لونُ رسولِ الله ﷺ أسمر۔(۳)

(۳) ۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴:۱۹۷، رقم: ۶۲۸۶

۲۔ مقدسی، الأحادیث المختارہ، ۵:۳۰۹، رقم: ۱۹۵۵

۳۔ ہیثمی، موارد الظمآن، ۱:۵۲۱، رقم: ۲۱۱۵

۴۔ ابن جوزی، الوفا: ۴۱۰

”نبیٔ اکرم ﷺ کی رنگت (کی سفیدی) گندم گوں تھی۔“

۱۱۔ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں:

أبیض کأنّما صیغ مِن فضّۃٍ۔(۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ: ۲۵، رقم: ۱۱

۲۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۲

”آپ ﷺ سفید رنگت والے تھے گویا آپ ﷺ کا جسم مبارک چاندی سے ڈھالا گیا ہو۔“

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اما لونِ آنحضرت روشن و تاباں بود و اتفاق دارند جمہور اصحاب بربیاض لونِ آں ﷺ، و وصف کردند او را بابیض و بعضے گفتند کان ابیض ملیحا و در روایتے أبیض ملیح الوجہ و ایں احتمال دارد کہ مراد وصف کہ بیاض و ملاحت و صفت زائدہ برائے بیان حسن و جمال و لذت بخشی و دلربائی دیدار جان افزای وے ﷺ باشد۔(۲)

(۲) عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوہ، ۱: ۲۶

”حضور ﷺ کا مبارک رنگ خوب روشن اور چمکدار تھا۔ تمام صحابہ کرام ؓ اس پر متفق ہیں کہ حضور رحمتِ عالم ﷺ کا رنگ سفید تھا، اسی چیز کو احادیثِ نبوی میں لفظ ”أبیض“ سے تعبیر کیا گیا ہے اور بعض روایات میں ”کان أبیض ملیحا“ اور بعض روایات میں ”أبیض ملیح الوجہ“ جیسے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ ان سے مراد بھی حضور ﷺ کے رنگ کی سفیدی بیان کرنا مقصود ہے، باقی ملاحت کا ذکر بطور صفتِ زائدہ ہے اور اس لئے اس کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ حضور ﷺ کی زیارت سے جو لذت اور تسکین روح و جاں حاصل ہوتی ہے، اس پر دلالت

کرے۔‘‘

نبیٔ اکرم ﷺ کا حُسن و جمال بے مثال تھا۔ جسمِ اطہر کی رنگت، نور کی کرنوں کی رِم جھم اور شفق کی جاذبِ نظر سُرخی کا حسین امتزاج تھی۔ آپ ﷺ کے حُسن و جمال کو کائنات کی کسی مخلوق سے بھی تشبیہ نہیں دی جاسکتی اور نہ ہی الفاظ میں جلوہ ہائے محبوب ﷺ کا نقشہ کھینچا جاسکتا ہے، اس لئے کہ ہر لفظ اور ہر حرف حضور ﷺ کی شانِ اقدس سے فروتر ہے۔ یہاں جذبات واحساسات کی بیساکھیاں بھی ٹوٹ جاتی ہیں۔

روایات میں تطبیق

امام عبدالروف مناوی رحمۃ اللہ علیہ ان تمام روایات کو بیان فرمانے کے بعد رقمطراز ہیں:

فثبت بمجموع هذه الروايات أن المراد بالسمرة حمرة تخالط البياض، و بالبياض المثبت ما يخالط الحمرة، و أما وصف لونه في أخبار بشدة البياض فمحمول على البريق و اللمعان كما يشير إليه حديث كأن الشمس تحرك في وجهه۔(۱)

(۱) مناوی، حاشیہ برجمع الوسائل، ۱:۱۳

’’ان تمام روایات سے ثابت ہوا کہ جن میں لفظ سمرہ کا ذکر ہے، وہاں اس سے مراد وہ سُرخ رنگ ہے جس کے ساتھ سفیدی کی آمیزش ہو، اور جن میں سفیدی کا ذکر ہے اس سے مُراد وہ سفید رنگ ہے جس میں سُرخی ہو اور بعض روایات میں جو حضور ﷺ کے مبارک رنگ کو بہت زیادہ سفید بیان کیا گیا ہے، اس سے مراد اس کی چمک دمک ہے، جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کے چہرۂ انور میں آفتاب محوِ خرام رہتا ہے۔‘‘

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ’جمع الوسائل‘ میں امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں:

قال العسقلاني: تبين من مجموع الروایات أنّ المراد بالبیاض المنفی ما لا یخالطه الحمرة، و المراد بالسمرة الحمرة التی یخالطها البیاض۔(۱)

(۱) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱:۱۳

''امام عسقلانی نے فرمایا: ان تمام روایات سے واضح ہوتا ہے کہ صرف سفیدی سے مراد وہ سفید رنگت ہے جس میں سرخی کی آمیزش نہ ہو اور ''سمرہ'' سے مراد وہ سرخ رنگ ہے جس کے ساتھ سفیدی کی آمیزش ہو۔''

۸۔ حضور ﷺ: پیکرِ نظافت و لطافت

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی جسمانی وجاہت اور حسن و رعنائی قدرت کا ایک عظیم شاہکار تھی جس کو آپ ﷺ کی نفاست پسندی اور نظافت وطہارت کی عادت شریفہ نے چار چاند لگا دیئے تھے۔ آپ ﷺ سرتاپا پاکیزگی کا پیکر تھے۔ جسم اطہر ہر طرح کی آلائشوں سے پاک وصاف تھا۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ رقیق البشرة۔(۲)

(۲) ابن جوزی، الوفا: ۴۰۹

''حضور ﷺ کا جسمِ اقدس نہایت نرم و نازک تھا۔''

۲۔ آپ ﷺ کے عم محترم حضرت ابوطالب فرماتے ہیں:

واللہ ما ادخلته فراشی فاذا هو فی غایة اللین۔(۳)

(۳) رازی، التفسیر الکبیر، ۳۱:۲۱۴

''خدا کی قسم! جب بھی میں نے حضور ﷺ کو اپنے ساتھ بستر میں لٹایا تو آپ ﷺ کے جسم اطہر کو نہایت ہی نرم و نازک پایا۔''

۳۔ حضرت انس ﷛ سے مروی ہے:

ما مَسِسْتُ حريرًا ولا ديباجا ألين من كف رسول الله ﷺ۔(۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳:۱۳۰۶، کتاب المناقب، رقم:۳۳۶۸
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۱۵، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۰
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۳۶۸، ابواب البر والصلۃ، رقم: ۲۰۱۵
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۲۳۰، رقم: ۱۳۸۲۳
۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴:۲۱۱، رقم: ۶۳۰۳
۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶:۳۱۵، رقم: ۳۱۷۱۸
۷۔ ابویعلی، المسند، ۶:۱۲۸، رقم: ۳۴۰۰
۸۔ عبد بن حمید، المسند، ۱:۳۷۸، رقم: ۱۲۶۸

''میں نے کسی ایسے ریشم یا دیباج کو مَس نہیں کیا جو نبئ اکرم ﷺ کی مبارک ہتھیلی سے زیادہ ملائم ہو۔''

حضور ﷺ ظاہری صفائی و پاکیزگی کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے تھے، نفاست پسندی میں اپنی مثال آپ تھے۔ اگرچہ جسمِ اطہر ہر قسم کی آلائش سے پاک تھا اور قدرت نے اس پاکیزگی کا خصوصی اہتمام فرمایا تھا، تاہم حضور ﷺ اپنے لباس اور جسم کی ظاہری پاکیزگی کو بھی خصوصی اہمیت دیتے تھے۔

شبِ میلاد جب آپ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے اس وقت بھی ہر لحہ پاکیزگی اور طہارت کا مظہر بن گیا، عام بچوں کے برعکس جسمِ اطہر ہر قسم کی آلائش اور میل کچیل سے پاک تھا۔

۴۔ حضور ﷺ کی والدہ محترمہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ولدته نظيفاً ما به قذر۔(۲)

(۲) خفاجی، نسیم الریاض، ۱:۳۶۳

''میں نے آپ ﷺ کو اس طرح پاک صاف جنم دیا کہ آپ کے جسم پر کوئی میل

نہ تھا۔‘‘

۵۔ ایک دوسری روایت میں مذکور ہے:

ولدته أمّه بغير دم و لا وجع۔(۱)

ملا علی قاری، شرح الشفا، ۱:۱۶۵

’’آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے آپ ﷺ کو بغیر خون اور تکلیف کے جنم دیا۔‘‘

تاجدارِ کائنات ﷺ کے جسم اطہر کی سی شانِ نظافت اللہ رب العزت نے آج تک کسی کو عطا نہیں کی۔ آپ ﷺ جہاں حسن و جمال کے پیکر اتم تھے وہاں نظافت و طہارت میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔

۹۔ بے سایہ پیکرِ نور

کتب احادیث میں درج ہے کہ آپ ﷺ کا مقدس جسم اتنا لطیف تھا کہ آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا۔

۱۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كان لا ظلّ لشخصه في شمس و لا قمر لأنه كان نورًا۔(۲)

(۲) ۱۔ قاضی عیاض، الشفا، ۱:۵۲۲

۲۔ ابن جوزی، الوفا:۴۱۲

۳۔ خازن، لباب التأویل فی معانی التنزیل، ۳:۳۲۱

۴۔ نسفی، المدارک، ۳:۱۳۵

۵۔ مقری، تلمسانی، فتح المتعال فی مدح النعال:۵۱۰

’’سورج اور چاند (کی روشنی میں) آپ ﷺ کے جسمِ اطہر کا سایہ نہ تھا کیونکہ آپ ﷺ سراپا نور تھے۔‘‘

۲۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ الخصائص الکبریٰ میں روایت نقل فرماتے ہیں:

ان ظله كان لا يقع على الأرض، وأنه كان نورًا فكان إذا مشى في

الشمس أو القمر لا ينظر له ظلّ۔(۱)

(۱) ا۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۲۲

۲۔ ابن شاہین، غایۃ السؤل فی سیرۃ الرسول، ۱:۲۹۷

’’حضور ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا، کیونکہ آپ ﷺ سراپا نور تھے، پس جب آپ ﷺ سورج یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ ﷺ کا سایہ نظر نہ آتا۔‘‘

۳۔ امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لم یکن لها ظل فی شمس و لا قمر۔(۲)

(۲) زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵:۵۲۴

’’شمس وقمر (کی روشنی) میں آپ ﷺ کا سایہ نہ ہوتا۔‘‘

۱۰۔ پیکرِ دلنواز کی خوشبوئے عنبریں

تاجدارِ کائنات ﷺ جہاں خوشبو کو پسند فرماتے وہاں آپ ﷺ کے بدن مبارک سے بھی نہایت نفیس خوشبو پھوٹتی تھی جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مشامِ جاں معطر رہتا۔ جسمِ اطہر کی خوشبو ہی اتنی نفیس تھی کہ کسی دوسری خوشبو کی ضرورت نہ تھی۔ دُنیا کی ساری خوشبوئیں جسمِ اطہر کی خوشبوئے دلنواز کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھیں۔ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے صبحِ میلاد کے حوالے سے تاجدارِ کائنات ﷺ کی والدہ ماجدہ کا ایک دلنشین قول یوں نقل کیا ہے:

نظرتُ إلیه فإذا هو کالقمر لیلة البدر، ریحه یسطع کالمسک الأذفر۔(۳)

(۳) زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵:۵۳۱

’’میں نے آپ ﷺ کی زیارت کی تو میں نے آپ ﷺ کے جسمِ اقدس کو

چودھویں رات کے چاند کی طرح پایا، جس سے تروتازہ کستوری کے حلّے پھوٹ رہے تھے۔‘‘

(ا) وادیٔ بنو سعد میں خوشبوؤں کے قافلے

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جب حضور ﷺ کو رضاعت کے لئے اپنے گھر کی طرف لے کر چلیں تو راستے خوشبوؤں سے معطر ہو گئے۔ وادیٔ بنو سعد کا کوچہ کوچہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے بدنِ اقدس کی نفیس خوشبو سے مہک اٹھا۔

ا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

و لما دخلت به إلى منزلي لم يبق منزل من منازل بني سعد إلا شممنا منه ريح المسک۔(۱)

(۱) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۱: ۳۸۷

’’جب میں حضور ﷺ کو اپنے گھر لائی تو قبیلہ بنو سعد کا کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ جس سے ہم نے کستوری کی خوشبو محسوس نہ کی۔‘‘

۲۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے بچپن کے بارے میں ایک روایت حضرت ابوطالب کے حوالے سے بھی ملتی ہے، وہ فرماتے ہیں:

فإذا هو في غاية اللين وطيب الرائحة كأنه غمس في المسک۔(۲)

(۲) رازی، التفسیر الکبیر، ۳۱: ۲۱۴

’’آپ ﷺ کا جسمِ اطہر نہایت ہی نرم و نازک اور اس طرح خوشبودار تھا جیسے وہ کستوری میں ڈبویا ہوا ہو۔‘‘

۳۔ خوشبوؤں کا قافلہ عمر بھر قدم قدم آپ ﷺ کے ہمرکاب رہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ أحسن الناس لوناً وأطيب الناس ريحاً۔(۱)

(۱) ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۱:۳۲۱

”رسول اللہ ﷺ رنگ کے لحاظ سے سب لوگوں سے زیادہ حسین تھے اور خوشبو کے لحاظ سے سب سے زیادہ خوشبودار۔“

(۲) خوشبو حضور ﷺ کے پیکرِ اطہر کا حصہ تھی

اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ یہ خوشبو آپ ﷺ کے جسمِ اطہر کی تھی نہ کہ وہ خوشبو جو آپ استعمال کرتے۔ ذاتِ اقدس کسی خوشبو کی محتاج نہ تھی بلکہ خود خوشبو جسمِ اطہر سے نسبت پاکر معتبر ٹھہری۔ اگر حضور ﷺ خوشبو کا استعمال نہ بھی فرماتے تب بھی جسمِ اطہر کی خوشبو سے مشامِ جاں معطر رہتے۔

۱۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

كانت هذه الريح الطيبة صفتها و إن لم يمس طيبا۔(۲)

(۲) نووی، شرح صحیح مسلم، ۲:۲۵۶

”مہک حضور ﷺ کے جسمِ اطہر کی صفات میں سے تھی، اگرچہ آپ ﷺ نے خوشبو استعمال نہ بھی فرمائی ہوتی۔“

۲۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کی تصریح کرتے ہیں:

ان هذه الرائحة الطيبة كانت رائحة رسول الله ﷺ من غير طيب۔(۳)

(۳) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲:۸۸

”یہ پیاری مہک آپ ﷺ کے جسمِ مقدسہ کی تھی نہ کہ اُس خوشبو کی جسے آپ ﷺ استعمال فرماتے تھے۔“

۳۔ امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی اس منفرد خصوصیت کا ذکر ان الفاظ میں کرتے

ہیں:

ریحها الطیبة طبعیاً خلقیاً خصه الله به مکرمة و معجزة لها۔(۱)

(۱) خفاجی، نسیم الریاض، ۱: ۳۴۸

’’اللہ تعالیٰ نے بطور کرامت و معجزہ آپ ﷺ کے جسمِ اطہر میں خلقتاً اور طبعاً مہک رکھ دی تھی۔‘‘

۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یکے از طبقاتِ عجیبِ آنحضرت طیبِ ریح است کہ ذاتی وے ﷺ بود بی آنکہ استعمال طیب از خارج کند و هیچ طیب بداں نمی رسد۔(۲)

(۲) محدث دہلوی، مدارج النبوہ، ۱: ۲۹

’’حضور ﷺ کی مبارک صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بغیر خوشبو کے استعمال کے حضور ﷺ کے جسمِ اطہر سے ایسی خوشبو آتی جس کا مقابلہ کوئی خوشبو نہیں کر سکتی۔‘‘

۵۔ علامہ احمد عبدالجواد الدومی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

کان رسول الله ﷺ طیبا من غیر طیب، و لکنه کان یتطیب و یتعطر توکیدا للرائحة و زیادة فی الإذکاء۔(۳)

(۳) دومی، الاتحافات الربانیہ: ۲۶۳

’’حضور ﷺ کا جسمِ اقدس خوشبو کے استعمال کے بغیر بھی خوشبودار تھا لیکن حضور ﷺ اس کے باوجود پاکیزگی و نظافت میں اضافے کے لئے خوشبو استعمال فرما لیتے تھے۔‘‘

۶۔ شیخ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و قد کان ﷺ طیب الرائحة، و ان لم یمس طیبا کما جاء ذلک فی الأخبار الصحیحة لکنه کان یستعمل الطیب زیادة فی طیب الرائحة۔(۱)

(۱) ابراہیم بیجوری، المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ:۱۰۹

’’احادیثِ صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ کے جسمِ اطہر سے خوشبو کی دلآویز مہک بغیر خوشبو لگائے آتی رہتی۔ ہاں، آپ ﷺ خوشبو کا استعمال فقط خوشبو میں اضافہ کے لئے کرتے۔‘‘

(۳) بعد از وصال بھی خوشبوئے جسمِ رسول ﷺ عنبر فشاں تھی

۱۔ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں:

غسلت النبی ﷺ، فذهبت أنظر ما یکون من المیت، فلم أجد شیئا، فقلت: طبت حیا و میتا۔(۲)

(۲) قاضی عیاض، الشفا، ۱:۸۹

’’میں نے رسالت مآب ﷺ کو غسل دیا، جب میں نے حضور ﷺ کے جسم اطہر سے خارج ہونے والی کوئی ایسی چیز نہ پائی جو دیگر مُردوں سے خارج ہوتی ہے تو پکار اٹھا کہ اللہ کے محبوب! آپ ﷺ ظاہری حیات اور بعد از وصال دونوں حالتوں میں پاکیزگی کا سرچشمہ ہیں۔‘‘

۲۔ حضرت علی ؓ نے مزید فرمایا:

وسطعت منه ریح طیبة لم نجد مثلها قط۔(۳)

(۳) قاضی عیاض، الشفا، ۱:۸۹

’’(غسل کے وقت) حضور ﷺ کے جسمِ اطہر سے ایسی خوشبو کے حلّے شروع ہوئے کہ ہم نے کبھی ایسی خوشبو نہ سونگھی ہے۔‘‘

۳۔ ایک دوسری روایت میں مذکور ہے:

فاح ریح المسک فی البیت لما فی بطنہ۔(۱)

(۱) ملا علی قاری، شرح الشفاء، ۱:۱۶۱

''تمام گھر اس خوشبو سے مہک اٹھا جو آپ ﷺ کے شکمِ اطہر میں موجود تھی۔''

۴۔ یہ روایت ان الفاظ میں بھی ملتی ہے کہ جب شکمِ اطہر پر ہاتھ پھیرا تو:

إنتشر فی المدینۃ۔

''پورا مدینہ اس خوشبو سے مہک اٹھا۔''

۵۔ اُم المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

وضعت یدی علی صدر رسول اللہ ﷺ یوم مات، فمر بی جمع أکل وأتوضأ ما یذھب ریح المسک من یدی۔(۲)

(۲) سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲:۴۷۴

''میں نے وصال کے بعد حضور ﷺ کے سینۂ اقدس پر ہاتھ رکھا۔ اس کے بعد مدت گزر گئی، کھانا بھی کھاتی ہوں، وضو بھی کرتی ہوں (یعنی سارے کام کاج کرتی ہوں) لیکن میرے ہاتھ سے کستوری کی خوشبو نہیں گئی۔''

(۴) جسمِ اقدس کے پسینے کی خوشبوئے دلنواز

۱۔ حضرت عمر فاروق ﷺ سے روایت ہے:

کان ریح عرق رسول اللہ ﷺ ریح المسک، بأبی و أمی! لم أر قبلہ و لا بعدہ أحدا مثلہ۔(۳)

(۳) ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۱:۳۱۹

''حضور ﷺ کے مبارک پسینے کی خوشبو کستوری سے بڑھ کر تھی، حضور ﷺ جیسا نہ کوئی آپ ﷺ سے پہلے میں نے دیکھا اور نہ بعد میں دیکھا۔''

حضور رحمتِ عالم ﷺ کا مبارک پسینہ کائناتِ ارض و سماوات کی ہر خوشبو سے بڑھ کر خوشبودار تھا۔ یہ خوشبو خوشبوؤں کے جھرمٹ میں اعلیٰ اور افضل ترین تھی۔ پسینے کی خوشبو لاجواب اور بے مثال تھی۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ما شممت عنبراً قط ولا مسكا و لا شيئا أطيب من ريح رسول الله ﷺ۔(۱)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۴، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۰

۲۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۶، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۶۸

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۳۶۸، ابواب البر والصلۃ، رقم: 2015

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۰۰

۵۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۱۵، رقم: ۳۱۷۱۸

۶۔ ابو یعلی، المسند، ۶: ۳۶۳، رقم: ۳۸۶۶

۷۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۳۷۸، رقم: ۱۲۶۸

۸۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۴، رقم: ۱۴۲۹

۹۔ ابو نعیم، مسند أبی حنیفہ، ۱: ۵۱

۱۰۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۲۸۵، رقم: ۳۴۶

۱۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۲۱، رقم: ۶۳۰۳

''میں نے حضور ﷺ (کے پسینے) کی خوشبو سے بڑھ کر خوشبودار عنبر اور کستوری یا کوئی اور خوشبودار چیز کبھی نہیں سونگھی۔''

۳۔ تاجدارِ کائنات ﷺ کے مبارک پسینے کا ذکرِ جمیل حضرت علی رضی اللہ عنہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

كان عرق رسول الله ﷺ في وجهه اللؤلؤ، و ريح عرق رسول الله ﷺ أطيب من ريح المسك الأذفر۔(۲)

(۲) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۸۶

’’حضور ﷺ کے چہرۂ انور پر پسینے کے قطرے خوبصورت موتیوں کی طرح دکھائی دیتے اور اس کی خوشبو عمدہ کستوری سے بڑھ کر تھی۔‘‘

(۵) عطر کا بدلِ نفیس...... پسینہ مبارک

صحابہ کرام ﷺ جسمِ اطہر کے مقدس پسینے کو محفوظ کر لیتے اور وقتاً فوقتاً اُسے بطور عطر استعمال میں لاتے کہ اُس جیسا عطر روئے زمین پر دستیاب نہیں ہو سکتا۔

حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ آقائے محتشم حضور رحمتِ عالم ﷺ اکثر ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ عموماً آپ ﷺ ہمارے ہاں قیلولہ بھی فرماتے۔ ایک دن میری والدہ ماجدہ حضرت امِ سلیم رضی اللہ عنہا کسی کام سے گھر سے باہر گئی ہوئی تھیں، اُن کی عدم موجودگی میں تاجدارِ کائنات ﷺ ہمارے گھر میں جلوہ افروز ہوئے اور قیلولہ فرمایا:

فقیل لها: هذا النبی ﷺ نائم فی بیتک علی فراشک۔

’’انہیں اطلاع ملی کہ آپ کے ہاں تو سرورِ کونین حضور رحمتِ عالم ﷺ استراحت فرما رہے ہیں۔‘‘

انہوں نے یہ مژدۂ جانفزا سنا تو جلدی جلدی اپنے گھر کی طرف لوٹیں اور دیکھا کہ سید المرسلین حضور رحمتِ عالم ﷺ استراحت فرما رہے ہیں اور جسمِ مقدس پر پسینے کے شفاف قطرے موتیوں کی طرح چمک رہے ہیں اور یہ قطرے جسمِ اطہر سے جدا ہو کر بستر میں جذب ہو رہے ہیں۔

آگے حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں:

جاء ت أمی بقارورة فجعلت تَسلُت العرق فیها۔

’’میری والدہ ماجدہ نے ایک شیشی لے کر اس میں حضور ﷺ کے پسینے کو جمع کرنا شروع کر دیا۔‘‘

اس اثنا میں والیٔ کونین ﷺ بیدار ہو گئے۔ آپ ﷺ نے میری امی جان کو مخاطب کر کے فرمایا:

ما هذا الذی تصنعین؟

''تو یہ کیا کر رہی ہے؟''

امی جان نے احتراماً عرض کی:

هذا عرقک نجعله فی طیبنا و هو من أطیب الطیب۔

''(یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!) یہ آپ کا مبارک پسینہ ہے، جسے ہم اپنے خوشبوؤں میں ملاتے ہیں اور یہ تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہے۔''

ایک روایت کے مطابق حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا جواب کچھ یوں تھا:

نرجو برکته لصبیاننا۔

''ہم اسے (جسمِ اطہر کے پسینے کو) اپنے بچوں کو برکت کے لئے لگائیں گے۔''

حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

أصبتِ۔(۱)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۱۵، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۱
۲۔ نسائی، السنن، ۸:۲۱۸، کتاب الزینۃ، رقم: ۵۳۷۱
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۲۲۱
۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱:۲۵۴، رقم: ۱۱۳۵
۵۔ طیالسی، المسند، ۱:۲۷۶، رقم: ۲۰۷۸
۶۔ عبد بن حمید، المسند، ۱:۳۷۸، رقم: ۱۲۶۸
۷۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۵:۱۱۹، رقم: ۲۸۹
۸۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۵۴، رقم: ۱۴۲۹
۹۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۸:۴۲۸

"تو نے درست کیا۔"

(۶) خوشبو والوں کا گھر

ایک صحابی سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، عنقریب میری بیٹی کی شادی ہونے والی ہے لیکن میرے پاس اسے دینے کے لئے کوئی خوشبو نہیں، یا رسول اللہ ﷺ اس سلسلے میں میری مدد فرمائیے۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا:

إيتني بقارورة واسعة الرأس و عود شجرة۔

"ایک کھلے منہ والی شیشی اور لکڑی کا کوئی ٹکڑا لے آؤ۔"

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی سنتے ہی وہ صحابی مطلوبہ شیشی اور لکڑی لے کر پھر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آقا ﷺ نے لکڑی سے اپنی مبارک کلائی کا پسینہ...... جو خوشبوؤں کا خزینہ تھا...... اس شیشی میں جمع فرمایا۔ وہ شیشی حضور ﷺ کے مبارک پسینے سے بھر گئی۔ نبی آخرالزماں ﷺ نے فرمایا:

خذه و أمر بنتک تطیب به۔

"اِسے لے جا اور اپنی بیٹی سے کہہ کہ اسے خوشبو کے طور پر استعمال کرے۔"

خوش نصیب صحابی وہ شیشی جس میں تاجدارِ کائنات ﷺ نے اپنی کلائی مبارک کا پسینہ اپنے دستِ اقدس سے جمع فرمایا تھا لے کر اپنے گھر پہنچے اور گھر والوں کو عطائے رسول کی نوید سنائی۔ اس صحابی کے افرادِ خانہ نے حضور ﷺ کی کلائی مبارک کے پسینے کو بطور خوشبو استعمال فرمایا تو ان کے گھر کی فضا جسمِ اقدس کے پسینے کی خوشبو سے مہک اٹھی، در و دیوار جھوم اٹھے۔ یہ مقدس خوشبو صرف ان کے گھر تک محدود نہ رہی بلکہ ساکنانِ شہرِ خنک نے بھی اس خوشبوئے رسول کو محسوس کیا اور اس کی کیفیت میں گم رہے۔ پورے شہر میں ان کا گھر **بیت المطیبین** (خوشبو والوں کا گھر) کے نام سے مشہور ہو گیا، کتب احادیث میں درج ہے:

فکانت اذا تطیب شم أهل المدينة رائحة ذلک الطیب فسموا

بیت المطیبین۔(۱)

(۱) ۱۔ ابو یعلی، المسند، ۱۱:۱۸۵، ۱۸۶، رقم: ۶۲۹۵

۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۳:۱۹۰، ۱۹۱، رقم: ۲۸۹۵

۳۔ ابو نعیم، دلائل النبوہ، ۱:۵۹، رقم: ۴۱

۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴:۲۵۵، ۲۵۶

۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸:۲۸۳

۶۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۴۴، رقم: ۴۷

۷۔ مناوی، فیض القدیر، ۵:۸۰

۸۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۳:۸۶

''جب بھی وہ خوش نصیب خاتون خوشبو لگائی تو جملہ اہل مدینہ اس مقدس خوشبو کو محسوس کرتے، پس اس وجہ سے وہ گھر 'خوشبو والوں کا گھر' سے مشہور ہو گیا۔''

یوں نسبتِ رسول نے ان کا نام تاریخ اسلام میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔

(۷) اب تک مہک رہے ہیں مدینے کے راستے

حضور نبیٔ اکرم ﷺ جدھر سے گزرتے وہ راستے بھی مہک اُٹھتے، راہیں قدم بوسی کا اعزاز حاصل کرتیں اور خوشبوئیں جسمِ اطہر کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتیں۔ مدینے کی گلیاں آج بھی حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی خوشبوؤں سے معطر ہیں۔ شہرِ دلنواز کے بام و در سے لپٹی ہوئی خوشبوئیں آج بھی کہہ رہی ہیں کہ حضور ﷺ انہی راستوں سے گزرا کرتے تھے، انہی فضاؤں میں سانس لیا کرتے تھے، اسی آسمان کے نیچے خلقِ خُدا میں دین و دُنیا کی دولت تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ إذا مرّ في طريق من طرق المدينة وجدوا منه رائحة الطيب، و قالوا: مرّ رسول الله ﷺ من هذا الطريق۔(۲)

(۲) سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۶۷

’’رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے جس کسی راستے سے گزر جاتے تو لوگ اس راہ میں ایسی پیاری مہک پاتے کہ پکار اُٹھتے کہ ادھر سے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ ہی کا گزر ہوا ہے۔‘‘

۲۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

لم يكن النبي ﷺ يمر في طريق فيتبعه أحد إلا عُرف أنه سلكه من طيب عرفه۔(۱)

(۱) بخاری، التاریخ الکبیر، ۱:۳۹۹۔۴۰۰، رقم: ۱۲۷۳

’’آپ ﷺ جس راستے سے بھی گزر جاتے تو بعد میں آنے والا شخص خوشبو سے محسوس کر لیتا کہ ادھر سے آپ ﷺ کا گزر ہوا ہے۔‘‘

(۸) آرزوئے جاں نثارانِ مصطفیٰ ﷺ

اظہارِ عشق کے انداز بھی مختلف ہوتے ہیں، خوشبوئے وفا کے پیرائے بھی جدا جدا ہوتے ہیں، کبھی کوئی صحابی حضور ﷺ سے چادر مانگ لیتے ہیں کہ میں اس سے اپنا کفن بناؤں گا اور کوئی حصولِ برکت کے لئے جسمِ اطہر کے پسینے کو شیشی میں جمع کر لیتا ہے۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاں قیلولہ فرماتے تو آپ رضی اللہ عنہ آقائے دوجہاں ﷺ کا مقدس پسینہ اور موئے مبارک جمع کر لیتے تھے اور اُنہیں ایک شیشی میں ڈال کر خوشبو میں ملا لیا کرتے تھے۔ حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے وصیت کی:

أن يجعل في حنوطه من ذٰلك السُّكِ۔(۲)

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵:۲۳۱۶، کتاب الاستئذان، رقم: ۵۹۲۵

۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲:۴۶۱، رقم: ۱۱۰۳۶

’’(اُن کے وصال کے بعد) وہ خوشبو ان کے کفن کو لگائی جائے۔‘‘

ان کی اس آرزو کو بعد از وصال پورا کیا گیا۔ حضرت حمید سے روایت ہے:

لما توفي أنس بن مالک جعل في حنوطه مسک فيه من عرق رسول الله ﷺ۔(۱)

''جب حضرت انس رضی اللہ عنہ وصال کر گئے تو ان کی میت کے لئے اس خوشبو کو استعمال کیا گیا جس میں آپ ﷺ کے پسینے کی خوشبو تھی۔''

(۱) ۱۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۴۰۶، رقم: ۶۵۰۰
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۲۴۹، رقم: ۷۱۵
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۷: ۲۵
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۳: ۲۱
۵۔ شیبانی، الاحاد والمثانی، ۴: ۲۳۸، رقم: ۲۲۳۱

باب دُوم

حُسنِ سراپا کا ذکرِ جمیل

نہ تو قلم میں اِتنی سکت ہے کہ حسنِ مصطفیٰ ﷺ کو حیطۂ تحریر میں لا سکے اور نہ زبان ہی میں جمالِ مصطفیٰ ﷺ کو بیان کرنے کا یارا ہے۔ سلطانِ عرب و عجم ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات محاسنِ ظاہری و باطنی کی جامع ہے۔ کائناتِ ارض و سماوات آپ ﷺ کے حسن کے پرتو سے ہی فیض یاب ہے اور آپ ﷺ کی نسبت کے فیضان سے ہی کائناتِ رنگ و بو میں حسن کی خیرات تقسیم ہوتی ہے۔ اِسی حقیقت کو حکیم الاُمت علامہ محمد اِقبالؒ یوں بیان کرتے ہیں:

ھر کجا بینی جہانِ رنگ و بو

آں کہ از خاکش بروید آرزو

یا ز نورِ مصطفیٰ اُو را بہاست

یا ھنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ ﷺ است

(دُنیائے رنگ و بو میں جہاں بھی نظر دوڑائیں اس کی مٹی سے جو بھی آرزو ہویدا ہوتی ہے، وہ یا تو نورِ مصطفیٰ ﷺ سے چمک دمک رکھتی ہے یا ابھی تک مصطفیٰ ﷺ کی تلاش میں ہے۔)

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے حسنِ لامحدود کا اِحاطہ ممکن نہیں۔ آپ ﷺ کے حسن کی مثال تو بحرِ بیکراں کی سی ہے جس میں کوئی ایک آدھ موج اچھل کر اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہے اور دور دور تک پھیلے سمندر کی گہرائیوں میں اترنا کسی کے لئے ممکن ہی نہیں۔ بعینہٖ حقیقت حسنِ محمدی ﷺ تک رسائی کسی فردِ بشر کی بات نہیں کہ محدود نظر اس کا کماحقہٗ اِدراک

کر ہی نہیں سکتی۔ یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ شمائل اور حلیہ مبارک کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ ہر امتی کے دل میں آپ ﷺ کی ذات سے عشق و محبت کا تعلق پختہ سے پختہ تر ہوتا چلا جائے اور اس کے شوقِ زیارت کو جلا ملتی رہے۔ ذیل میں حلیہ مبارک کا ذکرِ جمیل ہم اس امید پر کر رہے ہیں کہ یہ ہمارے لئے توشۂ آخرت بن جائے اور ہماری یہ ادنیٰ سی کاوش بارگہ ایزدی میں شرف قبولیت پا کر ہمارے لئے حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی شفاعت کا موجب بنے۔

ا۔ حلیہ مبارک کا حسین تذکرہ

کتبِ اَحادیث و سیر میں حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک کے حوالے سے بیان کردہ روایات کے مطالعہ سے جو کچھ ہم جان سکے وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کا جسمِ اقدس نہ تو مائل بہ فربہی تھا اور نہ ہی نحیف و ناتواں، بلکہ آپ ﷺ کے جسمِ اقدس کی ساخت سرتا پا حسنِ اِعتدال کا مرقع تھی۔ آپ ﷺ کے جملہ اعضائے مبارکہ میں ایسا حسین تناسب پایا جاتا تھا کہ دیکھنے والا یہ گمان بھی نہ کر سکتا تھا کہ فلاں عضو دُوسرے کے مقابلے میں فربہ یا نحیف ہے۔ آپ ﷺ کے جسمِ اطہر کی ساخت اِتنی متناسب اور کمالِ موزونیت کی مظہر تھی کہ اُس پر فربہی یا کمزوری کا حکم نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ فربہی اور دُبلاپن کی دونوں کیفیتیں شخصی وجاہت اور جسمانی حسن و وقار کے منافی سمجھی جاتی ہیں، چنانچہ اللہ ربّ العزت کو یہ بات کیونکر گوارا ہو سکتی تھی کہ کوئی اُس کے کارخانۂ قدرت کے شاہکارِ عظیم کی طرف کسی خلافِ حسن و وقار اَمر کا گمان بھی کر سکے۔

خدائے عزوجل نے بالیقین اپنے محبوب ﷺ کو بے مثل اور تمام عیوب و نقائص سے مبرّا تخلیق کیا تھا۔ آپ ﷺ کا سراپا، کمال درجہ حسین و متناسب اور دِلکشی و رعنائی کا حامل اور حسن و خوبی کا خزینہ تھا۔ آپ ﷺ کے اَعضائے مبارکہ کی ساخت اِس قدر مثالی اور حسنِ مناسبت کی آئینہ دار تھی کہ اُسے دیکھ کر ایک حسنِ مجسم پیکرِ اِنسانی میں ڈھلتا دکھائی دیتا تھا۔ صحابۂ کرام ﷺ آپ ﷺ کے حسین سراپا کی مدح میں ہر وقت رطبُ اللّساں رہتے تھے۔

اُن کی بیان کردہ روایات سے مترشح ہوتا ہے کہ حسنِ ساخت کے اِعتبار سے آپ ﷺ کے جسدِ اطہر کی خوبصورتی اور رعنائی و زیبائی اپنی مثال آپ تھی۔ آپ ﷺ کا سینۂ اقدس اور شکم مبارک دونوں ہموار تھے، تاہم سینہ نہایت حسنِ اِعتدال کے ساتھ بطنِ مبارک کی نسبت ذرا آگے کی طرف اُبھرا ہوا تھا۔ طب وصحت کے مسلمہ اُصولوں کے اِعتبار سے آپ ﷺ کامل و اُکمل طور پر متناسبُ الاعضاء اور وجیہُ الصورت تھے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات میں حسنِ تام اپنی تمام تر دلآویزیوں اور رعنائیوں کے ساتھ یوں متشکل نظر آتا تھا کہ بقولِ شاعر:

ز فرق تا به قدم هر کجا که می نگرم
کرشمه دامنِ دل می کشد که جا اینجاست

آپ ﷺ سرتا قدم حسنِ مجسم تھے اور یہ فیصلہ کرنا محال تھا کہ صوری حسن جسدِ اطہر کے کس کس مقام پر کمالِ حسن کی کن کن بلندیوں کو چھو رہا ہے۔ صحابۂ کرام ﷺ آپ ﷺ کے سراپائے حسن کو دیکھ کر بیخود اور مبہوت ہو کر رہ جاتے اور آپ ﷺ کے حسن سراپا کے بیان میں اپنے عجز اور کم مائیگی کا اِعتراف کرتے۔ حق تو یہ ہے کہ ذاتِ مصطفوی ﷺ کا حسنِ سرمدی اِظہار و بیان سے ماورا تھا اور اہلِ عرب زبان و بیان کی فصاحت و بلاغت کے اپنے تمام تر دعووں کے باوجود بھی اُسے کماحقہٗ بیان کرنے سے عاجز تھے:

دامانِ نگه تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار!
گلچینِ بہار تو زداماں گله دارد!

(نگاہ کا دامن تنگ ہے اور تیرے حسن کے پھول کثیر ہیں، تیری بہار سے پھول چننے والوں کو اپنے دامن کی تنگی کی شکایت ہے۔)

صحابۂ کرام ﷺ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے سراپائے جمیل اور صورتِ زیبا کے دیدار

سے اپنی آنکھوں کی پیاس بجھاتے تھے۔ اپنے من کی تشنگی کا مداوا کرتے کشتِ دیدہ و دل میں آپ ﷺ کی محبت کے گلاب بوتے، آپ ﷺ کے دیدار سے اُنہیں سکون و طمانیت اور فرحت و راحت کی دولت نصیب ہوتی، اِیمان کو حلاوت اور قلب و جاں کو تقویت ملتی۔

۱۔ آپ ﷺ کے نواسے سیدنا اِمام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ فخما مفخما، يتلألأ وجهه تلألؤ القمر ليلة البدر، أطوَل من المربوع و أقصر من المشذب، عظيم الهامة، رجل الشعر، إن انفرقت عقيقته فرقها، و إلا فلا يجاوز شعره شحمة أذنيه، إذا هو وفره، أزهر اللون، واسع الجبين، أزج الحواجب سوابغ في غير قرن، بينهما عرق يدره الغضب، أقنى العرنين، له نور يعلوه يحسبه من لم يتأمله أشم، كث اللحية، سهل الخدين، ضليع الفم، مفلج الأسنان، دقيق المسربة، كأن عنقه جيد دمية في صفاء الفضة، معتدل الخلق، بادن متماسک، سواء البطن و الصدر، عريض الصدر، بعيد ما بين المنكبين، ضخم الكراديس، أنور المتجرد، موصول ما بين اللبة و السرة بشعر يجري كالخط، عاري الثديين والبطن مما سوى ذالک، أشعر الذراعين والمنكبين و أعالي الصدر، طويل الزندين، رحب الراحة، شثن الكفين و القدمين، سائل الأطراف ...... أو قال: شائل الأطراف ...... خمصان الأخمصين، مسيح القدمين، ينبو عنهما الماء، إذا زال زال قلعا، يخطو تكفيا، و يمشي هونا، ذريع المشية إذا مشى كأنما ينحط من صبب، و إذا التفت التفت جميعا، خافض الطرف، نظره إلى الأرض أكثر من نظره إلى السماء، جل نظره الملاحظة، يسوق أصحابه و يبدأ من لقي

بالسلام۔(۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۵۔۳۸، رقم: ۸

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۴، رقم: ۱۴۳۰

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۵

۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۳

۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵، رقم: ۲۴

۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲

۷۔ ابن کثیر، شمائل الرسول: ۵۰، ۵۱

۸۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۸۶، ۲۸۷

۹۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۹۱

۱۰۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۳۰

۱۱۔ مقریزی، اِمتاع الأسماع، ۲: ۱۷۷

۱۲۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱: ۱۵۵

۱۳۔ ابن حبان، الثقات، ۲: ۱۴۵

۱۴۔ ابن حبان، اخلاق النبی ﷺ، ۴: ۲۸۲

۱۵۔ ذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ۷: ۲۵۸، رقم: ۹۷۴۳

’’حضور ﷺ عظیم المرتبت اور بارعب تھے، آپ ﷺ کا چہرۂ اقدس چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا، قد مبارک متوسط قد والے سے کسی قدر طویل تھا لیکن لمبے قد والے سے نسبتاً پست تھا۔ سرِ اقدس اعتدال کے ساتھ بڑا تھا، بال مبارک قدرے بل کھائے ہوئے تھے، سر کے بالوں میں سہولت سے مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے، جب حضور ﷺ کے بال مبارک زیادہ ہوتے تو کانوں کی لو سے متجاوز ہو جاتے تھے، آپ ﷺ کا رنگ مبارک چمکدار، پیشانی کشادہ، ابرو خمدار، باریک اور گنجان تھے، ابرو مبارک جدا جدا تھے، ایک دُوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے۔ دونوں کے درمیان ایک مبارک رگ تھی جو حالتِ غصہ میں ابھر آتی۔ بینی مبارک مائل بہ

بلندی تھی اور اُس پر ایک چمک اور نور تھا، جو شخص غور سے نہ دیکھتا وہ آپ ﷺ کو بلند بینی والا خیال کرتا۔ آپ ﷺ کی ریش مبارک گھنی تھی، رخسار مبارک ہموار (اور ہلکے) تھے، دہن مبارک اِعتدال کے ساتھ فراخ تھا، سامنے کے دانتوں میں قدرے کشادگی تھی۔ سینے سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔ آپ ﷺ کی گردن مبارک اتنی خوبصورت اور باریک تھی (جیسے کسی گوہرِ آبدار کو تراشا گیا ہو اور) وہ رنگ و صفائی میں چاندی کی طرح سفید اور چمکدار تھی۔ آپ ﷺ کے اعضاء مبارک پُرگوشت اور معتدل تھے اور ایک دُوسرے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھے (لیکن) سینۂ اقدس فراخ (اور قدرے اُبھرا ہوا) تھا، دونوں شانوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں قوی تھیں، بدن مبارک کا جو حصہ کپڑوں سے باہر ہوتا روشن نظر آتا۔ ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی باریک دھاری تھی (اور اس لکیر کے علاوہ) سینۂ اقدس اور بطن مبارک بالوں سے خالی تھے، البتہ بازوؤں، کندھوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر کچھ بال تھے، کلائیاں دراز تھیں اور ہتھیلیاں فراخ، نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم پُرگوشت تھے، ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ آپ ﷺ کے تلوے قدرے گہرے اور قدم ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی ان سے فوراً ڈھلک جاتا۔ جب آپ ﷺ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے مگر تواضع کے ساتھ چلتے، زمین پر قدم آہستہ پڑتا نہ کہ زور سے، آپ ﷺ سبک رفتار تھے اور قدم ذرا کشادہ رکھتے، (چھوٹے چھوٹے قدم نہیں اٹھاتے تھے)۔ جب آپ ﷺ چلتے تو یوں محسوس ہوتا گویا بلند جگہ سے نیچے اتر رہے ہیں۔ جب کسی طرف توجہ فرماتے تو مکمل متوجہ ہوتے۔ آپ ﷺ کی نظر پاک اکثر جھکی رہتی اور آسمان کی نسبت زمین کی طرف زیادہ رہتی، گوشۂ چشم سے دیکھنا آپ ﷺ کی عادتِ شریفہ تھی (یعنی غایتِ حیا کی وجہ سے آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے)، چلتے وقت آپ ﷺ اپنے صحابہ ﷺ کو آگے کر دیتے اور جس سے ملتے سلام کہنے میں خود ابتدا

فرماتے۔“

تاجدارِ کائنات ﷺ کے پیکرِ دلنشیں کو اللہ رب العزت نے ایسا حسین بنایا کہ ہر دیکھنے والا آپ ﷺ کے حسن و جمال کی حلاوتوں میں گم ہو کر رہ جاتا۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات میں آپ ﷺ کے حسن بے مثال کا تذکرہ حسن بلاغت کا شاہکار ہے۔ انہوں نے کمال جامعیت کے ساتھ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے جسمِ اطہر کی رعنائیوں کا ذکر کیا ہے۔

۲۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی حسن مصطفیٰ ﷺ کے تذکرے سے بھرپور ایک روایت ملتی ہے جس میں انہوں نے حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک، جسمانی تناسب، اعضائے مبارکہ کے حسنِ اِعتدال اور اوصافِ حمیدہ کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

ليس بالطويل الممغّط و لا بالقصير المتردد، و كان ربعة من القوم، و لم يكن بالجعد القطط، و لا بالسبط، كان جعداً رجلاً، و لم يكن بالمطهم و لا بالمكلثم، و كان في الوجه تدويرٌ، أبيض مشرب، أدعج العينين، أهدب الأشفار، جليل المشاش و الكتد، أجرد ذومسربة، شثن الكفين و القدمين، إذا مشى تقلع، كأنما يمشي في صبب، و إذا التفت التفت معاً، بين كتفيه خاتم النبوة و هو خاتم النبيين، أجود الناس صدراً، و أصدق الناس لهجة، و ألينهم عريكة، و أكرمهم عشرة، مَن رآه بديهة هابه، و من خالطه معرفة أحبه، يقول ناعته: لم أر قبله ولا بعده مثله ﷺ۔(۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۹، رقم: ۳۶۳۸

۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۲، رقم: ۷

۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۰، رقم: ۱۴۱۶

۴۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۲۸، رقم: ۳۱۸۰۵

۵۔ ابن عبدالبر، التمہید، ۳:۲۹
۶۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۲:۲۴۷
۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۱
۸۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۲۶۹
۹۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۲۴
۱۰۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوۃ، ۱:۱۵۳
۱۱۔ مبارکپوری، تحفۃ الأحوذی، ۱۰:۸۲

"آپ ﷺ قد مبارک میں نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قد بلکہ میانہ قد کے تھے، آپ ﷺ کے بال مبارک نہ بالکل پیچدار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ گھنگھریالے تھے۔ جسم اطہر میں فربہ پن نہ تھا۔ چہرہ مبارک (بالکل گول نہ تھا بلکہ اُس) میں تھوڑی سی گولائی تھی، رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ مبارک آنکھیں نہایت سیاہ تھیں۔ آپ ﷺ کی پلکیں دراز، جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں۔ کندھوں کے سرے اور درمیان کی جگہ پُر گوشت تھی۔ آپ ﷺ کے بدنِ اقدس پر زیادہ بال نہ تھے۔ آپ ﷺ کی ہتھیلیاں اور پاؤں مبارک پُرگوشت تھے۔ آپ ﷺ جب چلتے تو قدموں کو قوت سے اُٹھاتے گویا نیچے اُتر رہے ہوں۔ جب آپ ﷺ کسی کی طرف متوجہ ہوتے پورے بدن کو پھیر کر توجہ فرماتے۔ دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں، سب سے زیادہ سخی دل والے اور سب سے زیادہ سچی زبان والے، سب سے زیادہ نرم طبیعت والے اور خاندان کے لحاظ سے سب سے زیادہ افضل تھے۔ جو آپ ﷺ کو اچانک دیکھتا پہلی نظر میں مرعوب ہو جاتا، جوں جوں قریب آتا آپ ﷺ سے مانوس ہو جاتا اور آپ ﷺ سے محبت کرنے لگتا۔ (الغرض آپ ﷺ کا) حلیہ بیان کرنے والا یہی کہہ سکتا ہے کہ میں نے آپ ﷺ جیسا پہلے دیکھا نہ بعد میں۔"

۳۔ حسنِ مصطفیٰ ﷺ کا دلنشیں تذکرہ ایک اور مقام پر حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرماتے ہوئے ایک ایسے مقام پر پڑاؤ کیا جہاں ایک پختہ عمر عورت کا خیمہ تھا۔ وہ اکثر مسافروں کی میزبانی کے فرائض بھی سرانجام دیا کرتی تھی۔ جس روز حضور ﷺ کا گزر وہاں سے ہوا، اس کا شوہر ریوڑ چرانے کے لئے باہر گیا ہوا تھا، گھر میں صرف ایک لاغر بکری تھی جو ریوڑ کے ساتھ جانے سے قاصر تھی۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے معجزتاً اس بکری کا دودھ دوہنا شروع کیا۔ آپ ﷺ کے ہاتھوں کے لمس سے اُس بکری کے خشک تھنوں میں اِتنا دودھ بھر آیا کہ وہاں موجود تمام لوگ سیر ہو گئے مگر دودھ تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ اُمِ معبد کا شوہر بکریاں چرانے کے بعد واپس آیا تو گھر میں دودھ سے لبالب برتن دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس موقع پر اُم معبد نے تاجدارِ کائنات ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہا:

رأيتُ رجلاً ظاهر الوضاءة، متبلج الوجه، حسن الخلق، لم تعبه ثجلة و لم تزر به صعلة، وسيم قسيم، في عينيه دعجٌ، و في أشفاره وطفٌ، و في صوته صحلٌ، أحور، أكحل، أزج، أقرن، شديد سواد الشعر، في عُنقه سطعٌ، و في لحيته كثافةٌ، إذا صمت فعليه الوقار، و إذا تكلم سما و علاه البهاء، كان منطقه خرزات نظم يتحدرن، حلو المنطق، فصل، لا نزر و لا هذر، أجهر الناس و أجمله من بعيد، و أحلاه و أحسنه من قريب، ربعة، لا تشنؤه من طول و لا تقتحمه عين من قصر، غصن بين غصنين فهو أنضر الثلاثة منظراً، و أحسنهم قدراً، له رفقاء يحفون به، إذا قال استمعوا لقوله، و إذا أمر تبادروا إلى أمره، محفود محشود، لا عابث و لا مفند۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۰، ۲۳۱

۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰

لاتے۔ سب آپ ﷺ کے خادم تھے اور آپ ﷺ نہ ترش رو تھے اور نہ ہی آپ ﷺ کے فرمان کی مخالفت کی جاتی۔''

حسنِ مصطفیٰ ﷺ کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمہ وقت حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ رہنے والے صحابہ کرام ؓ ہی نہیں بلکہ ہر وہ فرد بھی آپ ﷺ کے حسن سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا جو آپ ﷺ سے پہلی بار ملاقات کا شرف حاصل کرتا۔ اُمِ معبد بے ساختہ اپنی زبان میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی نعت گوئی کر چکی تو اس کے شوہر نے مسحور کن انداز میں انتہائی عقیدت اور وارفتگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ یقیناً یہی وہ شخص ہے قریش جس کی زندگی کے درپے ہیں۔ اگر میں انہیں پا لیتا تو ضرور ان کی ہمرکابی کا شرف حاصل کرتا، اگر ممکن ہوا تو میں اب بھی انہیں ضرور پاؤں گا۔

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کو پہلی نظر دیکھنے والا آپ ﷺ کے سراپائے اقدس کی وجاہت اور بے پناہ حسن و جمال سے مبہوت ہو کر رہ جاتا لیکن جوں جوں وہ آپ ﷺ سے قریب ہوتا آپ ﷺ کی پرکشش اور جاذبِ نظر شخصیت سے مسحور ہو کر آپ ﷺ کا غلام ہو جاتا۔ جسے ایک بار آپ ﷺ کے قرب کی نعمت میسر آتی وہ ہمیشہ کے لئے آپ ﷺ کا گرویدہ ہو جاتا اور اس پر آپ ﷺ سے جدائی اِنتہائی شاق گزرتی۔

ان روایات سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کی سیرت پاک اور سراپائے مبارک کو خالقِ کائنات نے ہر قسم کے عیب اور نقص و سقم سے یکسر مبرّا و منزّہ تخلیق کیا تھا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی پوری حیاتِ طیبہ کے دوران کسی حاسد کو بھی آپ ﷺ پر انگشت نمائی کا حوصلہ نہ ہوا۔

آپ ﷺ کے سراپائے حسن و جمال کو بیان کرنے کے لئے اہلِ قلب و نظر نے فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیئے۔ شاعروں نے خامہ فرسائی کی حد کر دی لیکن کوئی بھی اس مہبطِ حسنِ اِلٰہی کی رعنائیوں کا اِحاطہ نہ کر سکا اور بالآخر سب کو اپنے عجز اور کم مائیگی کا اِعتراف کرنا پڑا۔ کسی نے یوں کہا:

مصحفے را ورق ورق دیدم
ہیچ سورت نہ مثل صورت اوست

اور کسی کو یوں کہنا پڑا:

حسنِ یوسف، دم عیسٰی، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

غالب جیسے قادرالکلام شاعر نے اپنی عجز بیانی کا اظہار یوں کیا:

غالبؔ ثنائے خواجہؐ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدﷺ است

آپ ﷺ کا سراپائے اَقدس تناسبِ اَعضاء کا بہترین شاہکار تھا۔ آپ ﷺ کا حسی و ظاہری پہلو حد درجہ دلکش اور جاذبِ نظر تھا۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ ہر مجلس میں مرکزِ نگاہ ہوتے تھے اور دیکھنے والی ہر آنکھ آپ ﷺ کے سراپائے انور کے حسن و جمال کی رعنائیوں میں کھوئی رہتی اور بیان کرنے والا جہاں بھی ہوتا اُسی حسن کے چرچے کرتا۔ آئندہ صفحات میں ہم صحابۂ کرام ﷺ کے مبارک عمل کی اِتباع میں تاجدارِ انبیاء ﷺ کے حسین اور متناسب اعضائے مبارکہ کا ذکر کریں گے۔

۲۔ چہرۂ اقدس ...... ماہِ تاباں

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس قدرتِ خُداوندی کا شاہکارِ عظیم ہے۔ آپ ﷺ کی تخلیق ربِ کائنات کی جملہ تخلیقی رعنائیوں کا مرقعِ زیبائی ہے۔ مخلوقات کے تمام محامد و محاسن کا نقطۂ کمال آپ ﷺ ہیں۔ حضور ﷺ کا روئے مقدس جمالِ خُداوندی کا آئینہ دار ہے، آپ ﷺ مرکزِ نگاہِ خاص و عام ہیں۔ ''اِنَّکَ بِاَعْيُنِنَا (آپ ہر وقت ہماری نگاہوں میں رہتے ہیں)'' کا خطابِ خداوندی آپ ﷺ کا اعزازِ لازوال ہے۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اپنے محبوب نبی ﷺ کے چہرۂ انور کا ذکر بڑی محبت اور اپنائیت کے انداز میں فرمایا۔ اسلام کے ابتدائی دور میں تقریباً سترہ ماہ مسلمان بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے رہے۔ اس پر یہود طعنہ زن ہوئے کہ مسلمان اور ان کا نبی یوں تو ہمارے دین کے مخالف ہیں مگر نماز کے وقت ہمارے ہی قبلہ کی طرف رخ کرتے ہیں۔ یہ بات حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی طبیعتِ مبارکہ پر گراں گزری اور آپ ﷺ کے قلبِ اطہر میں تبدیلیٔ قبلہ کی خواہش پیدا ہوئی جو کہ اتنی شدت اختیار کر گئی کہ اس کو پورا ہوتا دیکھنے کے لئے دورانِ نماز چہرۂ اقدس اٹھا کر بار بار آسمان کی طرف دیکھتے۔ اللہ رب العزت کو اپنے محبوب بندے کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ عین نماز کی حالت میں تبدیلیٔ قبلہ کا حکم وارد ہوا، جس میں باری تعالیٰ نے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کا خصوصی ذکر فرمایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔(۱)

(۱) القرآن، البقرہ، ۲:۱۴۴

''اے حبیب! ہم بار بار آپ کے رُخِ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں، سو ہم ضرور بالضرور آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں، پس آپ اپنا رخ ابھی مسجدِ حرام کی طرف پھیر لیجئے۔''

ایک اور مقام پر اپنے محبوب ﷺ کے روئے زیبا کا تذکرہ استعاراتی اور علامتی زبان میں انتہائی دلنشین انداز سے کرتے ہوئے باری تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا:

وَ الضُّحٰیO وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰیO مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰیO(۱)

(۱) القرآن، الضحٰی، ۹۳:۱۔۳

"قسم ہے چاشت (کی طرح چمکتے ہوئے چہرۂ زیبا) کیO اور سیاہ رات (کی طرح شانوں کو چھوتی ہوئی زلفوں) کیO آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہی ہوا ہےO"

ملا علی قاریؒ ان آیات مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

والانسب بهذا المقام فی تحقيق المرام أن يقال أن فی الضحی إيماء إلی وجهه ﷺ كما أن فی الليل أشعارا إلی شعره عليه الصلوة والسلام۔(۲)

(۲) ملا علی قاری، شرح الشفا، ۱:۸۲

"اس سورت کا نزول جس مقصد کے لئے ہوا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ ضُحٰی میں آپ ﷺ کے چہرۂ انور اور لیل میں آپ ﷺ کی مبارک زلفوں کی طرف اشارہ ہے۔"

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

الضُّحٰی: بوجهه ﷺ، و الليل: شعره۔(۳)

(۳) زرقانی، شرح المواهب اللدنیہ، ۸:۴۴۴

"ضحٰی سے مُراد آپ ﷺ کا روئے منور اور لَیل سے مُراد آپ ﷺ کی مبارک زلفیں ہیں۔"

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ پہلے سوال اُٹھاتے ہیں: کیا کسی مفسر نے ضحی

کی تفسیر حضور ﷺ کے چہرۂ انور اور لیل کی تفسیر حضور ﷺ کی زُلفوں کے ساتھ کی ہے؟ اور پھر خود ہی جواب مرحمت فرماتے ہیں:

نعم، و لا إستبعاد فيه و منهم من زاد عليه، فقال: و الضُّحىٰ: ذکور أهل بيته، و الليل: أناثهم۔(۱)

(۱) رازی، التفسیر الکبیر، ۳۱:۲۰۹

''ہاں، یہ تفسیر کی گئی ہے اور اس میں کوئی بُعد نہیں اور بعض (مفسرین) نے اس میں اضافہ فرمایا ہے کہ وَالضُّحیٰ سے حضور ﷺ کے اہلِ بیت کے مرد حضرات اور وَاللَّیْلِ سے اہلِ بیت کی خواتین مراد ہیں۔''

دیگر تفاسیر مثلاً 'تفسیر نیشا پوری (۳:۱۰۷)'، 'تفسیر روح المعانی (۳۰:۱۷۸)'، 'تفسیر روح البیان (۱۰:۴۵۳)' اور 'تفسیر عزیزی (پارہ عم، ص: ۳۱۰)' میں بھی ضحی سے چہرۂ مصطفیٰ ﷺ اور لیل سے آپ ﷺ کے گیسوئے عنبریں مراد لئے گئے ہیں۔

اصحابِ رسول، اوراقِ قرآن اور چہرۂ انور

حضور ﷺ کو چلتا پھرتا قرآن کہا گیا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چہرۂ انور کو کھلے ہوئے اوراقِ قرآن سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایامِ وصال میں یارِ باوفا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز ادا کر رہے تھے، اچانک آقائے کائنات ﷺ نے اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ اُٹھایا اور اپنے غلاموں کی طرف دیکھا تو ہمیں یوں محسوس ہوا:

کَاَنَّ وجهه ورقةُ مصحفٍ۔(۲)

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱:۲۴۰، کتاب الاذان، رقم: ۶۴۸
۲۔ مسلم، الصحیح، ۱:۳۱۵، کتاب الصلوۃ، رقم: ۴۱۹
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۱:۵۱۹، کتاب الجنائز، رقم: ۱۶۲۴
۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴:۲۶۱، رقم: ۷۱۰۷

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۱۰، ۱۶۳، ۱۹۶
۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۵: ۲۹۶، رقم: ۶۸۷۵
۷۔ عبدالرزاق، المصنف، ۵: ۴۳۳، رقم: ۹۷۵۴
۸۔ ابویعلی، المسند، ۶: ۲۵۰، رقم: ۳۵۴۸
۹۔ حمیدی، المسند، ۲: ۵۰۱، رقم: ۱۱۸۸
۱۰۔ ابوعوانہ، المسند، ۱: ۴۴۵، رقم: ۱۶۴۷
۱۱۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۷۵، رقم: ۴۸۷۵
۱۲۔ ابونعیم، المسند المستخرج، ۲: ۴۳، رقم: ۹۳۶
۱۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲: ۲۱۶

''گویا حضور ﷺ کا چہرۂ انور قرآن کا ورق ہے۔''

صحابہ کرام ﷺ کے اسی شعورِ جمال کو محدثِ کبیر امام عبدالرؤف المناویؒ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

و وجه التشبيه حسن الوجه وصفا البشرة وسطوع الجمال لما افيض عليه من مشاهدة جمال الذات۔(۱)

(۱) مناوی، حاشیہ برجمع الوسائل، ۲: ۲۵۵

''چہرۂ انور کے حسن و جمال، ظاہری نظافت و پاکیزگی اور چمک دمک کا (قرآنِ مجید کے ورق سے) تشبیہ دینا اس وجہ سے ہے کہ یہی وہ روئے مقدس ہے جو جمالِ خداوندی کے مشاہدہ سے فیض یاب ہوا۔''

آقائے دوجہاں ﷺ کا چہرۂ انور اپنی صورت پذیری میں قرآنِ حکیم کے اوراق جیسی چمک دمک کا مظہرِ اتم تھا کیونکہ یہی وہ روئے منور ہے جس نے اللہ رب العزت کے حسن و جمال کے مشاہدے سے فیض پایا۔

آقائے دوجہاں ﷺ کے روئے تاباں کو قرآن مجید کے ورق سے تشبیہ دینے کے حوالے سے امام نوویؒ نے لکھا ہے:

عبارة عن الجمال البارع وحسن البشرة وصفاء الوجه واستنارته۔(۱)

(۱) نووی، شرح صحیح مسلم، ۱:۱۷۹

(جس طرح ورقِ مصحف کلامِ الٰہی ہونے کی وجہ سے حسی اور معنوی نور پر مشتمل ہو کر دیگر تمام کلاموں پر فوقیت رکھتا ہے، اسی طرح) حضور ﷺ (بھی اپنے) حسن و جمال، چہرہ انور کی نظافت و پاکیزگی اور تابانی میں یکتا و تنہا ہیں۔''

آقائے دو جہاں ﷺ میں جمال الٰہیہ کے عکس کا پرتو اور آپ ﷺ کا چہرۂ اقدس سراپا مظہریتِ حق کی شان کا حامل تھا اس لیے اس چہرۂ انور کے دیدار کو عین دیدارِ حق قرار دیا گیا، جیسا کہ خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من رآنی فقد رأی الحق، فإن الشیطٰن لا یتکوننی۔(۲)

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۶:۲۵۶۸، کتاب التعبیر، رقم: ۶۵۹۶

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۵۵

۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۷:۴۵

''جس نے مجھے دیکھا، اُس نے حق کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔''

حضرت ابن عباس ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إن الشیطان لا یستطیع أن یتشبه بی، فمن رآنی فی النوم فقد رآنی۔(۳)

(۳) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۳۶۱، ۳۶۲

۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۲۲، رقم: ۳۹۳

۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸:۲۷۲

''بیشک شیطان میری صورت اختیار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔''

امام نبہانی، امام احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حدیث مذکورہ کی

تشریح درج ذیل الفاظ میں کرتے ہیں:

من رآنی فقد رآی الحق تعالیٰ۔(۱)

(۱) نبہانی، جواہر البحار، ۳:۶۳

''جس نے مجھے دیکھا یقیناً اُس نے حق تعالیٰ کو دیکھا۔''

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ بھی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں، حضور تاجدارِ کائنات ﷺ کے اس فرمان کے دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ جس نے مجھے دیکھا اُس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا، اس لئے کہ ابلیس لعین میری صورت اختیار نہیں کر سکتا اور دوسرے یہ کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ رب العزت کو دیکھا۔(۲)

(۲) حاجی امداد اللہ، شمائم امدادیہ، ۴۹:۵۰

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ حضور ﷺ کے چہرۂ انور کو جمالِ خُداوندی کا آئینہ قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

اما وجہِ شریفِ وے ﷺ مرآتِ جمالِ الٰہی است، و مظہرِ انوارِ نامتناھی وے بود۔(۳)

(۳) محدث دہلوی، مدارج النبوہ، ۱:۵

''حضور ﷺ کا روئے منور ربِ ذُوالجلال کے جمال کا آئینہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا اس قدر مظہر ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں۔''

روئے منور کی ضوء فشانیاں

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے چہرہ تاباں کی ضوفشانی اللہ رب العزت کے انوار و تجلیات سے مستعار و مستنیر ہے جو آفتاب جہاں تاب کے مانند ہر سو جلوہ فگن ہیں۔ صحابہ کرام ﷺ آپ ﷺ کے دیدار سے فیض یاب ہوتے تو ان کی آنکھوں میں نور اور سینوں میں ٹھنڈک بھر جاتی، ان کے دل اس حسن جہاں آراء کے جلووں سے کبھی بھی سیر نہ ہوتے اور وہ یہ چاہتے تھے کہ یہ پیکرِ حسن ہمیشہ ان کی آنکھوں کے سامنے جلوہ آرا رہے اور وہ اس حسنِ سرمدی کے حیات آفریں چشمے سے زندگی کی خیرات حاصل کرتے رہیں۔ آپ ﷺ

کے چہرۂ انور کی درخشانی و تابانی ہنگامی اور عارضی نہ تھی بلکہ ہر آن آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس سے انوار کی رِم جھم جاری رہتی تھی۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس میں اس قدر دل آویزی اور کشش و جاذبیت رکھی تھی کہ ہر طالبِ دیدار ہمہ وقت تمنائی رہتا کہ روئے مقدس کو دیکھتا ہی چلا جائے اور وہ جلوہ گاہِ حسن کبھی اس کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو۔

۱۔ حضرت براء ﷺ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہﷺ أحسن الناس وجهاً و أحسنهم خلقاً۔(۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳:۱۳۳۰، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۶

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۱۹، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۷

۳۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳:۱۶۰

''حضور پُرنور ﷺ چہرۂ انور اور اپنے اخلاقِ حسنہ کے لحاظ سے لوگوں میں سب سے زیادہ حسین و جمیل ہیں۔''

۲۔ سفرِ ہجرت جاری تھا، کاروانِ ہجرت اُمِ معبد کے پڑاؤ پر رُکا تو اُمِ معبد حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئی اور تصویرِ حیرت بن گئی۔ وہ بے ساختہ پکار اُٹھی:

رأیت رجلا ظاهر الوضاءة، متبلج الوجه۔(۲)

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۲۳۰

۲۔ حاکم، المستدرک، ۳:۱۰، رقم: ۴۲۷۴

۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۲۷۹

''میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جن کی صفائی و پاکیزگی بہت صاف اور کھلی ہوئی ہے، چہرہ نہایت ہشاش بشاش ہے۔''

حضور ﷺ کا ظاہری حُسن و جمال جو باوجود اس کے کہ کئی پردوں میں مستور تھا، دیکھ کر انسانی آنکھ حیرت کے سمندر میں ڈوب جاتی اور کائنات کی جملہ رعنائیاں قدومِ مصطفیٰ ﷺ پر نثار ہو ہو جاتیں۔

۳۔ جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرہ ﷺ حسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کی مدح سرائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مَا رَأَیْتُ شَیْأً أحسن من رسول اللہِ ﷺ کأنّ الشمس تجری فی وجھہ۔(۱)

(۱) ا۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۸۰، رقم: ۸۹۳۰
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۵۰، رقم: ۸۵۸۸
۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۱۵، رقم: ۶۳۰۹
۴۔ ابن مبارک، کتاب الزہد، ۱: ۲۸۸، رقم: ۸۳۸
۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۵
۶۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۰۹
۷۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۵۱
۸۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۵۷۳

''میں نے حضور ﷺ سے بڑھ کر حسین و جمیل کسی اور کو نہیں پایا (یعنی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روئے منور کی زیارت کر کے یوں محسوس ہوتا) گویا حضور ﷺ کے روئے منور میں آفتابِ روشن محوِ خرام ہے۔''

۴۔ حضرت ابو عبیدہ ﷺ نے ربیع بنت معوذ سے حضور ﷺ کے شمائل پوچھے تو اُنہوں نے کہا:

یا بنی! لو رأیتہ رأیت الشمس طالعۃ۔(۲)

(۲) ا۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۴، رقم: ۶۱
۲۔ شیبانی، الآحاد والمثانی، ۶: ۱۱۶، رقم: ۳۳۳۵
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۴: ۲۷۴، رقم: ۶۹۶
۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۱، رقم: ۱۴۲۰
۵۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۰۰
۶۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۸۰

۷۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۴: ۱۸۲۸، رقم: ۳۳۳۶

''اے میرے بیٹے! اگر تو ان کی زیارت کرتا تو (گویا حسن و جمال میں) طلوع ہوتے سورج کی زیارت کرتا۔''

۵۔ حضرت براء بن عازب ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا:

أكَان وجه النبیﷺ مثل السیف؟

''کیا حضور ﷺ کا روئے منور تلوار کی مانند تھا؟''

اُنہوں نے جواباً کہا:

لا، بل مثل القمر۔ (۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۴، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۹

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۸، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۶

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۸۱

۴۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۵، رقم: ۶۴

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۱۹۸، رقم: ۶۲۸۷

۶۔ رویانی، المسند، ۱: ۲۲۴، ۲۲۵، رقم: ۳۱۰

۷۔ ابن جعد، المسند، ۱: ۳۷۵، رقم: ۲۵۷۲

۸۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۱: ۱۰

۹۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۶، ۴۱۷

۱۰۔ ابن عساکر، السیرة النبویہ، ۳: ۱۶۳

۱۱۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۲: ۱۵۲

''نہیں (حضور ﷺ کا چہرۂ اقدس تلوار کے مانند نہیں) بلکہ چاند کی طرح (چمکدار اور روشن) تھا۔''

۶۔ یہی سوال حضرت جابر بن سُمرہ ﷺ سے کسی نے پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

لا، بل کان مثل الشمس و القمر و کان مستدیرا۔ (۱)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۲۳، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۴۴
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵:۱۰۴، رقم: ۲۱۰۳۷
۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۲۳۵
۴۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳:۱۴۷
۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲:۲۲۴، رقم: ۱۹۲۶

’’نہیں، بلکہ حضور ﷺ کا چہرۂ انور سورج اور چاند کی طرح (روشن) تھا اور گولائی لئے ہوئے تھا۔‘‘

۷۔ اس سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

کان فی وجہ رسول اللہ ﷺ تدویر۔(۲)

(۲) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲:۳۹
۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۱
۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۲۱۳

’’حضور ﷺ کا چہرۂ انور گول تھا (جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے)۔‘‘

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چہرۂ انور کو گول کہا تو ان کا مقصود چہرۂ انور کو محض چاند سے تشبیہ دینا تھا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ روئے منور بالکل گول نہ تھا اور نہ لمبا بلکہ اعتدال و توازن کا ایک شاہکار تھا۔

شیخ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

مثل القمر المستدیر ھو أنور من السیف لکنہ لم یکن مستدیراً جداً، بل کان بین الإستدارۃ و الإستطالۃ۔(۱)

(۱) بیجوری، المواھب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ: ۲۵

’’حضور ﷺ کا روئے منور گولائی میں چاند کی طرح اور چمک دمک میں تلوار سے بڑھ کر تھا۔ لیکن چہرۂ اقدس نہ بالکل گول تھا اور نہ لمبا ہی تھا، بلکہ ان کے

درمیان تھا (یعنی چہرۂ انور توازن و اعتدال کا عمدہ ترین نمونہ تھا)۔‘‘

چہرۂ مصطفیٰ ﷺ کی چاند سے تشبیہ

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے چہرۂ انور کی تابانی و ضوفشانی دیکھ کر صحابہ کرام ﷺ بے ساختہ اسے چاند سے تشبیہ دینے لگتے۔ جب وہ تاروں بھرے آسمان میں پورے چاند کو دیکھتے تو اس کے حسنِ شب تاب سے ان کی خوش نصیب نگاہیں بے اختیار چہرۂ مصطفیٰ ﷺ کی طرف اٹھ جاتیں، جس کے حسن عالم تاب نے تمام جہاں کو اپنا اسیر بنا رکھا ہے۔

۱۔ حضرت کعب بن مالک ﷺ فرماتے ہیں:

وَكَانَ رسول اللهﷺ إذا سُرّ استنار وجهُهٗ، حتی كأنه قطعة قَمَر، وكنا نعرف ذلک منه۔(۲)

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳:۱۳۰۵، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۶۳

۲۔ بخاری، الصحیح، ۴:۱۷۱۸، کتاب التفسیر، رقم: ۴۴۰۰

۳۔ مسلم، الصحیح، ۴:۲۱۲۷، کتاب التوبہ، رقم: ۲۷۶۹

۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶:۳۶۰، رقم: ۱۱۲۳۲

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶:۴۵۸، رقم: ۲۷۲۲۰

۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷:۴۲۴، رقم: ۳۷۰۰۷

۷۔ حاکم، المستدرک، ۲:۶۶۱، رقم: ۴۱۹۳

۸۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۹:۵۵، ۶۹، رقم: ۹۵، ۱۳۲

۹۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۵:۲۲۰

۱۰۔ بیهقی، دلائل النبوہ، ۱:۱۹۷

۱۱۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۱۶۳، رقم: ۲۵۱

’’جب حضور ﷺ مسرور ہوتے تو آپ ﷺ کے روئے منور سے نُور کی شعاعیں پھوٹتی دکھائی دیتی تھیں، یوں لگتا جیسے چہرۂ اقدس چاند کا ٹکڑا ہو اور اس سے ہم جان لیتے (کہ آقا ﷺ خوشی کے عالم میں ہیں)۔‘‘

۲۔ یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کو سفر اور حضر میں آپ ﷺ کی رفاقت کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہجرت کے موقع پر غارِ ثور میں حضور ﷺ نے آپ کے زانوؤں پر سر رکھ کر استراحت فرمائی اور آپ ﷺ نے چہرۂ انور کی قریب سے زیارت کا اعزاز حاصل کیا۔ آپ فرماتے ہیں:

كان وجه رسول الله ﷺ كدارة القمر۔(۱)

(۱) ا۔ ابن جوزی، الوفا: ۴۱۲

۲۔ ہندی، کنزالعمال، ۷: ۱۶۲، رقم: ۱۸۵۲۶

''حضور ﷺ کا روئے منور (چودھویں کے) چاند کے (حلقہ اور) دائرہ کی مانند (دکھائی دیتا) تھا۔''

۳۔ حضرت جابر بن سُمرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ تاجدارِ کائنات ﷺ سُرخ چادر اوڑھے آرام فرما رہے تھے، میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی حضور ﷺ کے چہرۂ انور کی زیارت کرتا بالآخر دل بے اختیار ہو کر پکار اُٹھا:

فلهو عندي أحسن من القمر۔(۲)

(۲) ا۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۹، رقم: ۱۰

۲۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۱: ۲۲۴

۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۱۹۶

''آپ ﷺ میرے نزدیک چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔''

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فنور وجهه ﷺ ذاتي، لا ينفك عنه ساعة في الليالي و الأيام، و نور القمر مكتسب مستعار ينقص تارة ويخسف أخرىٰ۔(۱)

(۱) ملا علی قاری، جمع الوسائل علی الشمائل المحمدیہ، ۱: ۵۶

''حضور ﷺ کے چہرۂ انور کا نُور دن رات میں کبھی جدا نہیں ہوتا کیونکہ چاند کے

برعکس یہ حضور ﷺ کا ذاتی وصف ہے، چاند کا نور تو سُورج سے مستعار ہے، اس لئے اس میں کمی بھی آجاتی ہے حتیٰ کہ کبھی تو بالکل بے نُور ہو جاتا ہے۔"

۴۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ ﷺ روئے منور کے حوالے سے فرماتے ہیں:

یتلألؤ وجهه تلألؤ القمر لیلة البدر۔(۲)

(۲) ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۵، رقم: ۸

"حضور ﷺ کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔"

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

و کان رسول الله ﷺ أحسن الناس وجها و أنورهم لونا، لم یصفه واصف قط الا شبه وجهه بالقمر لیلة البدر، وکان عرقه فی وجهه مثل اللؤلو۔(۳)

(۳) ۱۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۲:۳۱۲

۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۳۰۰

"حضور ﷺ سب سے بڑھ کر حسین وجمیل اور خوش منظر تھے۔ جس شخص نے بھی حضور ﷺ کی توصیف وثناء کی اُس نے چہرۂ انور کو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دی، اور آپ ﷺ کے روئے منور پر پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح (چمکتے) تھے۔"

حضور ﷺ کے روئے منور کو چاند سے تشبیہ دینے کے حوالے سے ابن دحیہ کہتے ہیں:

لأن القمر یؤنس کل من شاهده و یَجْمَعُ النور من غیر أذی حَرّ، و یتمکن من النظر إلیه بخلاف الشمس التی تُعشی البصر فتمنع من الرؤیة۔(۱)

(۱) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۴۱

’’چونکہ چاند اپنے دیکھنے والے کو مانوس کرتا ہے، چاند سے روشنی کا حصول گرمی کے بغیر ہوتا ہے اور اُس پر نظر جمانا بھی ممکن ہوتا ہے، بخلاف سورج کے کہ اس کی طرف دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور (کسی چیز کو) دیکھنے سے عاجز آ جاتی ہیں۔‘‘

شیخ ابراہیم بیجوریؒ فرماتے ہیں:

إنما آثر القمر بالذكر دون الشمس لأنه ﷺ محا ظلمات الكفر كما أن القمر محا ظلمات الليل۔ (۲)

(۲) ابراہیم بیجوری، المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ: ۱۹

’’(چہرۂ انور کو) سورج سے تشبیہ نہ دے کر چاند سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کفر کی تاریکیوں کو اسی طرح دور کر دیا جس طرح چاند اندھیری رات کی تاریکیوں کو دور کر دیتا ہے۔‘‘

۶۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ان رسول الله ﷺ دخل عليها مسروراً، تبرق أسارير وجهه۔ (۳)

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۴، باب صفۃ الانبیاء، رقم: ۳۳۶۲

۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۸۱، کتاب الرضاع، رقم: ۱۴۵۹

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۴۴۰، کتاب الولاء والھبۃ، رقم: ۲۱۲۹

۴۔ ابو داؤد، السنن، ۲: ۲۸۰، کتاب الطلاق، رقم: ۲۲۶۷

۵۔ نسائی، السنن، ۶: ۱۸۴، کتاب الطلاق، رقم: ۳۴۹۳

۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۸۲، رقم: ۲۴۵۷۰

۷۔ دار قطنی، السنن، ۴: ۲۴۰، رقم: ۱۳۱

۸۔ عبدالرزاق، المصنف، ۷: ۴۴۷، رقم: ۱۳۸۳۳

۹۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱۰: ۲۶۵، رقم: ۲۱۰۶۱

۱۰۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۴: ۶۳

’’آپ ﷺ میرے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ ﷺ شاداں و فرحاں تھے، چہرۂ اقدس کے تمام خدوخال نُور کی طرح چمک رہے تھے۔‘‘

امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فی صفته علیه الصلوة والسلام: إذا سُر فكأنّ وجهه المرآة، وكأن الجدر تلاحک وجهه، أی یری شخص الجدر فی وجهه ﷺ۔ (۱)

(۱) ابن اثیر، النہایہ، ۴: ۲۳۸، ۲۳۹

’’یہ بھی آپ ﷺ کی صفات میں سے تھا کہ جب آپ ﷺ مسرور ہوتے تو روئے منور آئینے کی طرح (شفاف اور مجلّا) ہو جاتا گویا کہ دیواروں کا عکس آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس میں صاف نظر آتا۔‘‘

۷۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حفصہ بنت رواحہ سے سوئی عاریتاً لے کر رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سی رہی تھی کہ اچانک وہ میرے ہاتھ سے گر گئی اور تلاش بسیار کے بعد بھی نہ ملی۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے:

فتبینت الابرة من شعاع نور وجهه ﷺ۔ (۲)

(۲) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۲۵

۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۰۷

’’حضور ﷺ کے چہرۂ اقدس سے نکلنے والے نُور کی وجہ سے مجھے اپنی گم شدہ سوئی مل گئی۔‘‘

چہرۂ مبارک ...... صداقت کا آئینہ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو اسلام لانے سے قبل یہود کے بہت بڑے عالم تھے، فرماتے ہیں کہ اسلام کے دامنِ رحمت میں آنے سے پہلے جب میں نے نبیٔ آخر الزماں ﷺ کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بارے میں سنا تو نبوت کی دعویدار اس ہستی کو دیکھنے کے لئے آیا، اس وقت آپ ﷺ مسجدِ نبوی میں تشریف فرما تھے۔

فلما استبنت وجه رسول اللہ ﷺ عرفت أنّ وجهه ليس بوجه كذاب۔(۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۶۵۲، ابواب صفۃ القیامہ، رقم: ۲۴۸۵
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۱:۴۲۳، کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا، رقم: ۱۳۳۴
۳۔ حاکم، المستدرک، ۳:۱۴، رقم: ۴۲۸۳
۴۔ حاکم، المستدرک، ۴:۱۷۶، رقم: ۷۲۷۷
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵:۴۵۱
۶۔ دارمی، السنن، ۱:۴۰۵، رقم: ۱۴۶۰
۷۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲:۵۰۲، رقم: ۴۴۲۲
۸۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳:۲۱۶، رقم: ۳۳۶۱
۹۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵:۲۴۸، رقم: ۲۵۷۴۰
۱۰۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۲۳۵
۱۱۔ ابن عبدالبر، الدرر، ۱:۸۵
۱۲۔ ابن حجر عسقلانی، الاصابہ، ۴:۱۱۸
۱۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۳۱۴

’’پس جب میں نے حضور ﷺ کا چہرۂ اقدس دیکھا تو میرا دل پکار اُٹھا کہ یہ (نورانی) چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہو سکتا۔‘‘

حضرت حارث بن عمرو سہمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أتيت رسول اللهﷺ وهو بمنى أو بعرفات، وقد أطاف به الناس، قال: فتجئ الأعراب فإذا رأوا وجهه، قالوا: هٰذا وجهٌ مبارك۔(۱)

(۱) ۱۔ ابوداؤد، السنن،۲:۱۴۴، کتاب الحج، رقم:۱۷۴۲
۲۔ بخاری، الادب المفرد،۱:۳۹۲، رقم:۱۱۴۸
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر،۳:۲۶۱، رقم:۳۳۵۱
۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ،۵:۲۸، رقم:۸۷۰۱
۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد،۳:۲۶۹

''میں منٰی یا عرفات کے مقام پر حضورﷺ کی بارگاہِ (بیکس پناہ) میں حاضر ہوا اور (دیکھا کہ) حضورﷺ کی زیارت کے لئے لوگ جوق در جوق آ رہے ہیں پس میں نے مشاہدہ کیا کہ دیہاتی آتے اور جب وہ آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کی زیارت کرتے تو بے ساختہ پکار اُٹھتے کہ یہ بڑا ہی مبارک چہرہ ہے۔''

سالارِ قافلہ کی بیوی کی شہادت

طارق بن عبداللہ ﷜ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے قافلے نے مضافاتِ مدینہ میں پڑاؤ ڈالا، ہمارے قافلے میں نبئ آخرالزماں ﷺ تشریف لائے۔ اُس وقت تک ہم

حضورﷺ کی ذاتِ اقدس سے آشنا نہیں تھے، آقائے محتشمﷺ کو ہمارا سُرخ اُونٹ پسند آگیا، اُونٹ کے مالک سے سودا طے ہوا، لیکن اس وقت حضورﷺ کے پاس رقم نہ تھی، آپ ﷺ نے طے شدہ رقم بھجوانے کا وعدہ کیا اور سُرخ اُونٹ لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اہلِ قافلہ اپنے خدشات کا اظہار کرنے لگے کہ ہم نے تو سُرخ اُونٹ کے خریدار کا نام تک دریافت نہیں کیا اور محض وعدے پر

اُونٹ ایک اجنبی کے حوالے کر دیا ہے، اگر اُونٹ کے خریدار نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا تو کیا ہوگا؟ لوگوں کی قیاس آرائیاں سننے کے بعد سالارِ قافلہ کی بیوی قافلے والوں کو مخاطب کر کے یوں گویا ہوئی:

لاتلاوموا، فإني رأيت وجه رجل لم يكن ليحقركم، ما رأيت شيئا أشبه بالقمر ليلة البدر من وجهه۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۵۱۸، رقم: ۶۵۶۲

۲۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۶۸، رقم: ۴۲۱۹

۳۔ ابن اسحاق، السیرۃ، ۴: ۲۱۶

۴۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۲: ۲۰۰

۵. ابن قیم، زادالمعاد، ۳: ۶۴۹

''تم ایک دوسرے کو ملامت نہ کرو، بیشک میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا ہے (اور میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ) وہ ہرگز تمہیں رسوا نہیں کرے گا۔ میں نے اس شخص کے چہرے سے بڑھ کر کسی چیز کو چودھویں کے چاند سے مشابہ نہیں دیکھا۔''

جب شام ہوئی تو ایک شخص آیا اور کہنے لگا: ''میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں، یہ کھجوریں لو پیٹ بھر کر کھا بھی لو اور اپنی قیمت بھی پوری کر لو۔'' تو ہم نے خوب سیر ہو کر کھجوریں کھائیں اور (اونٹ کی) قیمت بھی پوری کر لی۔

۳۔ سرِ انور

سردارِ دو جہاں حضور نبیٔ اکرم ﷺ کا سرِ انور مناسب حد تک بڑا اور حسنِ اعتدال کے ساتھ وقار و تمکنت کا مظہرِ اتم دکھائی دیتا تھا۔ اس سے دیکھنے والے کے دل و دماغ میں آپ ﷺ کے سردارِ قوم ہونے اور آپ ﷺ کی شخصی وجاہت و عظمت کا دائمی تاثر قائم ہوتا۔

۱۔

حضرت علی المرتضیٰ ﷺ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ ضخم الرأس۔(۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲:۲۰۴، کتاب المناقب، رقم:۳۶۳۷

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۸۹، ۹۶، ۱۰۱، ۱۲۷

۳۔ بخاری، الادب المفرد:۴۴۵، باب الجفاء، رقم:۱۳۱۵

۴۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۱: ۸

۵۔ حاکم، المستدرک، ۲:۶۶۲، رقم:۴۱۹۴

۶۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۹۳، رقم:۱۵۴

۷۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۴۹، رقم:۱۴۱۴

۸۔ بزار، المسند، ۲: ۱۱۸، ۲۵۳، ۲۵۶

۹۔ طیالسی، المسند، ۱: ۲۴، رقم:۱۷۱

۱۰۔ ضیاء مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۲: ۳۵۰، ۳۶۸، رقم:۷۳۱، ۷۵۱

۱۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۱

۱۲. طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۲۱

”رسول اکرم ﷺ کا سرِ اقدس موزونیت کے ساتھ بڑا تھا۔“

۲۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ عظيم الهامة۔(۲)

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۵، رقم: ۸

۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴:۲۱۷، رقم: ۶۳۱۱

۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶:۳۲۸، رقم: ۳۱۸۰۷

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۱۱۶

۵۔ ابویعلی، المسند، ۱: ۱۸۷، ۳۰۳، رقم: ۲۱۷

۶۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۵، رقم: ۴۱۴

۷۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۴، رقم: ۱۴۳۰

۸۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۲۲

۹۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵، رقم: ۲۴

”رسول اکرم ﷺ کا سرِ انور اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔“

سر کا غیر معمولی طور پر بڑا یا چھوٹا ہونا انسانی شخصیت کے ظاہری حسن کو عیب دار بنا دیتا ہے۔ جبکہ اعتدال و موزونیت کے ساتھ سر کا بڑا ہونا وقار و رعنائی، عقل و دانش اور فہم و بصیرت کی دلیل ہے۔ اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ ابراہیم بیجوریؒ فرماتے ہیں:

عظم الرأس دليلٌ على كمال القوىٰ الدماغية، و هو آية النجابة۔(۱)

(۱) بیجوری، المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ: ۱۳

''سرِ (اقدس) کا بڑا ہونا دماغی قویٰ کے کامل ہونے کے ساتھ ساتھ سردارِ قوم ہونے کی بھی دلیل ہے۔''

اعتدال کے ساتھ سر کا بڑا ہونا قابلِ ستائش ہے جیسا کہ عبدالرؤف مناوی ؒ فرماتے ہیں:

و عظم الرأس ممدوّح لأنه أعون على الإدراكات و الكمالات۔(۲)

(۲) مناوی، حاشیہ برجمع الوسائل، ۱:۴۲

''سر کا بڑا ہونا قابلِ ستائش ہوتا ہے، کیونکہ یہ اَمر (حقائق کی) معرفت اور کمالات کے لئے معین و مددگار رہوتا ہے۔''

۴۔ موئے مبارک

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے سرِ انور پر مبارک بال نہایت حسین اور جاذب نظر تھے، جیسے ریشم کے سیاہ گچھے، نہ بالکل سیدھے اور نہ پوری طرح گھنگھریالے بلکہ نیم خمدار جیسے ہلالِ عید، اور ان میں بھی اِعتدال، توازُن اور تناسب کا حسین امتزاج پایا جاتا تھا۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کی سیاہ زلفوں کی قسم کھاتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

وَ الَّيْلِ اِذَا سَجٰى ○ (۳)

(۳) القرآن، الضحیٰ، ۹۳:۲

”(اے حبیبِ مکرم!) قسم ہے سیاہ رات کی (طرح آپ کی زلفِ عنبریں کی) جب وہ (آپ کے رُخِ زیبا یا شانوں پر) چھا جائے۔“

یہاں تشبیہ کے پیرائے میں آپ ﷺ کے گیسوئے عنبریں کا ذکر قسم کھا کر کیا گیا جو دراصل محبوب ﷺ کے حسن و جمال کی قسم ہے۔ روایات میں مذکور ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور علیہ السلام سے اس قدر والہانہ محبت تھی کہ ان کی نگاہیں ہمہ وقت آپ ﷺ کے چہرۂ انور کا طواف کرتی رہتیں۔ وہ آپ ﷺ کی خمدار زلفوں کے اسیر تھے اور اکثر اپنی محفلوں میں آپ ﷺ کی زلفِ عنبریں کا تذکرہ والہانہ انداز سے کیا کرتے تھے۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان شعر النبی ﷺ رجلا، لا جعْدَ و لا سبط۔(۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵:۲۲۱۲، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۶۶

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۱۹، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۸

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۲

۴۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۲۰

”رسولِ اکرم ﷺ کی زلفیں نہ تو مکمل طور پر خمدار تھیں اور نہ بالکل سیدھی اکڑی ہوئی بلکہ درمیانی نوعیت کی تھیں۔“

۲۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے گیسوئے عنبریں کی مختلف کیفیتوں کو اُن کی لمبائی کے پیمائش کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بڑے اچھوتے اور دل نشیں انداز سے بیان کیا ہے۔ اگر زلفانِ مقدس چھوٹی ہوتیں اور آپ ﷺ کے کانوں کی لوؤں کو چھونے لگتیں تو وہ پیار سے آپ ﷺ کو ”ذی لمة (چھوٹی زلفوں والا)“ کہہ کر پکارتے، جیسا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما رأیت من ذی لمة أحسن فی حلة حمراء من رسول اللہ ﷺ، شعره یضرب منکبه۔(۲)

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۱۸، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۷

۲. بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۱۱، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۶۱

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۱۹، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۲۴
۴۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۸، ابواب الفضائل، رقم: ۳۶۳۵
۵۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۸۱، کتاب الترجل، رقم: ۴۱۸۳
۶۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۱، رقم: ۴
۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۰۰
۸۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۲۳
۹۔ ابن حبان اصبہانی، اخلاق النبی ﷺ، ۲: ۲۷۷، رقم: ۴

’’میں نے کانوں کی لو سے نیچے لٹکتی زلفوں والا سرخ جبہ پہنے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا۔‘‘

۳۔ کتبِ حدیث میں درج ہے کہ ایک دفعہ ابو رمثہ تمیمی رضی اللہ عنہ اپنے والدِ گرامی کے ہمراہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، بعد میں اُنہوں نے اپنے ہم نشینوں سے ان حسین لمحات کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے آپ ﷺ کی زلفِ عنبریں کا تذکرہ یوں کیا:

وله لمة بهما ردع من حناء۔(۱)

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۶۳
۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۳: ۳۳۷، رقم: ۵۹۹۵
۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۴۱۲، رقم: ۹۳۲۸
۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۲۷۹، رقم: ۷۱۶
۵. ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۳۸

’’آپ ﷺ کی مبارک زلفیں آپ ﷺ کے کانوں کی لو سے نیچے تھیں جن کو مہندی سے رنگا گیا تھا۔‘‘

۴۔ صحیح بخاری کی روایت میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی زلفِ سیاہ کے حسن و جمال کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

له شعر يبلغ شحمة اليسرى، رأيتهٗ فی حلة حمرآء لم أر شيئًا قط أحسن منه۔(۱)

(۱) بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۳، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۸

''آپ ﷺ کی زلفیں کانوں کی لو تک نیچے لٹکتی رہتیں، میں نے سرخ جبہ میں حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا۔''

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

و كان له شعر فوق الجُمّة و دون الوفرة۔ (۲)

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۳۳، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۵۵

۲۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۸۲، کتاب الترجل، رقم: ۴۱۸۷

آپ ﷺ کی زلفیں کانوں اور شانوں کے درمیان ہوا کرتی تھیں۔

ابوداؤد کی عبارت میں **فوق الوفرة و دون الجمة** کے الفاظ ہیں۔

۶۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ کی معنبر زلفیں قدرے بڑھ جاتیں اور کانوں کی لوؤں سے تجاوز کرنے لگتیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کو ''**ذی وفرة** (لٹکتی ہوئی زلفوں والا)'' کہنے لگتے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کا حسین تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی زلفِ مشکبار کا تذکرہ یوں کیا:

كان نبی الله ﷺ ذو وفرة۔ (۳)

(۳) ابن عساکر، السیرة النبویہ، ۳: ۱۴۹

''حضور نبیِ اکرم ﷺ لٹکتی ہوئی زلفوں والے تھے۔''

۷۔ اگر شبانہ روز مصروفیات کے باعث بال مبارک نہ ترشوانے کی وجہ سے آپ ﷺ کی زلفیں بڑھ کر مبارک شانوں کو چھونے لگتیں تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم فرطِ محبت سے آپ ﷺ کو ''**ذی جمة** (کاندھوں سے چھوتی ہوئی زلفوں والا)'' کہہ کر پکارتے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ مربوعاً بعيد ما بين المنكبين، و كانت جمته تضرب شحمة أذنيه۔ (۴)

(۴) ۱. ترمذی، الشمائل المحمدیه، ۱: ۴۸، رقم: ۲۶

۲۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۱۷۷

۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۵۷۲

”حضور ﷺ میانہ قد تھے۔ آپ ﷺ کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ آپ ﷺ کی زلفیں آپ ﷺ کے مبارک کانوں کی لو کو چھوتی تھیں۔“

۸۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے:

ان رسول اللہ ﷺ کان یضرب شعرہ منکبیه۔ (۱)

(۱) ا۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۹، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۸

۲۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۴، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۸

۳۔ ابو داؤد، السنن، ۴: ۱۹، کتاب اللباس، رقم: ۴۰۷۲

۴۔ نسائی، السنن، ۸: ۱۳۴، کتاب الزینۃ، رقم: ۵۲۳۳

”حضور ﷺ کی زلفیں کاندھوں کو چوم رہی ہوتی تھیں۔“

۹۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے سراپائے مبارک کا ذکر محبت بھرے انداز میں کمالِ وارفتگی کے ساتھ کرتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ کی عنبر بار زلفوں کا ذکر کرتے ہوئے مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ حسن الشعر۔ (۲)

(۲) ا۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۱۷

۲۔ بیہقی، دلائل النبوۃ، ۱: ۲۱۷

”رسولِ اکرم ﷺ کے موئے مبارک نہایت حسین و جمیل تھے۔“

۱۰۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

رجل الشعر إن انفرقت عقیقته فرقها و إلا فلا یجاوز شعرہ شحمة أذنیه إذا ھو وفرہ۔ (۳)

(۳) ا۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۶، رقم: ۸

۲۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۴۳۵

۳۔ ابن حبان البستی، الثقات، ۲: ۱۴۵

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵، رقم: ۴۱۴

”آپ ﷺ کے بال مبارک خمیدہ تھے، اگر سر اقدس کے بالوں کی مانگ بسہولت نکل آتی تو نکال لیتے تھے ورنہ نہیں۔ آپ ﷺ کے سرِ اقدس کے بال مبارک جب لمبے ہوتے تھے تو کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہوتے تھے۔“

۱۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ شديد سواد الرأس واللحية۔(۱)

(۱) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲:۱۷

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۸

”حضور ﷺ کی ریش مبارک اور سرِ انور کے بال گہرے سیاہ رنگ کے تھے۔“

۱۲۔ آپ ﷺ کے آرائشِ گیسو کے مبارک معمول کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ يسدل ناصيته سدل أهل الكتاب، ثم فرق بعد ذلك فرق العرب۔(۲)

(۲) ۱۔ ابن حبان البستی، الثقات، ۷:۳۴، رقم: ۸۸۷۹

۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۸:۴۳۷، رقم: ۴۵۴۵

”حضور نبیٔ اکرم ﷺ پیشانی اَقدس کے اوپر سامنے والے بال بغیر مانگ نکالے پیچھے ہٹا دیتے تھے جیسا کہ اہلِ کتاب کرتے ہیں، لیکن بعد میں آپ ﷺ اس طرح مانگ نکالتے جیسے اہلِ عرب نکالا کرتے۔“

۵۔ جبینِ پُرنور

تاجدارِ کائنات حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی مبارک پیشانی فراخ، کشادہ، روشن اور چمکدار تھی جس پر ہر وقت خوشی و اطمینان اور سرور و مسرت کی کیفیت آشکارا رہتی۔ جو کوئی آقائے دو عالم ﷺ کی مبارک پیشانی پر نظر ڈالتا تو اُس پر موجود خاص چمک دمک اور تابانی دیکھ کر مسرور ہو جاتا، اُس کا دل یک گونہ سکون اور اطمینان کی دولت سے مالا مال ہو جاتا۔

آپ ﷺ کی کشادہ اور پُرنور پیشانی مبارک ہر قسم کی ظاہری و باطنی آلائشوں اور کثافتوں سے پاک تھی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے آپ ﷺ کی پیشانیٔ انور پر کبھی

بھی اُکتاہٹ اور بیزاری کی کیفیت نہیں دیکھی۔ آپ ﷺ کی مبارک پیشانی پھولوں کی طرح تر و تازہ اور ماہِ تاباں کی طرح روشن و آبدار تھی، جس پر کبھی شکن نظر نہ آئی۔ آپ ﷺ ملاقات کے لئے آنے والوں سے اِس قدر خندہ پیشانی سے پیش آتے کہ آپ ﷺ کی شخصیت کے نقوش مخاطبین کے دلوں پر نقش ہو جاتے اور وہ آپ ﷺ کی مجلس سے موانست، چاہت اور اپنائیت کا اِحساس لے کر لوٹتے۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ واسع الجبین۔(۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۶، رقم: ۸
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲:۱۵۵، رقم: ۴۱۴
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸:۲۷۳
۴۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۳۵، رقم: ۲۴
۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۵۴، ۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰
۶۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۲۱۴

’’رسول اللہ ﷺ کشادہ پیشانی والے تھے۔‘‘

۲۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اوصافِ مصطفیٰ ﷺ بیان کرتے تو کہتے:

کان مفاض الجبین۔(۲)

(۲) ۱۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۲۱۴
۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۱۷
۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۲۵

’’حضور ﷺ کی جبینِ اقدس کشادہ تھی۔‘‘

۳۔ کتب سیر و تاریخ میں ہے کہ اللہ رب العزت نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثتِ مبارکہ کی خبر دی اور آقائے دوجہاں ﷺ کا حُلیہ مبارک بیان فرماتے ہوئے خصوصاً سرکار دوعالم ﷺ کی جبینِ اقدس کا ذکر ان

الفاظ میں فرمایا:

الصلت الجبین۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱:۳۲۵
۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۳۷۸
۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۲:۷۸
۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۶۲

''(وہ نبی) کشادہ پیشانی والے ہیں۔''

۴۔ حافظ ابن ابی خیثمہ بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ أجلی الجبین، إذا طلع جبینه من بین الشعر أو طلع من فلق الشعر أو عند اللیل أو طلع بوجهه علی الناس، تراءی جبینه کأنه السراج المتوقد یتلألأ، کانوا یقولون هو ﷺ۔(۲)

(۲) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲:۲۱
۲۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳:۲۰۲

''حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی مبارک پیشانی روشن تھی۔ جب موئے مبارک سے پیشانی ظاہر ہوتی، یا دن کے وقت ظاہر ہوتی، یا رات کے وقت دکھائی دیتی یا آپ ﷺ لوگوں کے سامنے تشریف لاتے تو اُس وقت جبینِ انور یوں نظر آتی جیسے روشن چراغ ہو جو چمک رہا ہو۔ یہ حسین اور دلکش منظر دیکھ کر لوگ بے ساختہ پکار اُٹھتے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔''

۵۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک دن چرخہ کات رہی تھیں اور آقائے دو جہاں ﷺ اپنے پاپوش مبارک کو پیوند لگا رہے تھے۔ اس حسین منظر کے حوالے سے آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فجعل جبینه یعرق، و جعل عرقه یتولد نوراً، فبهت، فنظر إلیّ رسول اللہ ﷺ، فقال: ما لک یا عائشة بهت؟ قلت: جعل جبین

یعرق، وجعل عرقک یتولد نوراً، و لو رأک أبو کبیر الھذلی لعلم أنک أحق بشعرہ۔(۱)

(۱) ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳:۱۷۴

’’پس آپ ﷺ کی مبارک پیشانی پر پسینہ آیا، اُس پسینہ کے قطروں سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھی، میں اُس حسین منظر کو دیکھ کر مبہوت ہو گئی۔ حضور نبیِ اکرم ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: عائشہ! تجھے کیا ہوگیا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کی پیشانی پر پسینہ کے قطرے ہیں جن سے نور پھوٹ رہا ہے۔ اگر ابوکبیر ھذلی آپ ﷺ کی اِس کیفیت کا مشاہدہ کرلیتا تو وہ جان لیتا کہ اس کے شعر کا مصداق آپ ہی ہیں۔‘‘

حضور نبیِ اکرم ﷺ نے جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو سنی تو از رہِ استفسار فرمایا کہ ابوکبیر ھذلی نے کونسا شعر کہا ہے؟ اس پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ شعر پڑھا:

فإذا نظرتُ إلی أسرۃ وجھہ
برقت کبرق العارض المتھلل(۲)

(۲) ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳:۱۷۴

(جب میں نے اُس کے رخِ روشن کو دیکھا تو اُس کے رخساروں کی روشنی یوں چمکی جیسے برستے بادل میں بجلی کوند جائے۔)

شاعرِ رسول حضرت حسان بن ثابت ﷺ نے آپ ﷺ کی روشن پیشانی کا لفظی مرقع اپنے ایک شعر میں یوں پیش کیا ہے:

متی یبد فی الداجی البھیم جبینہ
یلح مثل مصباح الدجی المتوقد(۳)

(۳) ۱۔ حسان بن ثابت، دیوان: ۶۷

۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷:۴۲۲، رقم: ۱۵۲۰۴

۳۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۲:۱۴۹

۴۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۴۱

(رات کی تاریکی میں حضور ﷺ کی جبینِ اقدس اس طرح چمکتی دکھائی دیتی ہے جیسے سیاہ اندھیرے میں روشن چراغ۔)

۶۔ اَبرو مبارک

حضور تاجدارِ کائنات ﷺ کے اَبرو مبارک گہرے سیاہ، گنجان اور کمان کی طرح خمیدہ و باریک تھے۔ دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ چھپی رہتی لیکن جب کبھی آپ ﷺ غیظ اور جلال کی کیفیت میں ہوتے تو وہ رگ اُبھر کر نمایاں ہو جاتی جسے دیکھ کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جان لیتے کہ آقائے دو جہاں ﷺ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آنے کی وجہ سے کبیدہ خاطر ہیں۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ أزج الحواجب سوابغ فی غیر قرن، بینھما عرق یدرہ الغضب۔(۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۲، رقم: ۸

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲

۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۱۴، ۲۱۵

۴۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵: ۲۴

۵۔ ابن جوزی، الوفا: ۳۹۲

”رسولِ اکرم ﷺ کے اَبرو مبارک (کمان کی طرح) خمدار، باریک اور گنجان تھے۔ ابرو مبارک جدا جدا تھے اور دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو حالتِ غصہ میں ابھر آتی۔“

۲۔ باریک ابروؤں کے بارے میں ایک اور روایت یوں ہے:

کان رسول اللہ ﷺ دقیق الحاجبین۔(۱)

(۱) ۱۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۲۷

۲۔ صالحی، سبل الهدیٰ والرشاد، ۲: ۲۱

”رسولِ اکرم ﷺ کے اَبرو مبارک نہایت باریک تھے۔“

حضور ﷺ کے دونوں ابروؤں کے درمیان فاصلہ بہت کم تھا، اس کا اندازہ روئے منور کو بغور دیکھنے سے ہی ہوتا تھا ورنہ عام حالت میں یوں لگتا تھا کہ اُن کے درمیان سرے سے کوئی فاصلہ ہی نہیں۔ جیسا کہ سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول الله ﷺ مقرون الحاجبین۔(۲)

(۲) ۱۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۱: ۲۲۵

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۲

۳۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۳۹۱، رقم: ۵۴۸۴

۴۔ صالحی، سبل الهدیٰ والرشاد، ۲: ۲۲

”رسولِ اکرم ﷺ کے ابرو مقدس آپس میں متصل تھے۔“

بادیٔ النظر میں مذکورہ بالا دونوں روایتوں میں تعارض محسوس ہوتا ہے۔ پہلی روایت ہے کہ ابرو مبارک ملے ہوئے نہ تھے جبکہ دوسری روایت میں یہ مذکور ہے کہ ابرو مبارک ملے ہوئے تھے۔ ائمہ نے ان دونوں روایات کے درمیان تطبیق یوں کی ہے:

الفرجة التی کانت بین حاجبیه یسیرة، لا تبین إلا لمن دقق النظر۔(۳)

(۳) حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۳۲۳

”دونوں ابروؤں کے درمیان اتنا کم فاصلہ تھا جو صرف بغور دیکھنے سے محسوس ہوتا تھا۔“

۷۔ چشمانِ مقدسہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو انتہائی وجیہ، خوبصورت اور روشن چہرۂ اقدس عطا فرمایا تھا۔ اس چہرۂ انور کی رعنائی و زیبائی کو آپ ﷺ کی خوبصورت اور فراخ آنکھیں چار چاند لگا رہی تھیں۔ آپ ﷺ کی مبارک آنکھیں پُرکشش جاذبِ نظر اور حسن و زیبائی کا بے

مثال مرقع تھیں۔ صحابۂ کرام ﷺ بیان کرتے ہیں کہ آقائے دو جہاں ﷺ کی مبارک آنکھیں خوب سیاہ، کشادہ، خوب صورت اور پُرکشش تھیں۔

۱۔ حضرت علی ﷺ سے مروی ہے:

كان أدعج العينين۔(۱)

(۱) ۱۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۱۳

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۰

۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۲

''رسولِ اکرم ﷺ کی آنکھیں کشادہ اور سیاہ تھیں۔''

۲۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی چشمانِ مقدسہ کی پلکیں گہری سیاہ، دراز اور گھنی تھیں۔ حضرت ابوہریرہ ﷺ سے مروی ہے:

كان أهدب أشفار العينين۔(۲)

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۴

۲۔ مناوی، فیض القدیر، ۵: ۷۴

''آپ ﷺ کی چشمانِ مقدسہ کی پلکیں نہایت دراز تھیں۔''

۳۔ قافلۂ ہجرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا کے پڑاؤ پر پہنچا تو وہ حسنِ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھ کر تصویرِ حیرت بن گئیں، حسنِ مصطفیٰ کی منظرکشی کرتے ہوئے وہ فرماتی ہیں:

في أشفاره وطف۔(۳)

(۳) ۱۔ حسان بن ثابت، دیوان: ۵۸

۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰، رقم: ۴۲۷۴

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۱

۴۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۷۹

۵۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۷۹

۶۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۹

۷۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۲۳

''حضور ﷺ کی پلکیں دراز ہیں۔''

۴۔ آپ ﷺ کی آنکھوں کے اندر پتلی مبارک نہایت سیاہ تھی، اُن میں کسی اور رنگ کی جھلک نہ تھی۔ حضرت علی ﷺ روایت کرتے ہیں:

وكان أسود الحدقة۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۲

۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶: ۱۶

۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۲

۴۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۵

''رسول اکرم ﷺ کی چشمانِ مقدسہ کی پتلی نہایت ہی سیاہ تھی۔''

۵۔ پتلی کے علاوہ آنکھوں کا بقیہ حصہ سفید تھا مگر اُس میں سرخی ہم آمیز یعنی گھلی ہوئی نظر آتی تھی، یوں لگتا تھا کہ اس میں ہلکا سا سرخ رنگ کسی نے گھول کر ملا دیا ہے اور دیکھنے والے کو وہ سرخ ڈورے دکھائی دیتے تھے۔

حضرت جابر بن سمرہ ﷺ روایت کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ أشكل العينين۔(۲)

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۶۰۳، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۴۷

۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۲۵۸، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۹

۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۱۹۹، رقم: ۶۲۸۸

''حضور ﷺ کی چشمانِ مقدسہ کے سفید حصے میں سرخ رنگ کے ڈورے دکھائی دیتے تھے۔''

۶۔ آقائے دوجہاں ﷺ کی آنکھیں قدرتی طور پر سرگیں تھیں اور جو ان چشمانِ مقدسہ کو دیکھتا وہ یہ سمجھتا کہ آپ ﷺ ابھی ابھی سرمے کی سلائی ڈال کر آئے ہیں۔

حضرت جابر بن سمرہ ﷺ سے مروی ہے:

كنتُ إذا نظرتُ إليه، قلتُ: أكحل العينين وليس بأكحل۔(۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۶۰۳، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۴۵

۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۸۶

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۹۷

۴۔ ابن جوزی، الوفا: ۳۹۳

''میں جب بھی آقا ﷺ کی چشمانِ مقدسہ کا نظارہ کرتا تو اُن میں سرمہ لگا ہونے کا گمان ہوتا حالانکہ حضور ﷺ نے اس وقت سرمہ نہ لگایا ہوتا۔''

۷۔ حضور ﷺ بچپن میں بھی جب نیند سے بیدار ہوتے تو سر کے بال اُلجھے ہوئے ہوتے نہ آنکھیں بوجھل ہوتیں بلکہ آپ ﷺ خندہ بہ لب اور شگفتہ گلاب کی طرح تروتازہ ہوتے اور قدرتی طور پر آنکھیں سرگیں ہوتیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت ابو طالب نے فرمایا:

كان الصبيان يصبحون رُمصاً شعثا، و يصبح رسول الله ﷺ، دهيناً كحيلاً۔ (۲)

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۱۲۰

۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۲: ۲۸۳

۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۴۱

۴۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۱: ۱۸۹

۵۔ ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱: ۳۱

''عام طور پر بچے جب نیند سے بیدار ہوتے ہیں تو ان کی آنکھیں بوجھل اور سر کے بال الجھے ہوئے ہوتے ہیں، لیکن جب حضور ﷺ بیدار ہوتے تو آپ ﷺ کے سرِ انور میں تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوتا۔''

۸۔ حضور نبیِ اکرم ﷺ کی خوبصورت آنکھیں بڑی حیادار تھیں۔ صحابہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم نے کبھی بھی حضور ﷺ کو کسی کی طرف آنکھ بھر کر تکتے ہوئے نہ دیکھا بلکہ آپ ﷺ کی مبارک آنکھیں غایت درجہ شرم و حیاء کی وجہ سے زمین کی طرف جھکی رہتی تھیں۔ حضور ﷺ کو اکثر گوشۂ چشم سے دیکھنے کی عادت تھی، جب کبھی کسی طرف دیکھتے تو تھوڑی اوپر آنکھ اٹھاتے اور اسی سے دیکھ لیتے۔ آپ ﷺ کی اس ادائے محبوبانہ کا ذکر روایات میں یوں مذکور ہے:

خافض الطرف، نظره إلى الأرض أكثر من نظره إلى السماء۔(۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۸، رقم: ۸

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲

۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶: ۳۲

۴۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۳۰

”آپ ﷺ کی نظر پاک اکثر جھکی رہتی اور آسمان کی نسبت زمین کی طرف زیادہ رہتی۔“

گوشۂ چشم سے دیکھنا کمال شفقت والفت کا انداز لئے ہوئے تھا جبکہ جھکی ہوئی نظریں بغایت درجہ شرم وحیاء پر دلالت کرتی ہیں۔ آپ ﷺ سے بڑھ کر کون عفت مآب اور حیا دار ہوسکتا تھا مگر جب کبھی اللہ رب العزت کا پیغام آتا اور نزولِ وحی کا وقت ہوتا تو آپ ﷺ کی مبارک نظریں آسمان کی طرف اُٹھتیں اور آپ ﷺ پلٹ پلٹ کر آسمان کی طرف نگاہ کرتے جیسے تبدیلیٔ قبلہ کا حکم نازل ہوا تو اس وقت بھی آپ ﷺ چہرۂ انور کو بار بار اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس کیفیت کو قرآن حکیم میں یوں بیان کیا گیا:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ۔(۲)

(۲) القرآن، البقرہ، ۲: ۱۴۴

”(اے حبیب!) ہم بار بار آپ کے رُخِ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں۔“

۸۔ بصارتِ مصطفیٰ ﷺ کا غیر معمولی کمال

اللہ رب العزت نے انسان کو کائناتِ خارجی کے مشاہدے کے لئے بصارت اور کائناتِ داخلی کے مشاہدے کے لئے بصیرت عطا فرمائی۔ مؤخر الذکر کو حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے مومن کی بصیرت کہہ کر نورِ خدا قرار دیا، آپ ﷺ کا فرمان ہے:

إتقوا فراسة المؤمن فإنه ینظر بنور اللہ۔(۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۲۹۸، ابواب التفسیر، رقم: ۳۱۲۷

۲۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۷: ۳۵۴، رقم: ۱۵۲۹
۳۔ قضاعی، مسند الشہاب، ۱: ۳۸۷، رقم: ۶۶۳
۴۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۳: ۳۱۲، رقم: ۳۲۵۴
۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۲۶۸
۶۔ طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۱۴: ۴۶
۷۔ قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، ۱۰: ۴۳
۸۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱: ۳۲۶
۹۔ ابو نعیم، حلیۃ الأولیاء، ۶: ۱۱۸
۱۰۔ صیداوی، معجم الشیوخ، ۱: ۲۳۳

’’مردِ مومن کی فراست (اور بصیرت) سے ڈرا کرو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔‘‘

جب ایک مردِ مومن کی بصیرت کا یہ عالم ہے تو آقائے دو جہاں ﷺ جو اللہ رب العزت کے محبوب و مقرب بندے اور رسول ہیں ان کی بصیرت کی ہمہ گیر وسعتوں اور رفعتوں کا عالم کیا ہوگا اس کا اندازہ کرنا کسی بھی فردِ بشر کے بس کی بات نہیں۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کو باطنی بصیرت اور ظاہری بصارت دونوں خوبیاں بڑی فیاضی اور فراخدلی سے عطا کی گئیں۔ عام انسانوں کے برعکس حضور ﷺ اپنے پیچھے بھی دیکھنے پر قدرت رکھتے تھے اور رات کی تاریکی میں دیکھنا بھی آپ کے لئے ممکن تھا۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

هل ترون قبلتي هاهنا؟ فو الله! ما يخفى عليّ خشو عكم و لا ركوعكم، إني لأرا كم من وراء ظهري۔(۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۱۶۱، کتاب المساجد، رقم: ۴۰۸
۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۳۱۹، کتاب الصلوۃ، رقم: ۴۲۴
۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۶: ۷۳
۴۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۳۸۶
۵۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۰۴

۶۔ ابن جوزی، الوفاء:۳۳۹، رقم:۵۰۸

”تم میرا چہرہ قبلہ کی طرف دیکھتے ہو؟ خدا کی قسم! تمہارے خشوع (وخضوع) اور رکوع مجھ سے پوشیدہ نہیں، میں تم کو اپنے پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔“

۲۔ حضرت انس ﷛ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

أيها الناس! إني إمامكم فلا تسبقوني بالركوع و لا بالسجود، ولا بالقيام ولا بالانصراف فإني أراكم أمامي و من خلفي۔ (۲)

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱:۱۸۰، کتاب الصلوۃ، رقم: ۴۲۶

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۲۵

۳۔ ابن خزیمۃ، الصحیح، ۳:۱۰۷، رقم: ۱۷۱۶

”اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، تم رکوع، سجود، قیام اور نماز ختم کرنے میں مجھ سے سبقت نہ کیا کرو، میں تمہیں اپنے سامنے اور پچھلی طرف (یکساں) دیکھتا ہوں۔“

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ يرى بالليل في الظلمة كما يرى بالنهار من الضوء۔ (۳)

(۳) ۱۔ بیہقی، دلائل النبوۃ، ۶: ۷۵

۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۴: ۲۷۲

۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۰۴

۴۔ حلبی، انسان العیون، ۳:۳۸۶

۵۔ ابن جوزی، الوفا:۳۳۹، رقم: ۵۱۰

رسول اللہ ﷺ جس طرح دن کی تاریکی میں بھی دیکھتے تھے۔“

۴۔ حضرت ابوذر غفاری ﷛ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے فرمایا:

أني أرى ما لا ترون۔ (۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۵۵۶، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۱۲

۲۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۵۱۰

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۷۳

۴۔ بزار، المسند، ۹: ۳۵۸

۵۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۹: ۵۸، رقم:

۶۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۵۲، رقم: ۱۳۱۱۵

۷۔ شعب الایمان، ۱: ۴۸۴، رقم: ۷۸۳

۸۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ۹، ۱: ۴۲

۹۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۱۳

’’میں وہ سب کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔‘‘

۵۔ حضرت ثوبان ﷛ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن اللہ زوی لِیَ الأرض، فرأیتُ مشارقھا و مغاربھا۔(۲)

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۲۱۵، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، رقم: ۲۸۸۹

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۴۷۲، ابواب الفتن، رقم: ۲۱۷۶

۳۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۹۷، کتاب الفتن والملاحم، رقم: ۴۲۵۲

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۷۸، رقم: ۲۲۴۴۸

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۶: ۲۲۱، رقم: ۷۲۳۸

۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۱۱: ۴۵۸، رقم: ۱۱۷۴۰

’’بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے شرق و غرب کو دیکھا۔‘‘

۶۔ حضرت عمر ﷛ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

إن اللہ قد رفع لی الدنیا، فأنا أنظر إلیھا و إلی ما ھو کائن فیھا إلی یوم القیامۃ، کأنما أنظر إلی کفی ھذہ۔(۱)

(۱) ۱۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۸۷

۲۔ نعیم بن حماد، السنن، ۱: ۲۷

۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۱۸۵

۴۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۷: ۲۰۴

’’بیشک اللہ نے میرے لئے دنیا اٹھا کر میرے سامنے کر دی۔ پس میں دنیا میں جو واقع ہو رہا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اُسے یوں دیکھ رہا ہوں جیسے میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔‘‘

۷۔ حضرت عقبہ بن عامر ﷜ سے مروی ہے کہ حضور نبیِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن موعدکم الحوض، و إنی لأنظر إلیه من مقامی هذا۔(۲)

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۴۸۶، کتاب المغازی، رقم: ۳۸۱۶

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۵۴

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۸: ۶۷۹

’’بیشک (میرے ساتھ) تمہاری ملاقات کی جگہ حوضِ کوثر ہے اور میں اُسے یہاں اِس مقام سے دیکھ رہا ہوں۔‘‘

۸۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما من شئ کنت لم أره إلا قد ر□یتہ فی مقامی هذا، حتی الجنة والنار۔(۳)

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۷۹، کتاب الوضوء، رقم: ۱۸۲

۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۶۲۴، کتاب الکسوف، رقم: ۹۰۵

۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۷: ۳۸۳، رقم: ۳۱۱۴

۴۔ ابوعوانہ، المسند، ۱: ۱۵۱

۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۳۳۸، رقم: ۶۱۵۳

’’کوئی ایسی شے نہیں جو میں نے نہیں دیکھی مگر اس مقام پر دیکھ لی یہاں تک کہ جنت و دوزخ (کو بھی)۔‘‘

۹۔ حضور نبیِ اکرم ﷺ کی چشمانِ مقدسہ کی بصارت کی گہرائی اور گیرائی کا یہ عالم تھا کہ اگر آپ ﷺ چاہتے تو عرشِ معلی سے تحت الثریٰ تک ساری کائنات بے حجاب ہو کر نظر کے سامنے آجاتی۔ قرآن اس بات پر شاہد عادل ہے کہ جب حضرت موسیٰ ﷤ نے دیدارِ الٰہی کے لئے عرض کی کہ ’’رَبِّ أَرِنِي (اے رب! مجھے (اپنا جلوہ) دکھا)‘‘ تو باری تعالیٰ نے اپنی صفاتی تجلی کوہِ طور پر پھینکی جس کے نتیجے میں کوہِ طور جل کر خاکستر ہوگیا اور آپ ﷤ غش کھا کر گر گئے۔ یہ بے ہوشی کا عالم سیدنا موسیٰ ﷤ پر ۴۰ دن تک طاری رہا

اور جب چالیس دن کی بیہوشی سے افاقہ ہوا تو اُس صفاتی تجلی کے انعکاس کی وجہ سے اُن کی بصارت کی دور بینی کا عالم یہ تھا کہ آپ تیس تیس میل کے فاصلے پر سے کالے رنگ کے پتھر میں سیاہ رات کے اندر چیونٹی کو آنکھوں سے چلتا ہوا دیکھ لیتے تھے۔(۱)

(۱) قاضی عیاض، الشفاء، ۱:۴۳

جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو اللہ تعالیٰ کی صفاتی تجلی کے اِنعکاس سے اتنی بصارت مل سکتی ہے تو وہ ہستی جس نے تجلیاتِ الٰہیہ کا براہِ راست مشاہدہ کیا اُن کی چشمانِ مقدس کی بصارت کا کیا عالم ہوگا! شبِ معراج چشمانِ مصطفوی اللہ کی تجلیات کو نہ صرف دیکھتی رہیں بلکہ انہیں اپنے اندر جذب بھی کرتی رہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰیO(۲)

(۲) القرآن، النجم، ۵۳:۱۷

نہ نگاہ جھپکی نہ حد سے بڑھیO

حضور ﷺ نے خود فرمایا:

رأیتُ ربی فی أحسن صورۃ ...... فوضع یدہ بین کتفی فوجدتُ بردھا بین یدی، فتجلّی لی کل شیء، و عَرَفْتُ۔(۱)

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۳۶۷، ابواب التفسیر، رقم:۳۲۳۴

''میں نے اللہ رب العزت کو (اس کی شان کے مطابق) خوبصورت شکل میں دیکھا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے (اللہ کے دستِ قدرت کا فیض) ٹھنڈک (کی صورت میں) اپنے سینے کے اندر محسوس کیا جس کے بعد ہر شے میرے سامنے عیاں ہوگئی۔''

۱۰۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:

فعلمت مَا فی السمٰوٰت والارضِ۔(۲)

(۲) ۱۔ جامع الترمذی، ۵:۳۶۶، رقم:۳۲۳۳

۲۔ دارمی، السنن، ۲:۵۱، رقم:۲۱۵۵

۳۔ ابویعلی، المسند، ۴:۴۷۵، رقم: ۲۶۰۸

۴۔ ابن عبدالبر، التمہید، ۲۴:۳۲۳، رقم: ۹۱۸

۵۔ خطیب بغدادی، مشکوۃ المصابیح، ۶۹۔۷۰

''پس میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر شے کو جان لیا۔''

۹۔ ناک مبارک

تاجدارِ کائنات حضور رحمتِ عالم ﷺ کی ناک مبارک کمال درجہ قوتِ شامہ کی حامل اور نکہتوں کی امین تھی۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی بینی مبارک زیادہ بلند نہ تھی لیکن دیکھنے والوں کو اعتدال اور تناسب کے ساتھ قدرے اُونچی دکھائی دیتی تھی۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ مائل بہ بلندی تھی۔ وہ درمیان میں قدرے بلند اور باریک تھی، موٹی اور بھدی نہ تھی، طوالت میں اِعتدال پسندی کی مثال تھی، موزونیت اور تناسب کے سانچے میں ڈھلی ہوئی صناعِ ازل کا شاہکار دکھائی دیتی تھی۔

۱۔ حضرت علی ﷺ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ ﷺ دقیق العرنین۔(۱)

(۱) ۱۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۲۸

۲۔ صالحی، سبل الھدیٰ والرشاد، ۲:۲۹

''رسول اللہ ﷺ کی بینی مبارک حسن اور تناسب کے ساتھ باریک تھی۔''

۲۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی ناک مبارک کو اللہ تعالیٰ نے ایسی چمک دمک اور آب و تاب سے نوازا تھا کہ اُس سے ہر وقت نور پھوٹتا تھا۔ اُسی چمک کا نتیجہ تھا کہ ناک مبارک بلند دکھائی دیتی تھی لیکن جو شخص غور سے دیکھتا تو وہ کہتا کہ مائل بہ بلندی ہے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ ﷺ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ أقنی العرنین، لہ نورٌ یعلوہ، یحسبہ من لم یتأملہ أشم۔(۲)

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۶، رقم: ۸

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۲۲

۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۲۱۴،۲۱۵

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۱۷،۳۱

۵۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۳۰

’’حضور ﷺ کی ناک مبارک اونچی تھی جس سے نور کی شعاعیں پھوٹتی رہتی تھیں، جو شخص بینی مبارک کو غور سے نہ دیکھتا وہ حضور ﷺ کو بلند بینی والا خیال کرتا (حالانکہ ایسا نہیں تھا)۔‘‘

۱۰۔ رُخسارِ روشن

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے مبارک رخسار نہ زیادہ اُبھرے ہوئے تھے اور نہ اندر کی طرف دھنسے ہوئے، بلکہ اِعتدال و توازن کا دلکش نمونہ تھے۔ سرخی مائل سفید کہ گلاب کے پھولوں کو بھی دیکھ کر پسینہ آ جائے، چمک ایسی کہ چاند بھی شرما جائے، گداز ایسا کہ شبنم بھی پانی بھرتی دکھائی دے، نزاہت ایسی کہ کلیوں کو بھی حجاب آئے۔ رخسار مبارک دیکھنے والے کو ہموار نظر آتے تھے مگر غیر موزوں اِرتفاع کا کہیں نشان تک نہ تھا۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ ﷜ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ سهل الخدين۔(۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۶، رقم:۸

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۹۰

۳۔ طبری، الکامل فی التاریخ، ۲:۲۲۱

۴۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۲۱۴،۲۱۵

۵۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۱۷

۶۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۲۸

۷۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳:۴۳۶

’’حضور ﷺ کے رخسار مبارک ہموار تھے۔‘‘

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں 'الخد الأسیل' (۲) کے الفاظ آئے ہیں، 'سھل' اور 'أسیل' کے فرق کے حوالے سے شیخ محمد بن یوسف صالحی ؒ بیان کرتے ہیں:

(۲) ۱۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۱۹

۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۲۷

لیس فی خدیه نتوء و إرتفاع، و قیل: أراد أن خدیه ﷺ أسیلان قلیل اللحم رقیق الجلد۔ (۳)

(۳) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲:۲۹

۲۔ ابن کثیر، شمائل الرسول :۴۲

''آپ ﷺ کے رخسار مبارک میں غیر موزوں ارتفاع نہ تھا، اور کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کے رُخسار مبارک 'اسیلان' تھے یعنی اُن پر گوشت کم اور اُن کی جلد نرم تھی۔

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ أبیض الخد۔ (۱)

(۱) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲:۲۹

''حضور ﷺ کے رخسار مبارک نہایت ہی چمکدار تھے۔''

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ أبیض الخدین۔ (۲)

(۲) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲:۲۹

''حضور ﷺ کے رخسار مبارک سفید رنگ کے تھے۔''

۱۱۔ لبِ اقدس

حضور نبیِ اکرم ﷺ کے لب مبارک سرخی مائل تھے، لطافت و نزاکت اور رعنائی و دلکشی میں اپنی مثال آپ تھے۔

۱۔ آپ ﷺ کے مقدس لب کی لطافت و شگفتگی کے حوالے سے روایت ہے:

كان رسول الله ﷺ أحسن عباد الله شفتين وألطفهم ختم فم۔(۳)

(۳) ۱۔ نبہانی، الانوار المحمدیہ: ۲۰۰

۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۳۰۳

۳۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۲۰۳

''آپ ﷺ کے مقدس لب اللہ کے تمام بندوں سے بڑھ کر خوبصورت تھے اور بوقتِ سکوت نہایت ہی شگفتہ ولطیف محسوس ہوتے۔''

۲۔ لب مبارک وا ہوتے تو دہن پھول برساتا، حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے:

كان في كلام رسول الله ﷺ ترتيل أو ترسيل۔(۴)

(۴) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۲۶۱، کتاب الادب، رقم: ۴۸۳۸

۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۳۰۰، رقم: ۲۶۲۹۴

۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۲۰۷، رقم: ۵۵۵۰

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۳۷۵

۵۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۳۷۵

''آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی گفتگو میں ایک نظم اور ٹھہراؤ ہوتا۔''

۳۔ آقائے محتشم ﷺ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے، کلام بڑا واضح ہوتا جس میں کوئی ابہام اور اُلجھاؤ نہ ہوتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

أن النبي ﷺ كان يحدث حديثا، لو عده العاد لأحصاه۔(۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۷، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۷۴

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۲۹۸، رقم: ۲۴۹۳

۳۔ حمیدی، المسند، ۱: ۱۲۰، رقم: ۲۴۷

۴۔ ابن جوزی، الوفا، ۲: ۴۵۴

''رسولِ اکرم ﷺ اِس قدر ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے کہ اگر کوئی شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا۔''

حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

(کلامہ) فصلٌ لا نزر و لا ھذر۔(۲)

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۲۳۱

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۶:۴۹، رقم:۳۶۰۵

۳۔ حاکم، المستدرک، ۳:۱۰، رقم:۴۲۷۴

۴۔ ابن کثیر، شمائل الرسول:۴۶

۵۔ صبیۃ اللہ، اعتقاد اہل السنۃ، ۴:۷۷۹

’’گفتگو نہایت فصیح و بلیغ ہوتی، اس میں کمی بیشی نہ ہوتی۔‘‘

۱۲۔ دہن مبارک

حضور ﷺ کا دہن مبارک فراخ، موزوں اور اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ ضلیع الفم۔(۱)(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۶:۳۳، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۴۷

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۶:۳۳، ابواب لمناقب، رقم:۳۶۴۶

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵:۹۷، رقم:۲۰۹۵۲

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴:۱۹۹، رقم: ۶۲۸۸

۵۔ طیالسی، المسند، ۱:۱۰۴، رقم: ۷۶۵

۶۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲:۲۲۰، رقم: ۱۹۰۴

۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۶

۸۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۲۴

۹۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۳۵، رقم:۲۴

’’رسول اللہ ﷺ کا دہنِ مبارک فراخ تھا۔‘‘

دہنِ اقدس چہرۂ انور کے حسن و جمال کو دوبالا کرتا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا آپ ﷺ کے دہنِ مبارک سے جو کلمہ ادا ہوتا حق ہوتا، حق کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ یہ علم و حکمت کا چشمہ

آبِ رواں تھا جس کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا:

وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○ (۲)

(۲) القرآن، النجم، ۵۳:۳،۴

'اور وہ اپنی (یعنی نفس کی) خواہش سے بات ہی نہیں کرتے ○ وہ تو وہی فرماتے ہیں جو (اللہ کی طرف سے) اُن پر وحی ہوتی ہے ○''

غصہ کی حالت میں بھی دہنِ اقدس سے کلمۂ حق ہی ادا ہوتا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آقا ﷺ کی ہر بات کو حیطۂ تحریر میں لے آیا کرتے تھے کیونکہ حضور رحمتِ عالم ﷺ نے خود اُن سے فرمایا تھا:

أكتب، فوالذي نفسي بيده! ما يخرج منه إلا حق۔ (۳)

(۳) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۳:۳۱۵، کتاب العلم، رقم: ۳۶۴۶

۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵:۳۱۳، رقم: ۲۶۴۲۸

۳۔ بیہقی، المدخل الی السنن الکبریٰ، ۱:۴۱۵، رقم: ۷۵۶

۴۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱:۲۰۷

۵۔ حسن رامہرمزی، المحدث الفاصل، ۱:۳۶۶

''لکھو (جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے)، اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اس منہ سے صرف حق بات ہی نکلتی ہے۔''

حضور ﷺ کا فرمان، اللہ کا فرمان، حضور ﷺ کا نطق، نطقِ اِلٰہی، جس میں خواہشِ نفس کا قطعاً کوئی دخل نہ تھا۔ آقائے دوجہاں ﷺ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کبھی کبھی دل لگی بھی فرما لیا کرتے تھے۔ خوش کلامی، مزاح اور خوش مزاجی کے جواہر سے بھی آپ ﷺ کی گفتگو مزین ہوتی لیکن اُس خوش طبعی، خوش مزاجی یا خوش کلامی میں بھی شائستگی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹتا، مزاح اور دل لگی میں بھی جو فرماتے حق فرماتے۔

۱۳۔ دندانِ اقدس

تاجدارِ کائنات حضور رحمتِ عالم ﷺ کے دندان مبارک باریک اور چمکدار تھے،

سامنے کے دندان مبارک کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ تھا۔ تبسم فرماتے تو یوں لگتا کہ دندان مبارک سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ صحابہ کرام ﷺ فرماتے ہیں کہ جب آپ ا مسکراتے تو دانتوں کی باریک ریخوں سے اس طرح نور کی شعاعیں نکلتیں کہ در و دیوار چمک اُٹھتے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

كان رسول الله ﷺ أفلج الثنيتين، إذا تكلم رئي كالنور يخرج من بين ثناياه۔(١)

(۱) ۱۔ دارمی، السنن، ۱:۴۴، باب فی حسن النبی ﷺ، رقم: ۵۸
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۱: ۲۳۵، رقم: ۷۶۷

”حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے سامنے کے دانتوں کے درمیان موزوں فاصلہ تھا جب گفتگو فرماتے تو ان ریخوں سے نور کی شعاعیں پھوٹتی دکھائی دیتیں۔“

۲۔ مسکراتے تو جیسے موتیوں کی لڑیاں فضا میں بکھر جاتیں، چہرۂ انور گلاب کے پھول کی طرح کھل اُٹھتا:

إذا افترّ ضاحکاً إفترّ عن مثلَ سَنَا البرق و عن مثل حبّ الغمام، إذا تکلّم رئی کالنور یخرج من ثنایاہ۔(۱)

(۱) ۱۔ قاضی عیاض، الشفا، ۱:۳۹

۲۔ سیوطی، الخصائص الکبری، ۱: ۱۳۱

۳۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۸۵، رقم: ۲۲۶

''جب حضور ﷺ تبسم فرماتے تو دندان مبارک بجلی اور بارش کے اولوں کی طرح چمکتے، جب گفتگو فرماتے تو ایسے دکھائی دیتا جیسے دندان مبارک سے نور نکل رہا ہے۔''

۳۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے دندان مبارک کی خوبصورتی اور چمک کا نقشہ اِن الفاظ میں کھینچا ہے:

کان رسول اللہ ﷺ یفتِرُ عن مثل حب الغمام۔(۲)

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۳

۲۔ ابن جوزی، الوفا: ۳۹۵

۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، (السیرۃ)، ۶: ۳۲

''حضور ﷺ کے دانت تبسم کی حالت میں اولوں کے دانوں کی طرح محسوس ہوتے تھے۔''

۴۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مبلّج الثنایا و فی روایۃ عنہ برّاق الثنایا۔(۳)

(۳) ۱۔ نبہانی، الانوار المحمدیہ: ۱۹۹

۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۱۸

۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۹

''حضور نبی اکرم ﷺ کے دانت مبارک بہت چمکدار تھے۔''

۵۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے دندان مبارک کا مسوڑھوں میں جڑاؤ اور جماؤ نہایت حسین تھا، جیسے انگوٹھی میں کوئی ہیرا ایک خاص تناسب کے ساتھ جڑ دیا گیا ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم حسن الثغر۔(۱)

(۱) ا۔ بخاری، الادب المفرد، ۱: ۳۹۵، رقم: ۱۱۵۵
۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۵
۳۔ حلبی، انسان العیون، ۳: ۴۳۶
۴۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۳۰

’’رسولِ اکرم ﷺ کے تمام دانت مبارک نہایت خوبصورت تھے۔‘‘

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے دندان مبارک کو چمکدار موتی سے تشبیہ دی ہے:

كأنما اللؤلؤ المكنون في صدفٍ
من معدني منطق منه و مبتسم

(حضور ﷺ کے دانت مبارک اس خوبصورت چمکدار موتی کی طرح ہیں جو ابھی سیپ سے باہر نہیں نکلا۔)

۱۴۔ زبان مبارک

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی مبارک زبان حق و صداقت کی آئینہ دار تھی۔ آپ ﷺ کی زبان حق ترجمان کا اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید میں ذکر فرمایا۔ جب نزولِ وحی ہوتا تو حضور ﷺ اُسے جلدی جلدی محفوظ کرنے کے آرزومند ہوتے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

لَا تُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ○(۱)

(۱) القرآن، القیامہ، ۷۵: ۱۶

(اے حبیب ﷺ!) آپ اُسے جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے (نزولِ وحی کے ساتھ) اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۝‘‘

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی مبارک زبان فضول اور لایعنی باتوں سے پاک تھی، اس لئے کہ زبانِ اقدس سے نکلا ہوا ہر لفظ وحیِ الٰہی تھا جس میں سرے سے غلطی اور خطا کا کوئی اِمکان ہی نہیں تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۝(۲)

(۲) القرآن، النجم، ۵۳:۳،۴

’’اور وہ اپنی (یعنی نفس کی) خواہش سے بات ہی نہیں کرتے۝ وہ تو وہی فرماتے ہیں جو (اللہ کی طرف سے) اُن پر وحی ہوتی ہے۝‘‘

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ ﷺ یخزن لسانه إلا فیما یعنیه۔(۳)

(۳) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۲۷۷، باب ما جاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ، رقم: ۳۳۷

۲۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱: ۱۵۸

۳۔ ابن قیم، زادالمعاد، ۱: ۱۸۲

’’نبیٔ اکرم ﷺ زبانِ اقدس کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے۔‘‘

۱۵۔ آواز مبارک

حضور رحمتِ عالم ﷺ کی مبارک آواز دلآویزی اور حلاوت کی چاشنی لئے ہوئے حسنِ صوت کا کامل نمونہ تھی۔ لہجہ انتہائی دلکش، باوقار اور بارعب تھا۔ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر یوں گفتگو فرماتے کہ بات دل میں اتر جاتی اور مخاطب دوبارہ سننے کی خواہش کرتا۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ما بعث اللہ نبیاً قط إلا بعثه حسن الوجه، حسن الصوت، حتی

بعث نبیکم ﷺ، فبعثه حسن الوجه حسن الصوت۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۳۷۶
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۲۶۱، رقم: ۳۲۱
۳۔ ابن کثیر، البدیہ والنہایہ، ۶: ۲۸۶
۴۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۴
۵۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۴۳۴

”اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس بھی نبی کو مبعوث فرمایا خوبصورت چہرہ اور خوبصورت آواز دے کر مبعوث فرمایا حتیٰ کہ تمہارے نبی مکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو انہیں بھی خوبصورت چہرے اور خوبصورت آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔“

۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نمازِ عشا میں حضور نبی اکرم ﷺ کی تلاوت کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں:

سمعتُ النبیﷺ یقرأ ﴿وَالتِّیۡنِ وَ الزَّیۡتُوۡنِ﴾ فی العشاء، و ما سمعتُ أحداً أحسن صوتاً منه أو قراءۃً۔(۲)

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۲۶۶، کتاب الاذان، رقم: ۷۳۵
۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۳۳۹، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۴۶۴
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۲۷۳، کتاب إقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا، رقم: ۸۳۵
۴۔ احمد بن حنبل، مسند، ۴: ۳۰۲
۵۔ ابوعوانہ، مسند، ۱: ۴۷۷، رقم: ۱۷۷۱
۶۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۱۹۴، رقم: ۲۸۸۸

”میں نے حضور ﷺ کو نمازِ عشاء میں سورۃ التین کی تلاوت فرماتے ہوئے سنا، اور میں نے کسی کو آپ ﷺ سے زیادہ خوش الحان اور اچھی قرآۃ والا نہیں پایا۔“

۳۔ سفرِ ہجرت میں حضور ﷺ نے اُمِ معبد رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام فرمایا۔ آپ ﷺ کی آواز کے بارے میں اُمِ معبد رضی اللہ عنہا کا کہنا ہے:

فی صوتہٖ ﷺ صَحَلٌ۔(۱)

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۵۰، رقم: ۳۶۰۵
۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰، رقم: ۴۲۷۴
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۱
۴۔ طبری، الریاض النضرہ، ۱: ۴۷۱
۵۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۴۴۶

’’آپ ﷺ کی آواز میں دبدبہ تھا۔‘‘

۴۔ حضور ﷺ کی آواز نغمگی اور حسنِ صوت سے کمال درجہ مزین تھی۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ حسن النغمۃ۔(۲)

(۲) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۹۱
۲۔ زرقانی، شرح المواہب، ۵: ۴۴۶

’’حضور ﷺ کا لب و لہجہ نہایت حسین تھا۔‘‘

۵۔ مبداء فیض نے حضور سید المرسلین ﷺ کو اس منفرد وصفِ جمیل سے نواز رکھا تھا کہ آپ ﷺ کی آواز دور دور تک پہنچ جاتی۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خطبنا رسول اللہ ﷺ حتی أسمع العواتق فی خدورھن۔(۳)

(۳) ۱۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۱۳
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۴: ۱۲۵، رقم: ۳۷۷۸
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۱: ۱۸۶، رقم: ۱۱۴۴۴
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۹۴
۵۔ نبہانی، الانوار المحمدیہ: ۲۰۷

’’حضور رحمتِ عالم ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو پردہ نشین خواتین کو بھی آپ ﷺ نے پردوں کے اندر (یہ خطبہ) سنایا۔‘‘

۶۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں سے بیٹھنے کو کہا:

فسمعه عبد الله بن رواحة و هو فی بنی غنم فجلس فی مكانه۔(۱)

(۱) ا۔ نبہانی، الانوار المحمدیہ، ۲۰۷
۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۱۳
۳۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۲:۱۶۰

''اس وقت حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ محلہ بنی غنم میں تھے، انہوں نے آپ ﷺ کی آواز مبارک سنی اور وہیں بیٹھ گئے۔''

۷۔ خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر صحابہ کرام ؓ کی تعداد سوا لاکھ کے قریب تھی، اس اجتماعِ عظیم سے آپ ﷺ نے خطاب فرمایا تو اِجتماع میں شریک ہر شخص نے خطبہ سنا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ تمیمی ؓ فرماتے ہیں:

كنا نسمع ما يقول و نحن فی منازلنا، فطفق يعلمهم مناسكهم۔(۲)

(۲) ا۔ ابوداؤد، السنن، ۲:۱۹۸، کتاب الحج، رقم: ۱۹۵۷
۲۔ نسائی، السنن، ۵: ۲۴۹، کتاب مناسک الحج، رقم: ۲۹۹۶
۳۔ بیہقی، سنن الکبریٰ، ۵: ۱۳۸، رقم: ۹۳۹۰
۴۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۲:۱۶۰

''ہم اپنی اپنی جگہ پر حضور ﷺ کا خطبہ سن رہے تھے جس میں حضور ﷺ لوگوں کو مناسکِ حج کی تعلیم دے رہے تھے۔''

۱۶۔ ریشِ اقدس

حضور رحمتِ عالم ﷺ کی ریش مبارک گھنی اور گنجان ہوتے ہوئے بھی باریک

اور خوبصورت تھی، ایسی بھری ہوئی نہ تھی کہ پورے چہرے کو ڈھانپ لے اور نیچے گردن تک چلی جائے۔ بالوں کا رنگ سیاہ تھا، سرخ و سفید چہرے کی خوبصورتی میں ریشِ مبارک مزید اِضافہ کرتی۔ عمر مبارک کے آخری حصہ میں کل سترہ یا بیس سفید بال ریش مبارک میں آ گئے تھے لیکن یہ سفید بال عموماً سیاہ بالوں کے ہالے میں چھپے رہتے تھے۔ آپ ﷺ ریش مبارک کے بالوں کو طول و عرض سے برابر کٹوا دیا کرتے تھے تاکہ بالوں کی بے ترتیبی سے شخصی وقار اور مردانہ وجاہت پر حرف نہ آئے۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ ﷺ ضخم الرأس و اللحیۃ۔(۱)

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۲۶، رقم: ۴۱۹۴

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۹۶

۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۱۶

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۱

۵۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۲۱

۶۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶: ۱۷

’’حضور ﷺ اِعتدال کے ساتھ بڑے سر اور بڑی داڑھی والے تھے۔‘‘

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ ﷺ أسود اللحیۃ۔(۲)

(۲) ۱۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۱۷

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۳۳

۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۵، رقم: ۴۱۹۴

’’حضور ﷺ کی ریش مبارک سیاہ رنگ کی تھی۔‘‘

۳۔ حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا جنہیں سفرِ ہجرت میں والیٔ کونین ﷺ کی میزبانی کا شرفِ لازوال حاصل ہوا، اپنے تاثرات اِن الفاظ میں بیان کرتی ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ کثیف اللحیۃ۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۳۹۷
۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰
۳۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۸۴
۴۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۸
۵۔ مناوی، فیض القدیر، ۵: ۷۷

”رسولِ اکرم ﷺ کی ریشِ اقدس گھنی تھی۔“

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ كث اللحية۔(۲)

(۲) ۱۔ نسائی، السنن، ۸: ۱۸۳، کتاب الزینۃ، رقم: ۵۲۳۲
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ: ۳۶، رقم: ۸
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۰۱، رقم: ۷۹۶
۴۔ بزار، المسند، ۲: ۲۵۳، ۲۶۰
۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲

”حضور ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔“

۵۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی تعریف میں یوں گویا ہوئے:

كان ...... أسود اللحية حسن الشعر ...... مفاض اللحيين۔(۳)

(۳) ۱۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۲۰
۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۸۰

(حضور نبی اکرم ﷺ کی) ریش مبارک سیاہ، بال مبارک خوبصورت، (اور ریش مبارک) دونوں طرف سے برابر تھی۔

۶۔ عمر مبارک میں اضافے کے ساتھ ریش مبارک کے بالوں میں کچھ سفیدی آ گئی

تھی۔ حضرت وہب بن ابو جحیفہ ﷺ بیان کرتے ہیں:

رأیتُ النبی ﷺ، و رأیتُ بیاضاً من تحت شفته السفلٰی العنفقة۔(۱)

(۱) ا۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۲، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۲

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۱۶

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۳۴

میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی اور میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے لبِ اقدس کے نیچے کچھ بال سفید تھے۔

۷۔ صحابہ کرام ﷺ اپنے آقا ﷺ کی ہر ادا پر قربان ہو ہو جاتے تھے، حیاتِ مقدسہ کی جزئیات تک کا ریکارڈ رکھا جا رہا تھا۔ حضرت انس ﷺ سے روایت ہے:

و لیس فی رأسه و لحیته عشرون شعرةً بیضآءَ۔(۲)

(۲) ا۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۲، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۴

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۲۴، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۴۷

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۲، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۲۳

۴۔ امام مالک، الموطا، ۲: ۹۱۹، رقم: ۱۶۳۹

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۳۰

۶۔ عبدالرزاق، المصنف، ۳: ۵۹۹، رقم: ۶۸۸۶

۷۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۹۸، رقم: ۶۳۷۸

۸۔ ابو یعلیٰ، المعجم، ۱: ۵۵، رقم: ۴۵

۹۔ طبرانی، المعجم الصغیر، ۱: ۲۰۵، رقم: ۳۲۸

۱۰۔ شعب الایمان، ۲: ۱۴۸، رقم: ۱۴۱۲

۱۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲: ۴۰۸

’’حضور ﷺ کی ریش مبارک اور سر مبارک میں سفید بالوں کی تعداد بیس سے زائد نہ تھی۔‘‘

۸۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ریش مبارک میں لب اقدس کے نیچے اور گوش مبارک کے ساتھ گنتی کے چند بال سفید تھے جنہیں خضاب لگانے کی کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی یہی وجہ ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے خضاب وغیرہ استعمال نہیں کیا اس حوالے سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

و لم یختضب رسول اللہ ﷺ، إنما کان البیاض فی عنفقته و فی الصّدغین وفی الرأس نبذ۔(۱)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۲۱، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۴۱
۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۳۱۰، رقم: ۱۴۵۹۳
۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۳۲

''حضور ﷺ نے کبھی خضاب نہیں لگایا، کیونکہ آپ ﷺ کے نچلے ہونٹ کے نیچے، کنپٹیوں اور سر مبارک میں چند بال سفید تھے۔''

۹۔ ریشِ اقدس طویل تھی نہ چھوٹی، بلکہ اِعتدال، توازن اور تناسب کا اِنتہائی دلکش نمونہ اور موزونیت لئے ہوئے تھی۔

کان النبی ﷺ کان یأخذ من لحیته من عرضها وطولها۔(۲)

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۱۰۰، ابواب الادب، رقم: ۲۷۶۲
۲۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۰:۳۵۰
۳۔ زرقانی، شرح المؤطا، ۴: ۴۲۶
۴۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۶۳
۵۔ محمد بن عبدالرحمٰن مبا کفوری، تحفۃ الاحوذی، ۸: ۳۸
۶۔ قرطبی، تفسیر، الجامع الأحکام القرآن، ۲: ۱۰۵
۷۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۰۹
۸۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۲:۱۶۱
۹۔ نبہانی، الانوار المحمدیہ: ۲۱۴
۱۰۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۱: ۱۴۲

''حضور ﷺ ریش مبارک کے طول وعرض کو برابر طور پر تراشا کرتے تھے۔''

۱۷۔ گوشِ اقدس

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے گوشِ اقدس خوبصورتی اور دلکشی میں بے مثال اور اِعتدال وتوازُن کا حسین اِمتزاج تھے۔

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

تخرج الأذنان ببیاضهما من تحت تلک الغدائر، کأنما توقد الکواکب الدریة بین ذالک السواد۔(۱)

(۱) ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱:۳۳۵

''آپ ﷺ کی سیاہ زلفوں کے درمیان دو سفید کان یوں لگتے جیسے تاریکی میں دو چمکدار ستارے چمک رہے ہوں۔''

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے قاضی بنا کر یمن بھیجا گیا تو ایک یہودی عالم نے مجھے نبی آخر الزماں ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرنے کے لئے کہا۔ جب میں سرکارِ دوعالم ﷺ کا سراپا مبارک بیان کر چکا تو اُس یہودی عالم نے کچھ مزید بیان کرنے کی استدعا کی۔ میں نے کہا کہ اس وقت مجھے یہی کچھ یاد ہے۔ اُس یہودی عالم نے کہا: اگر مجھے اجازت ہو تو مزید حلیہ مبارک میں بیان کروں۔ اُس کے بعد وہ یوں گویا ہوا:

فی عینیه حمرةٌ، حسن اللحیة، حسن الفم، تام الأذنین۔(۲)

(۲) ۱۔ ابن کثیر، شمائل الرسول: ۱۶

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۵

''حضور ﷺ کی چشمانِ اقدس میں سرخ ڈورے ہیں، ریش مبارک نہایت خوبصورت، دہنِ اقدس حسین وجمیل اور دونوں کان مبارک (حسن میں) مکمل ہیں۔''

مختصر یہ کہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے ہر ہر عضو کو اللہ تعالیٰ نے عمومی افعال کی انجام دہی کے علاوہ ایک معجزہ بھی بنایا تھا۔ عام انسانوں کے کان مخصوص فاصلے تک سننے کی استطاعت رکھتے ہیں، مگر جدید آلات کی مدد سے دُور کی باتیں بھی سنتے ہیں لیکن آقائے کائنات ﷺ کے گوش مبارک کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت سماعت عطا فرمائی تھی کہ آپ ﷺ صحابہ کرام ﷺ کے جھرمٹ میں بیٹھے ہوتے، اوپر کسی آسمان کا دروازہ کھلتا تو خبر دیتے کہ فلاں آسمان کا دروازہ کھلا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گوشِ اقدس کی بے مثل سماعت پر حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إنی أریٰ ما لا ترون، وأسمع ما لا تسمعون۔(۱)

(۱) ا۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۵۶، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۱۲
۲۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۵۵۴، رقم: ۳۸۸۳
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۷۳
۴۔ بزار، مسند، ۹: ۳۵۸، رقم: ۳۹۲۵
۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۱: ۴۸۴ رقم: ۷۸۳

"میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔"

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کا یہ خطاب صرف صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے ادوار تک ہی مخصوص و محدود نہ تھا بلکہ سائنس و ٹیکنالوجی کے موجودہ ترقی یافتہ دور کے لئے بھی ایک چیلنج ہے۔

آج ساری کائنات میں سائنس و ٹیکنالوجی پر عبور رکھنے والے ماہرین اپنی تمام تر ترقی اور اپنی بے پناہ ایجادات کے باوجود کائنات کی ان پوشیدہ حقیقتوں اور رازوں کو جان سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں جنہیں چشمانِ مصطفیٰ ﷺ نے بے پردہ دیکھ لیا اور اُن کی حقیقت کو جان لیا تھا۔ حضور ﷺ کے دائرہ سماعت سے کوئی آواز باہر نہ تھی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بارگاہِ نبوت میں حاضر تھیں۔ اسی دوران حضور رحمتِ عالم ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے کسی کے سلام کا جواب دیا پھر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

هذا جعفر بن أبی طالب مع جبریل و میکائیل و إسرافیل، سلموا علینا فردی علیهم السلام۔(۱)

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۲۳۲، رقم: ۴۹۳۷
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۷: ۸۸، رقم: ۶۹۳۶
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۹: ۲۷۲
۴۔ ابن حجر عسقلانی، الاصابہ، ۱: ۴۸۷
۵۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱: ۲۱۱

”یہ جعفر بن ابی طالب ہیں، جو حضرت جبریل، حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل علیہم السلام کے ساتھ گزر رہے تھے۔ پس انہوں نے ہمیں سلام کیا، تم بھی ان کے سلام کا جواب دو۔“

۵۔ حضرت انس ﷺ اور بعض دیگر صحابہ کرام ﷺ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سرکارِ دوعالم ﷺ بنونجار کے قبرستان سے گزر رہے تھے:

فسمع أصوات قوم یعذبون فی قبورهم۔(۱)

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۷۵
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۱۲۰، رقم: ۳۷۵۷
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۵: ۱۰۳، رقم: ۲۶۸

۴۔ عبداللہ بن احمد، السنہ، ۲: ۶۰۸، رقم: ۱۴۴۵

۵۔ ازدی، مسند الربیع، ۱: ۱۹۷، رقم: ۴۸۷

''حضور ﷺ نے (قبور میں) ان مُردوں کی آوازوں کو سماعت فرمایا جن پر عذابِ قبر ہو رہا تھا۔''

۱۸۔ گردنِ اقدس

حضور ﷺ کی گردنِ اقدس دستِ قدرت کا تراشا ہوا حسین شاہکار تھی، چاندی کی طرح صاف و شفاف، پتلی اور قدرے لمبی تھی۔ صحابۂ کرام ﷺ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی مبارک گردن اِس طرح تھی جیسے کوئی صورت یا مورتی چاندی سے تراشی گئی ہو اور اُس میں اُجلاپن، خوش نمائی، صفائی اور چمک دمک اپنے نقطۂ کمال تک بھر دی گئی ہو۔ حضور ﷺ کی گردنِ اقدس کی خوبصورتی اس ندرت سے کہیں زیادہ تھی۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ ﷺ سے روایت ہے:

کأن عنقه جيدُ دمية في صفاء الفضة۔(۲)

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۶، باب فی خلق رسول اللہ ﷺ، رقم: ۸

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۵، رقم: ۴۱۴

۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲

۵۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱: ۱۵۶

''حضور ﷺ کی گردن مبارک کسی مورتی کی طرح تراشی ہوئی اور چاندی کی طرح صاف تھی۔''

۲۔ حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

وفي عنقه سطع۔(۱)

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰، رقم: ۴۲۷۴
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۴۹، رقم: ۳۶۰۵
۳۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۴: ۱۹۵۹
۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۱
۵۔ طبری، الریاض النضرہ، ۱: ۴۷۱
۶۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ) ۳: ۱۹۲
۷۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۳۱۰
۸۔ حلبی، انسان العیون، ۲: ۴۲۷

''رسول اکرم ﷺ کی گردنِ اقدس قدرے لمبی تھی۔''

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

وكان أحسن عباد الله عنقاً، لا ينسب إلى الطول و لا إلى القصر۔(۲)

(۲) ۱۔ ابنِ عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۳۶
۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۳۰۴

''اور اللہ کے بندوں میں سے آپ ﷺ کی گردن سب سے بڑھ کر حسین و جمیل تھی، نہ زیادہ طویل اور نہ زیادہ چھوٹی۔''

۴۔ رسول اللہ ﷺ کی گردن مبارک سونے اور چاندی کے رنگوں کا حسین اِمتزاج معلوم ہوتی تھی۔ گردنِ اقدس کو چاندی کی صراحی سے بھی تشبیہ دی گئی۔ حضرت حافظ ابوبکر بن ابی خیثمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ أحسن الناس عنقاً، ما ظهر من عنقه للشمس و الرياح فكأنّه إبريق فضة مشرب ذهباً يتلألأ في بياض الفضة وحمرة الذهب، و ما غيبت الثياب من عنقه فما تحتها فكأنّه القمر ليلة البدر۔(۱)

(۱) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد،۲:۴۳

’’حضور ﷺ کی گردنِ مبارک تمام لوگوں سے بڑھ کر خوبصورت تھی۔ دھوپ یا ہوا میں گردن کا نظر آنے والا حصہ چاندی کی صراحی کے مانند تھا، جس میں سونے کا رنگ اس طرح بھرا گیا ہو کہ چاندی کی سفیدی اور سونے کی سُرخی کی جھلک نظر آتی ہو اور گردن کا جو حصہ کپڑوں میں چھپ جاتا وہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن اور منور ہوتا۔‘‘

۱۹۔ دوش مبارک

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے مبارک کندھے مضبوط اور قدرے فربہی لئے ہوئے تھے، بالکل پتلے شانے نہ تھے بلکہ خاص گولائی میں تھے۔ دونوں شانوں کی ہڈیوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا، جس نے سینۂ اقدس کو فراخ اور دراز کر دیا تھا۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے مضبوط کندھوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ ...... عظيم مشاش المنكبين۔ (۲)

(۲) ۱۔ ابنِ عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱:۳۲۰

۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۲۴۱

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۵

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۱۹

۵۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۲۶

’’حضور ﷺ کے کندھوں کے جوڑ توانا اور بڑے تھے۔‘‘

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات کوئی دیہاتی آ کر حضور ﷺ کی قمیص کھینچ لیتا تو:

فكأنما أنظر حين بدا منكبه إلى شقة القمر من بياضه ﷺ۔ (۱)

(۱) صالحی، سُبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۴۳

''دوشِ اقدس سفیدی اور چمک کے باعث یوں نظر آتے جیسے ہم چاند کا ٹکڑا ملاحظہ کر رہے ہوں۔''

۳۔ کتب سیر و احادیث میں جلیل القدر صحابہ کرام حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابوہریرہ، حضرت ہند بن ابی ہالہ اور حضرت براء بن عازب ﷺ سے حضور ﷺ کے مبارک کندھوں کے فاصلے کے حوالے سے یہ روایت ملتی ہے:

کان النبی ﷺ مربوعاً بعید ما بین المنکبین۔(۲)

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۳، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۸
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۸، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۷
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۸، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۵
۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ) ۶: ۱۱
۵۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۸

''حضور نبی اکرم ﷺ میانہ قد کے تھے، دونوں کاندھوں کے درمیان فاصلہ تھا۔''

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی اس صفتِ عالیہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

کان إذا جلس یکون کتفہ أعلیٰ من الجالس۔(۳)

(۳) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱: ۱۳

''آپ ﷺ جب (کسی مجلس میں) تشریف فرما ہوتے تو آپ ﷺ کے کندھے تمام اہلِ مجلس سے بلند نظر آتے۔''

۲۰۔ بازوئے مقدّس

حضور ﷺ کے بازوئے اقدس خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھے، طوالت کے

اِعتبار سے اِعتدال کا خوبصورت اور دلکش نمونہ تھے، کلائیوں پر بال مبارک تھے، بازو اور کلائیاں سفید اور چمکدار تھیں اور حسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کا آئینہ دار تھیں۔

اس حوالے سے امام بیہقی بیان کرتے ہیں:

وكان عبل العضدين والذراعين، طويل الزندين۔(۱)

(۱) بیہقی، دلائل النبوۃ، ۱:۳۰۵

''حضور ﷺ کی مچھلیاں سفید اور چمکدار اور کلائیاں لمبی تھیں۔''

۲۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان رسول الله ﷺ ...... أشعر الذراعين۔(۲)

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ: ۲، باب فی خلق رسول اللہ ﷺ

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲

۳۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱: ۱۵۶

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶: ۳۲

''حضور ﷺ کی مبارک کلائیوں پر بال موجود تھے۔''

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ عظيم الساعدين۔(۳)

(۳) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۵

۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ) ۶: ۱۹

''حضور ﷺ کے بازو (اعتدال کے ساتھ) بڑے تھے۔''

۴۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كان رسول ﷺ سَبْطَ القصب۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۶، رقم: ۴۱۴

’’حضور ﷺ کے بازو مبارک اور پنڈلیاں موزوں ساخت کی تھیں۔‘‘

۲۱۔ دستِ اقدس

آقا دو جہاں ﷺ کے دستِ اقدس اِنتہائی نرم اور ملائم تھے، شبنم کے قطروں سے بھی نازک، پھولوں کا گداز بھی اس کے آگے پانی پانی ہو جائے، دستِ اقدس سے ہمہ وقت خوشبوئیں لپٹی رہتیں، مصافحہ کرنے والا ٹھنڈک محسوس کرتا، اَنگشت مبارک قدرے لمبی تھیں، چاند کی طرف اُٹھتیں تو وہ بھی دولخت ہو جاتا۔

۶ھ میں حدیبیہ کے مقام پر حضور ﷺ اپنے جاں نثاروں کے ساتھ پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں، کفار و مشرکینِ مکہ آمادۂ فتنہ و شر ہیں۔ سفراء کا تبادلہ جاری ہے اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سفیرِ مصطفیٰ ﷺ کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔ دوسری طرف بیعتِ رضوان کا موقع آتا تو اللہ رب العزت اپنے محبوب ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَکَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللهَ ط يَدُ اللهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ج فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا يَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ وَ مَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (۲)

(۲) القرآن، الفتح، ۴۸: ۱۰

’’(اے رسول!) بلاشبہ جو لوگ آپ سے (آپ کے ہاتھ پر) بیعت کرتے ہیں فی الحقیقت وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، (گویا) اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے، پھر جو کوئی عہد کو توڑے تو عہد کے توڑنے کا نقصان اُسی کو ہو گا اور جو اللہ سے اپنا اِقرار پورا کرے (اور مرتے دم تک قائم رہے) تو اللہ تعالیٰ عنقریب اُسے بڑا اجر دے گا (اپنے دیدار سے سرفراز فرمائے گا) ۝‘‘

ایک دوسرے مقام پر ارشادِ خُداوندی ہے:

وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔(۱)

(۱) القرآن، الانفال، ۸:۱۷

”اور (اے حبیبِ محتشم) جب آپ نے (اُن پر سنگریزے) مارے تھے (وہ) آپ نے نہیں مارے تھے بلکہ (وہ تو) اللہ تعالیٰ نے مارے تھے۔“

نبیٔ اکرم ﷺ کے دستِ اقدس نہایت نرم و گداز تھے۔ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ اپنے والدِ گرامی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

أتيتُ رسول اللّٰه ﷺ فأخذتُ بيده فإذا هي ألين من الحرير وأبرد من الثلج۔(۲)

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۷:۲۷۲، رقم: ۷۱۱۰
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۹:۹۷، رقم: ۹۲۳۷
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸:۲۸۲
۴۔ ابن حجر عسقلانی، الاصابہ، ۳:۳۲۳، رقم: ۳۸۵۹
۵۔ صالحی، سبل الھدیٰ والرشاد، ۲:۷۴

”میں رسولِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، پس میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ تھام لیا، آپ ﷺ کے دستِ اقدس ریشم سے زیادہ نرم و گداز اور برف سے زیادہ ٹھنڈے تھے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

مَا مَسِسْتُ حريراً و لا ديباجاً ألين من كف النبی ﷺ۔(۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳:۱۳۰۶، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۶۸
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۱۵، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۰
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۳۶۸، ابواب البر والصلۃ، رقم: ۲۰۱۵
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴:۲۱۱، رقم: ۶۳۰۳
۵۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶:۳۱۵، رقم: ۳۱۷۱۸

۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۰۰، رقم: ۱۳۰۹۶

۷۔ ابو یعلی، المسند، ۶: ۴۰۵، رقم: ۳۷۶۲

۸۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۴۰۲، رقم: ۱۳۱۶۳

۹۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۳

۱۰۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۲: ۱۷۰

’’میں نے کسی ایسے ریشم یا دیباج کو نہیں چھوا جو نرمی میں رسولِ اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک سے بڑھ کر ہو۔‘‘

خوشبوئے دستِ اقدس

۱۔ حضور نبیِ اکرم ﷺ کے مقدس ہاتھوں سے ہر وقت بھینی بھینی خوشبو پھوٹتی تھی۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آقائے محتشم ﷺ مسجد سے باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے باری باری سب بچوں کے رُخساروں پر ہاتھ پھیرا۔ آپ ﷺ نے میرے رُخسار پر بھی ہاتھ پھیرا۔

فوجدت لیده برداً أو ریحاً کأنما أخرجها من جؤنة عطّار۔ (۲)

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۴، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۲۹

۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۲۳، رقم: ۳۱۷۶۵

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۲۲۸، رقم: ۱۹۴۴

۴۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۵۷۳

’’پس میں نے آپ ﷺ کے دستِ اقدس کی ٹھنڈک اور خوشبو یوں محسوس کی جیسے آپ ﷺ نے اُسے ابھی عطار کی ڈبیہ سے نکالا ہو۔‘‘

۲۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کے دستِ اقدس ہمیشہ معطر رہتے، جو لوگ حضور ﷺ سے مصافحہ کرتے وہ کئی کئی دن دستِ اقدس کی خوشبو کی سرشاری کو مشامِ جان میں محسوس کرتے رہتے:

وکأن کفه کف عطار طیب مسها بطیب أو لا مسها، فإذا صافحه

المصافح يظل يومه يجد ريحاً و يضعها على رأس الصبى فيعرف من بين الصبيان من ريحها على رأسه۔(۱)

(۱) ۱۔ ابنِ عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر،۱: ۳۳۷
۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۳۰۵

''اور آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ عطار کے ہاتھوں کی طرح معطر رہتے، خواہ خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں۔ آپ ﷺ سے مصافحہ کرنے والا شخص سارا دن اپنے ہاتھوں پر خوشبو پاتا اور جب کسی بچے کے سر پر دستِ شفقت پھیر دیتے تو وہ (بچہ) خوشبوئے دستِ اقدس کے باعث دوسرے بچوں سے ممتاز ٹھہرتا۔''

دستِ مبارک کی ٹھنڈک

۱۔ خوشبو کے علاوہ سردارِ دوجہاں ﷺ کے مبارک ہاتھوں کا لمس انتہائی خوشگوار ٹھنڈک کا کیف انگیز احساس بخشتا تھا۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے نماز ادا فرمائی، اس کے بعد:

و قام الناس، فجعلوا يأخذون يديه فيمسحون بهما وجوههم، قال: فأخذت بيده فوضعتها على وجهى، فإذا هى أبرد من الثلج، و أطيب رائحة من المسک۔(۲)

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۴، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۶۰
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۰۹
۳۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۳: ۶۷، رقم: ۱۶۳۸
۴۔ دارمی، السنن، ۱: ۳۶۶، رقم: ۱۳۶۷
۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۱۵، رقم: ۲۹۴

''لوگ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کا دستِ اقدس پکڑ کر اپنے چہروں پر ملنے لگے، میں نے بھی آپ ﷺ کا دستِ انور اپنے چہرے پر پھیرا تو وہ برف سے

زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔“

۲۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے، آپ ﷺ نے محبت سے میرے سر اور سینے پر اپنا دستِ اقدس پھیرا۔ اس سے یہ کیفیت پیدا ہوئی:

فما زلتُ أجد برده علی کبدی فما یخال إلی حتی الساعة۔(۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵:۲۱۴۲، کتاب المرضیٰ، رقم: ۵۳۳۵

۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۶۷، رقم: ۶۳۱۸

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۱۷۱

۴۔ بخاری، الادب المفرد، ۱: ۱۷۶، رقم: ۴۹۹

۵۔ مقدسی، الأحادیث المختارہ، ۳: ۲۱۲، رقم: ۱۰۱۳

”میں ہمیشہ اپنے جگر میں آپ ﷺ کے دستِ اقدس کی ٹھنڈک اور خنکی پاتا رہا، مجھے خیال ہے کہ اس (موجودہ) گھڑی تک وہ ٹھنڈک پاتا ہوں۔“

۲۲۔ دستِ اقدس کی برکتیں

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے مبارک ہاتھ ہزاروں باطنی اور روحانی فیوض و برکات کے حامل تھے۔ جس کسی کو آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے مَس کیا اُس کی حالت ہی بدل گئی۔ وہ ہاتھ کسی بیمار کو لگا تو نہ صرف یہ کہ وہ تندرست و شفایاب ہوگیا بلکہ اس خیر و

برکت کی تاثیر تادمِ آخر وہ اپنے قلب و روح میں محسوس کرتا رہا۔ کسی کے سینے کو یہ ہاتھ لگا تو اُسے علم وحکمت کے خزانوں سے مالا مال کر دیا۔ بکری کے خشک تھنوں میں اُس دستِ اقدس کی برکت اُتری تو وہ عمر بھر دودھ دیتی رہی۔ توشہ دان میں موجود گنتی کی چند کھجوروں کو اُن ہاتھوں نے مَس کیا تو اُس سے سالوں تک منوں کے حساب سے کھانے والوں نے کھجوریں کھائیں مگر پھر بھی اُس ذخیرہ میں کمی نہ آئی۔ بقول اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ:

ہاتھ جس سمت اُٹھایا غنی کر دیا

اُن ہاتھوں کی فیض رسانی سے تہی دست بے نوا گدا، دوجہاں کی نعمتوں سے مالا مال ہوگئے۔ صحابہ کرام ﷺ نے اپنی زندگیوں میں بارہا ان مبارک ہاتھوں کی خیر و برکت کا مشاہدہ کیا۔ وہ خود بھی اُن سے فیض حاصل کرتے رہے اور دوسروں کو بھی فیض یاب کرتے رہے، اس حوالے سے متعدد روایات مروی ہیں:

(۱) دستِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ دوسروں کو فیض یاب کرتے رہے

حضرت ذیال بن عبید رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ ان کے والد نے رسول اللہ ﷺ سے ان کے حق میں دعائے خیر کے لئے عرض کیا:

فقال: ادن یا غلام، فدنا منه فوضع یده علی رأسه، وقال: بارک اللہ فیک!

"آپ ﷺ نے فرمایا بیٹا! میرے پاس آؤ، حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے قریب آگئے، آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک اُن کے سر پر رکھا اور فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے۔"

حضرت ذیال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فرأيتُ حنظلة يؤتى بالرجل الوارم وجهه وبالشاة الوارم ضرعها فيتفل في كفه، ثم يضعها على صُلعته، ثم يقول: بسم الله على أثر يد رسول الله ﷺ، ثم يمسح الورم فيذهب۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۷:۷۲

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵:۶۸

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴:۶، رقم: ۳۴۷۷

۴۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۳:۱۹۱، رقم: ۲۸۹۶

۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴:۲۱۱

۶۔ بخاری التاریخ الکبیر، ۳:۳۷، رقم: ۱۵۲

۷۔ ابن حجر، الاصابہ، ۲:۱۳۳

میں نے دیکھا کہ جب کسی شخص کے چہرے پر یا بکری کے تھنوں پر ورم ہو جاتا تو لوگ اسے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آتے اور وہ اپنے ہاتھ پر اپنا لعابِ دہن ڈال کر اپنے سر پر ملتے اور فرماتے بسم اللہ علی اثر ید رسول اللہ ﷺ اور پھر وہ ہاتھ ورم کی جگہ پر مل دیتے تو ورم فوراً اُتر جاتا۔"

(۲) دستِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ کے بال عمر بھر سیاہ رہے

حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ کے سر اور داڑھی پر اپنا دستِ اقدس پھیرا تو اُس کی برکت سے ۱۰۰ سال سے زائد عمر پانے کے باوجود اُن کے سر اور داڑھی کا ایک بال بھی سفید نہ ہوا۔ اس آپ بیتی کے وہ خود راوی ہیں:

قال لي رسول الله ﷺ: ادن مني، قال: فمسح بيده على رأسه ولحيته، قال، ثم قال: اللهم جمله و ادم جماله، قال: فلقد بلغ بضعا ومائة سنة، وما في رأسه ولحيته بياض الا نبذ يسير، ولقد كان منبسط الوجه ولم ينقبض وجهه حتى مات۔(۱)

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵:۷۷
۲۔ عسقلانی، الاصابہ، ۴:۵۹۹، رقم: ۵۷۶۳
۳۔ مزی، تہذیب الکمال، ۲۱:۵۴۴، رقم: ۴۳۲۶

”رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ میرے قریب ہو جاؤ۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے سر اور داڑھی پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور دعا کی: الٰہی! اسے زینت بخش اور ان کے حسن و جمال کو گندم گوں کر دے۔ راوی کہتے ہیں کہ اُنہوں نے ۱۰۰ سال سے زیادہ عمر پائی، لیکن ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید نہیں ہوئے، سیاہ رہے، ان کا چہرہ صاف اور روشن رہا اور تادمِ آخر ایک ذرہ بھر شکن بھی چہرہ پر نمودار نہ ہوئی۔“

(۳) دستِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے خشک تھنوں میں دودھ اُتر آیا

سفرِ ہجرت کے دوران جب حضور نبیٔ اکرم ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اُم معبد رضی اللہ عنہا کے ہاں پہنچے اور اُن سے کھانے کے لئے گوشت یا کچھ کھجوریں خریدنا چاہیں تو ان کے پاس یہ دونوں چیزیں نہ تھیں۔ حضور علیہ السلام کی نگاہ اُن کے خیمے میں کھڑی ایک کمزور دُبلی سوکھی ہوئی بکری پر پڑی آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ بکری یہاں کیوں ہے؟ حضرت اُمِ معبد نے جواب دیا: لاغر اور کمزور ہونے کی وجہ سے یہ ریوڑ سے پیچھے رہ گئی ہے اور یہ چل پھر بھی نہیں سکتی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اجازت ہو تو دودھ دوہ لوں؟ عرض کیا: دودھ تو یہ دیتی نہیں، اگر آپ دوہ سکتے ہیں تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ پس آپ ﷺ نے اسے دوھا، آگے روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

فدعا بها رسول اللہ ﷺ فمسح بیدہٖ ضرعها و سمی اللہ تعالٰی ودعا لها فی شاتها، فتفاجت علیه ودرّت فاجتبرت، فدعا باناءٍ یربض الرهط فحلب فیه ثجاً حتی علاہ البهاء، ثم سقاها حتیّٰ رویت وسقٰی أصحابه حتی رووا و شرب آخرهم حتی أراضوا ثم

حلب فيه الثانية على هدة حتیٰ ملأ الإناء، ثم غادرهٗ عندها ثم بايعها و ارتحلوا عنها۔(۱)

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک،۳:۱۰، رقم:۴۲۷۴
۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۶:۵۶
۳۔ شیبانی، الآحاد والمثانی، ۶:۲۵۲، رقم:۳۴۸۵
۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر،۴:۴۹، رقم: ۳۶۰۵
۵۔ ہبۃ اللہ، اعتقاد اہل السنۃ،۴:۷۷۸
۶۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب،۴:۱۹۵۹
۷۔ عسقلانی، الاصابہ،۸:۳۰۶
۸۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۲۳۰
۹۔ ابونعیم، دلائل النبوۃ، ۱:۶۰
۱۰۔طبری، الریاض النضرۃ، ۱:۴۷۱

''آپ ﷺ نے اُسے منگوا کر بسم اللہ کہ کر اُس کے تھنوں پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور اُم معبد کے لئے ان کی بکریوں میں برکت کی دعا دی۔ اس بکری نے آپ ﷺ کے لئے اپنی دونوں ٹانگیں پھیلا دیں، کثرت سے دودھ دیا اور تابع فرمان ہوگئی۔ آپ ﷺ نے ایسا برتن طلب فرمایا جو سب لوگوں کو سیراب کر دے اور اُس میں دودھ دوہ کر بھر دیا، یہاں تک کہ اُس میں جھاگ آ گئی۔ پھر اُمِ معبد رضی اللہ عنہا کو پلایا، وہ سیر ہوگئیں تو اپنے ساتھیوں کو پلایا یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ سب کے بعد آپ ﷺ نے نوش فرمایا، پھر دوسری بار دودھ دوہا۔ یہاں تک کہ وہی برتن پھر بھر دیا اور اُسے بطورِ نشان اُمِ معبد رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑا اور اُسے اِسلام میں بیعت کیا، پھر سب وہاں سے چل دیئے۔''

تھوڑی دیر بعد حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا کا خاوند آیا، اُس نے دودھ دیکھا تو حیران ہوکر کہنے لگا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا نے جواباً آقائے دوجہاں ﷺ کا حلیہ شریف اور سارا واقعہ بیان کیا، جس کا ذکر ہم متعلقہ مقام پر کر

آئے ہیں۔ وہ بولا وہی تو قریش کے سردار ہیں جن کا چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے بھی قصد کرلیا ہے کہ اُن کی صحبت میں رہوں چنانچہ وہ دونوں میاں بیوی مدینہ منورہ پہنچ کر مسلمان ہوگئے۔

حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا قسم کھا کر بیان کرتی ہیں کہ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں حضور ﷺ نے حیاتِ مبارکہ کے دس برس گزارے، پھر اڑھائی سالہ خلافتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور گزرا اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا۔ ان کے دورِ خلافت کے اواخر میں شدید قحط پڑا، یہاں تک کہ جانوروں کے لئے گھاس پھوس کا ایک تنکا بھی میسر نہ آتا۔ وہ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم! آقائے دوجہاں ﷺ کے دستِ اقدس کے لمس کی برکت سے میری بکری اُس قحط سالی کے زمانے میں بھی صبح وشام اُسی طرح دودھ دیتی رہی۔

(۴) دستِ مصطفیٰ ﷺ کے لمس سے لکڑی تلوار بن گئی

غزوۂ بدر میں جب حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے اُنہیں ایک سوکھی لکڑی عطا کی جو اُن کے ہاتھوں میں آکر شمشیرِ آبدار بن گئی۔

فعاد سيفا في يده طويل القامة، شديد المتن أبيض الحديدة فقاتل به حتى فتح الله تعالىٰ على المسلمين وكان ذلك السيف يُسمّى العون۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۸۵
۲۔ بیہقی، الاعتقاد، ۱: ۲۹۵
۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۱: ۴۱۱
۴۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۱: ۳۰۸
۵۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۳: ۱۰۸۰، رقم: ۱۸۳۷
۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۱۸۸
۷۔ نووی، تہذیب الاسماء، ۱: ۳۱۰، رقم: ۴۱۸

’’جب وہ لکڑی اُن کے ہاتھ میں گئی تو وہ نہایت شاندار لمبی، چمکدار مضبوط تلوار بن گئی، تو اُنہوں نے اُسی کے ساتھ جہاد کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور وہ تلوار عون (یعنی مددگار) کے نام سے موسوم ہوئی۔‘‘

جنگِ اُحد میں حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی تو آپ ﷺ نے اُنہیں کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی۔

فرجع في يد عبدالله سيفاً۔(۱)

(۱) ۱۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۳۵۹

۲۔ اَزدی، الجامع، ۱۱:۲۷۹

۳۔ ابن حجر، الاصابہ، ۴:۳۶، رقم:۴۵۸۶

’’جب وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں گئی تو وہ (نہایت عمدہ) تلوار بن گئی۔‘‘

۵۔ دستِ اقدس کے لمس سے کھجور کی شاخ روشن ہوگئی

آقائے دوجہاں ﷺ کے دستِ اقدس کے لمس کی برکت سے کھجور کی شاخ میں روشنی آگئی جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ایک اندھیری رات میں طوفانِ باد و باراں کے دوران دیر تک حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے رہے۔ جاتے ہوئے آپ ﷺ نے اُنہیں کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی اور فرمایا:

إنطلق به فإنه سيضيء لک مِن بين يديک عشرا، و مِن خلفک عشراً، فإذا دخلت بيتک فستری سواداً فاضربه حتی يخرج، فإنه الشيطان۔(۱)

(۱) ۱۔ قاضی عیاض، الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، ۱:۲۱۹

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۶۵، رقم:۱۱۶۴۲

۳۔ ابن خزیمہ، صحیح، ۳:۸۱، رقم: ۱۶۶۰
۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۹:۱۳، رقم: ۱۹
۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۲:۱۶۷
۶۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۲۹
۷۔ مناوی، فیض القدیر، ۵:۳۷

''اسے لے جاؤ! یہ تمہارے لئے دس ہاتھ تمہارے آگے اور دس ہاتھ تمہارے پیچھے روشنی کرے گی اور جب تم اپنے گھر میں داخل ہو گے تو تمہیں ایک سیاہ چیز نظر آئے گی پس تم اُسے اتنا مارنا کہ وہ نکل جائے کیونکہ وہ شیطان ہے۔''

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے تو وہ شاخ ان کے لئے روشن ہو گئی یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور اندر جاتے ہی اُنہوں نے اُس سیاہ چیز کو پالیا اور اتنا مارا کہ وہ نکل گئی۔

(۶) توشہ دان میں کھجوروں کا ذخیرہ

بیہقی، ابونعیم، ابن سعد، ابن عساکر اور زرقانی نے یہ واقعہ ابومنصور سے بطریق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ ایک جنگ میں سینکڑوں کی تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے جن کے کھانے کے لئے کچھ نہ تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس موقع پر میرے ہاتھ ایک توشہ دان (ڈبہ) لگا، جس میں کچھ کھجوریں تھیں۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استفسار پر میں نے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ کھجوریں ہیں۔ فرمایا: لے آؤ۔ میں وہ توشہ دان لے کر حاضر خدمت ہو گیا اور کھجوریں گنیں تو وہ کل اکیس نکلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس اُس توشہ دان پر رکھا اور پھر فرمایا:

أدع عشرة، فدعوت عشرةً فأكلوا حتّٰى شبعوا ثم كذالك حتّٰى أكل الجيش كله و بقي من التمر معي في المزود۔ قال: يا أباهريرة! إذا أردت أن تأخذ منه شيئًا فادخل يدك فيه ولا تكفه۔ فأكلتُ منه حياة النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وأكلت منه حياة أبي بكر

كلها و أكلت منه حياة عمر كلها و أكلت منه حياة عثمان كلها، فلما قُتل عثمان إنتهب ما في يدي وانتهب المزود۔ ألا أخبركم كم أكلتُ منه؟ أكثر من مائتي وسق ۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرة) ۶: ۱۱۷
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۶۸۵، ابواب المناقب، رقم: ۳۸۳۹
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۵۲
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۴۶۷، رقم: ۶۵۳۲
۵۔ اسحاق بن راھویہ، المسند، ۱: ۷۵، رقم: ۳
۶۔ بیہقی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۸۵
۷۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۲: ۶۳۱

''دس آدمیوں کو بلاؤ! میں نے بلایا۔ وہ آئے اور خوب سیر ہو کر چلے گئے۔ اسی طرح دس دس آدمی آتے اور سیر ہو کر اٹھ جاتے یہاں تک کہ تمام لشکر نے کھجوریں کھائیں اور کچھ کھجوریں میرے پاس توشہ دان میں باقی رہ گئیں آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! جب تم اس توشہ دان سے کھجوریں نکالنا چاہو ہاتھ ڈال کر ان میں سے نکال لیا کرو، لیکن توشہ دان نہ انڈیلنا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے زمانے میں اس سے کھجوریں کھاتا رہا اور پھر حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے پورے عہد خلافت تک اس میں سے کھجوریں کھاتا رہا اور خرچ کرتا رہا۔ اور جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو جو کچھ میرے پاس تھا وہ چوری ہو گیا اور وہ توشہ دان بھی میرے گھر سے چوری ہوگیا۔ کیا تمہیں بتاؤں کہ میں نے اس میں سے کتنی کھجوریں کھائیں ہوں گی؟ تخمیناً دو سو وسق سے زیادہ میں نے کھائیں۔''

یہ سب کچھ حضور ﷺ کے دستِ اقدس کی برکتوں کا نتیجہ تھا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اُس توشہ دان سے منوں کے حساب سے کھجوریں نکالیں مگر پھر بھی تادمِ آخر وہ ختم نہ ہوئیں۔

(۷) دستِ شفا سے ٹوٹی ہوئی پنڈلی جڑ گئی

حضرت براء بن عازب ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عتیک دشمن رسول ابورافع یہودی کو جہنم رسید کر کے واپس آ رہے تھے کہ اُس کے مکان کے زینے سے گر گئے اور اُن کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی ٹانگ کھولو۔ وہ بیان کرتے ہیں:

فبسطتُ رجلی، فمسحها، فكأنّما لم أشتكها قط۔(۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح ۴: ۱۴۸۳، کتاب المغازی، رقم: ۳۸۱۳
۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۹: ۸۰
۳۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۵۶
۴۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۳: ۹۴۶
۵۔ ابونعیم، دلائل النبوہ، ۱: ۱۲۵، رقم: ۱۳۴
۶۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۴: ۱۳۹
۷۔ ابن تیمیہ، الصارم المسلول، ۲: ۲۹۴

”میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا۔ حضور ﷺ نے اس پر اپنا دستِ شفا پھیرا، آپ ﷺ کے دستِ کرم کے پھیرتے ہی میرے پنڈلی ایسی درست ہوگئی کہ گویا کبھی وہ ٹوٹی ہی نہ تھی۔“

(۸) دستِ اقدس کی فیض رسانی

حضرت علی المرتضیٰ ﷺ کو آقائے دوجہاں ﷺ نے یمن کا گورنر تعینات کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ مقدمات کے فیصلے میں میری ناتجربہ کاری آڑے آئے گی۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا دستِ مبارک اُن کے سینے پر پھیرا جس کی برکت سے انہیں کبھی کوئی فیصلہ کرنے میں دشواری نہ ہوئی۔ حضور ﷺ کے دستِ اقدس کی فیض رسانی کا حال آپ ﷺ یوں بیان کرتے ہیں:

فضرب بیده فی صدری، و قال: اللهم اهد قلبه و ثبت لسانه۔ قال فما شککتُ فی قضاء بین اثنین۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، ۲:۷۷۴، کتاب الاحکام، رقم: ۲۳۱۰
۲۔ عبد بن حمید، المسند، ۱:۶۱، رقم: ۹۴
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲:۳۳۷
۴۔ احمد بن ابی بکر، مصباح الزجاجہ، ۳:۴۲، رقم: ۸۱۸
۵۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲:۱۲۲

’’حضور ﷺ نے اپنا دستِ کرم میرے سینے پر مارا اور دعا کی: اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت پر قائم رکھ اور اس کی زبان کو حق پر ثابت رکھ۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ (خدا کی قسم) اُس کے بعد کبھی بھی دو آدمیوں کے درمیان فیصلے کرنے میں ذرہ بھر غلطی کا شائبہ بھی مجھے نہیں ہوا۔‘‘

(۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی قوت حافظہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قلتُ: یا رسول اللہ، إنی أسمع منک حدیثاً کثیراً فأنساہ؟ قال: أبسط، رداءک، فبسطتُہ، قال: فغرف بیدیہ فیہ، ثم قال: ضمہ فضممتہ، فما نسیتُ شیئاً بعدہ۔ (۲)

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱:۵۶، کتاب العلم، رقم: ۱۱۹
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۹۴۰، کتاب فضائل الصحابہ، رقم: ۲۴۹۱
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۶۸۴، ابواب المناقب، رقم: ۳۸۳۵
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۲:۱۰۵، رقم: ۱۵۳۷
۵۔ ابویعلی، المسند، ۱۱:۸۸، رقم: ۶۲۱۹
۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲:۳۲۹
۷۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۴:۱۷۷۱

۸۔ عسقلانی، الاصابہ، ۷:۴۳۶

۹۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۲:۴۹۶

۱۰۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۲:۱۷۴

''میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ صلی اللہ علیک وسلم سے بہت کچھ سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی چادر پھیلا؟ میں نے پھیلا دی، تو آپ ﷺ نے لپ بھر بھر کر اس میں ڈال دیئے اور فرمایا: اسے سینے سے لگا لے۔ میں نے ایسا ہی کیا، پس اس کے بعد میں کبھی کچھ نہیں بھولا۔''

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے دستِ اقدس کی خیر و برکت کی تاثیر کے حوالے سے یہ چند واقعات ہم نے محض بطور نمونہ درج کئے ورنہ دستِ شفا کی معجز طرازیوں سے کتبِ احادیث وسیر بھری پڑی ہیں۔

۲۳۔ انگشتانِ مبارک

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک کی انگلیاں خوبصورت، سیدھی اور دراز تھیں۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ ﷺ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ ...... سائل الأطراف۔(۱)

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲:۱۵۶، رقم: ۴۱۴

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰

۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۳۵

''حضور ﷺ کی انگشتانِ مبارک لمبی اور خوبصورت تھیں۔''

۲۔ ایک روایت میں آپ ﷺ کی خوبصورت انگلیوں کو چاندی کی ڈلیوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

كأن أصابعه قضبان فضة۔(۱)

(۱) ا۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۳۰۵

۲۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۴۰

۳۔ مناوی، فیض القدیر، ۵:۷۸

’’حضور ﷺ کی انگلیاں مبارک چاندی کی ڈلیوں کی طرح تھیں۔‘‘

انہی مقدس انگلیوں کے اشارے پر چاند وجد میں آ جایا کرتا تھا، شق القمر کا معجزہ انہی مقدس انگلیوں کے اُٹھ جانے سے ظہور میں آیا، انہی مقدس انگلیوں سے پانی کے چشمے رواں ہو گئے۔

۳۔ حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

خرجت فی حجة حجها رسول اللہ ﷺ، فرأیتُ رسول اللہ ﷺ وطول اصبعه التی تلی الابهام أطول علی سائر أصابعه، و قال: فی موضع آخر روی عن أصابع رسول اللہ ﷺ، أن المشیرة کانت أطول من الوسطی، ثم الوسطیٰ أقصر منها، ثم البنصر من الوسطی۔ (۲)

(۲) ا۔ مناوی، فیض القدیر، ۵:۱۹۵

۲۔ حکیم ترمذی، نوادر الاصول فی أحادیث الرسول، ۱:۱۶۷، ۱۶۸

۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۲۶۸، رقم: ۴۷۱

۴۔ قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، ۲:۱۵

’’میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر باہر نکلی تو میں نے حضور ﷺ کے انگوٹھے کے ساتھ شہادت والی انگلی کی لمبائی کو دیکھا کہ وہ باقی سب انگلیوں سے دراز ہے۔ اور حضور ﷺ کے انگلیوں کے بارے میں دوسری جگہ روایت ہے کہ اشارے کرنے والی انگلی (شہادت والی انگلی) درمیانی انگلی سے لمبی تھی، درمیانی انگلی شہادت والی سے چھوٹی اور انگوٹھی والی انگلی درمیانی انگلی سے

چھوٹی تھی۔

۲۴۔ ہتھیلیاں مبارک

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی مقدس اور نورانی ہتھیلیاں کشادہ اور پرگوشت تھیں۔ اس بارے میں متعدد روایات ہیں:

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ ﷺ روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ...... رحب الراحۃ۔(۱)

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲:۱۵۶
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸:۲۷۳
۴۔ ابن حبان، الثقات، ۲:۱۴۶
۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۳۵
۶۔ مناوی، فیض القدیر، ۵:۷۸
۷۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱:۱۵۶
۸۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۲۲
۹۔ نووی، تہذیب الاسماء، ۱:۵۲

''حضور ﷺ کی ہتھیلیاں فراخ تھیں۔''

۲۔ حضرت انس ﷺ سے مروی ہے:

وکان بسط الکفین۔(۲)

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵:۲۲۱۲، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۶۷
۲۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۰:۳۵۹

''حضور ﷺ کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔''

آقائے دوجہاں ﷺ کی مبارک ہتھیلیوں میں نرماہٹ، خنکی اور ٹھنڈک کا احساس

آپ ﷺ کا ایک منفرد وصف تھا۔ صحابۂ کرام ﷺ قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی مبارک ہتھیلیوں سے بڑھ کر کوئی شے نرم اور ملائم نہ تھی۔ رسول اکرم ﷺ جب کسی سے مصافحہ فرماتے یا سر پر دستِ شفقت پھیرتے تو اُس سے ٹھنڈک اور سکون کا یوں اِحساس ہوتا جیسے برف جسم کو مَس کر رہی ہو۔

حضرت عبداللہ بن ہلال انصاری ﷺ کو جب اُن کے والدِ گرامی دعا کے لئے حضور سرورِ کونین ﷺ کی خدمت میں لے کر گئے تو اُس موقع پر آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور اُن کے سر پر دستِ شفقت پھیرا۔ وہ اپنے تاثرات یوں بیان کرتے ہیں:

فما أنسیٰ وضع رسول اللہ ﷺ یدہ علی رأسی حتی وجدث بردھا۔(۱)

(۱) ہیثمی، مجمع الزوائد، ۹:۳۹۹

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ شفقت کی ٹھنڈک اور حلاوت کو میں کبھی نہیں بھولا، جب آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک میرے سر پر رکھا۔“

۲۵۔ بغل مبارک

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی مبارک بغلیں سفید، صاف و شفاف اور نہایت خوشبودار تھیں، جس کے بارے میں کتب احادیث و سیر میں صحابہ کرام ﷺ سے متعدد احادیث مروی ہیں:

۱۔ ایک دفعہ حضرت ابوموسیٰ ﷺ نے حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے لئے وضو کا پانی پیش کیا، آپ ﷺ نے خوش ہو کر اُنہیں دُعا دی اور اپنے مبارک ہاتھوں کو بلند فرمایا۔ وہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ:

و رأیث بیاض إبطیہ۔(۱)

(۱) ا۔ بخاری، الصحیح، ۵:۲۳۴۵، کتاب المناقب، رقم: ۶۰۲۰

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۹۴۴، کتاب فضائل الصحابہ، رقم: ۲۴۹۸
۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۲۴۰، رقم: ۸۱۸۷
۴۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۲۶۰

''میں نے حضور ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔''

۲۔ آپ ﷺ کی مبارک بغلوں کی خوشبودار ہونے کے حوالے سے بنی حریش کا ایک شخص اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں اپنے والدِ گرامی کے ساتھ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا، اُس وقت حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو اُن کے اقرارِ جرم پر سنگسار کیا جارہا تھا۔ مجھ پر خوف سا طاری ہوگیا، ممکن تھا کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑتا:

فضمني إليه رسول اللّٰه ﷺ، فسال عليّ مِن عرقِ إبطه مثل ريحِ المسکِ۔(۲)

(۲) ۱۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۴، رقم: ۶۴
۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۱۶
۳۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۲۶۱
۴۔ عسقلانی، الاصابہ، ۲: ۵۷
۵۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۲: ۱۷۰
۶۔ ذہبی، میزان الاعتدال، ۲: ۱۹۳

''پس رسولِ اکرم ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ لگالیا (گویا گرتے دیکھ کر مجھے تھام لیا) اس وقت آپ ﷺ کی مبارک بغلوں کا پسینہ مجھ پر گرا جو کستوری کی خوشبو کی مانند تھا۔''

انسانی جسم کا وہ حصہ جس سے عموماً پسینہ کی وجہ سے ناپسندیدہ بو آتی ہے، حضور ختمی مرتب ﷺ کے جسمِ اطہر کے حسن و جمال میں اضافے کا موجب بنا اور وہ خوش

نصیب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جنہیں حضور نبی اکرم ﷺ کی مبارک و مقدس بغلوں کے پسینے کی خوشبو سے مشامِ جاں کو معطر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، وہ عمر بھر اُس سعادت پر نازاں رہے۔

۲۶۔ سینۂ اقدس

آقائے دوجہاں ﷺ کا سینۂ اقدس فراخ، کشادہ اور ہموار تھا۔ جسمِ اطہر کے دوسرے حصوں کی طرح حسنِ تناسب اور اعتدال و توازن کا نادر نمونہ تھا۔ سینۂ انور سے ناف مبارک تک بالوں کی ایک خوشنما لکیر تھی، اس کے علاوہ آپ ﷺ کا سینۂ اقدس بالوں سے خالی تھا۔ حضور ﷺ کا سینۂ انور قدرے ابھرا ہوا تھا، یہی وہ سینۂ انور تھا جسے بعض حکمتوں کے پیشِ نظر آپ ﷺ کی حیاتِ مقدسہ کے مختلف مرحلوں میں کئی بار چاک کر کے انوار و تجلیات کا خزینہ بنایا گیا اور اسے پاکیزگی اور لطافت و طہارت کا گہوارہ بنا دیا گیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا سینہ فراخی، کشادگی، وسعت اور حسن تناسب میں اپنی مثال آپ تھا۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سینۂ اقدس کے فراخ اور کشادہ ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ ...... عريض الصدر۔ (۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ: ۲، باب فی خلق رسول اللہ ﷺ

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲:۱۵۵، رقم: ۴۱۴

۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸:۲۷۳

۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۳۵

۶۔ ابن حبان، الثقات: ۲:۱۴۶

۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۲۲

۸۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱:۱۵۶

”رسول اللہ ﷺ کا سینۂ انور فراخی (کشادگی) کا حامل تھا۔“

۲۔ اس حوالے سے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے:

و کان عریض الصدر ممسوحه کأنه المرایا فی شدتها و إستوائها، لا یعدو بعض لحمه بعضاً، علی بیاض القمر لیلة البدر۔(۱)

(۱) بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۳۰۴

''حضور ﷺ کا سینۂ اقدس فراخ اور کشادہ، آئینہ کی طرح سخت اور ہموار تھا، کوئی ایک حصہ بھی دوسرے سے بڑھا ہوا نہ تھا اور سفیدی اور آب و تاب میں چودھویں کے چاند کی طرح تھا۔''

۳۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے:

کان رسول اللہ ﷺ فسیح الصدر۔ (۲)

(۲) ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۱:۳۳۰

''اللہ کے رسول ﷺ کے مقدس سینے میں وسعت پائی جاتی تھی۔''

۲۷۔ قلبِ اطہر

نبی آخر الزماں ﷺ کا قلبِ اطہر علوم و معارف کا گنجینہ اور انوار و تجلیاتِ الٰہیہ کا خزینہ تھا۔ چونکہ اس بے مثال قلب انور پر قرآنِ حکیم کا نزول ہونا تھا، اسے شرحِ صدر کے بعد منبعِ رُشد و ہدایت بنا دیا گیا تاکہ تمام کائناتِ جن و انس ابدالآباد تک اُس سے ایمان و ایقان کی روشنی کشید کرتی رہے۔

خود قرآنِ مجید کی بعض آیات اور الفاظ آقائے دوجہاں حضور رحمتِ عالم ﷺ کے قلبِ اطہر سے منسوب ہیں اور مفسرین نے ایسے مقامات کی نشاندہی بھی کی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى ○ (۳)

(۳) القرآن، النجم، ۵۳ : ۱

''قسم ہے ستارے (یعنی نورِ مبین) کی جب وہ (معراج سے) اُترا○''

قاضی عیاض حضرت جعفر بن محمد سے وَالنَّجْمِ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

النجم: هو قلب محمد ﷺ۔ (۱)

(۱) قاضی عیاض، الشفا، ۱:۲۳

نجم سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا قلبِ انور ہے۔

دوسرے مقام پر قرآن مجید نے قلبِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی O (۲)

(۲) القرآن، النجم، ۵۳:۱۱

”جو (رسول ﷺ نے) دیکھا قلب نے اُسے جھوٹ نہ جانا (سمجھ لیا کہ یہ حق ہے)O“

اللہ ربّ العزت نے قرآن حکیم میں اپنے محبوب ﷺ کے قلبِ اطہر اور سینۂ اقدس کا ایک ہی مقام پر تمثیلی پیرائے اور استعاراتی انداز میں یوں ذکر فرمایا:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ۔ (۳)

(۳) القرآن، النور، ۲۴:۳۵

”اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اُس کے نور کی مثال (جو نورِ محمدی ﷺ کی شکل میں دُنیا میں روشن ہوا) اُس طاق (نما سینۂ اقدس) جیسی ہے جس میں چراغ (نبوت روشن) ہے، (وہ) چراغ فانوسِ (قلبِ محمدی) میں رکھا ہے۔“

امام خازن رحمۃ اللہ علیہ اِس آیتِ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا:

أخبرني عن قوله تعالیٰ: مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ۔

”مجھے باری تعالیٰ کے ارشاد ...... اس کے نور کی مثال (جو نورِ محمدی ﷺ کی شکل میں دنیا میں روشن ہوا) اس طاق (نما سینۂ اقدس) جیسی ہے ...... کے بارے میں بتائیں کہ اس سے کیا مراد ہے؟“

حضرت کعب ﷺ نے جواب دیا:

ھذا مثل ضربه اللہ لنبیہ ﷺ، فالمشکوۃ صدرہ، والزجاجۃ قلبہ، والمصباح فیہ النبوۃ توقد من شجر مبارکۃ ھی شجرۃ النبوۃ۔(۱)

(۱) خازن، لباب التاویل فی معانی التنزیل، ۵:۵۶

"(آیتِ مذکورہ میں) باری تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی ﷺ کے متعلق ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ مشکوۃ سے آپ ﷺ کا سینۂ اقدس مراد ہے، زجاجۃ سے مراد آپ ﷺ کا قلبِ اطہر ہے، جبکہ مصباح سے مراد وہ صفتِ نبوت ہے جو شجرۂ نبوت سے روشن ہے۔"

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کے مبارک سینے کو انوار و معارفِ الٰہیہ کا خزینہ بنایا۔

حضور ﷺ کا قلبِ منور سوز و گداز اور محبت و شفقت کا مخزن تھا۔ انسان تو انسان آپ ﷺ کسی جانور پر بھی تشدد برداشت نہ کر سکتے تھے۔ حضور رحمتِ عالم ﷺ انتہائی رقیق القلب تھے، دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہوتے، اُن کا غم بانٹتے اور اُن کے زخموں پر شفا کا مرہم رکھتے، ہر وقت دوسروں کی مدد کے لئے تیار رہتے، بیماروں کی عیادت فرماتے، حرفِ تسلی سے اُن کا حوصلہ بڑھاتے اور اُنہیں اِعتماد کی دولت سے نوازتے۔ قرآنِ مجید کا فرمان ہے کہ اگر حضور ﷺ نرم دل اور رقیق القلب نہ ہوتے تو پروانوں کا ہجوم شمعِ رسالت کے گرد اِس طرح جمع نہ ہوتا۔

ارشادِ ربانی ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔(۲)

(۲) القرآن، آل عمران، ۳:۱۵۹

"(اے حبیبِ والا صفات!) پس اللہ کی کیسی رحمت ہے کہ آپ اُن کے لئے نرم طبع ہیں اور اگر آپ تندخو (اور) سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے گرد سے چھٹ کر بھاگ جاتے۔"

اقبالؒ نے حضور ﷺ کی خوئے دل نوازی اور بندہ پروری کا ذکر اس شعر میں کس

حسن وخوبی سے کیا ہے:

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیرِ مغاں ہے مردِ خلیق

اللہ ربُ العزت نے رسول اکرم ﷺ کو قلبِ بیدار عطا کیا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إن عيني تنامان و لا ينام قلبي۔ (۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱:۳۸۵، ابواب التہجد، رقم:۱۰۹۶
۲۔ مسلم، الصحیح، ۱:۵۰۹، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، رقم: ۷۳۷
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۱:۳۰۲، ۳۸۷، ابواب الصلوۃ، رقم:۴۳۹
۴۔ ابوداؤد، السنن، ۲:۴۰، کتاب الصلوۃ، رقم:۱۳۴۱
۵۔ نسائی، السنن، ۳:۲۳۴، کتاب قیام الیل وتطوع النھار، رقم: ۱۶۹۷
۶۔ مالک، الموطأ، ۱:۱۲۰، رقم: ۲۶۳
۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶:۱۰۴
۸۔ ابن حبان، الصحیح، ۶:۱۸۶، رقم:۲۴۳۰
۹۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۱:۳۰، رقم :۴۹
۱۰۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱:۱۲۲، رقم: ۵۹۷
۱۱۔ ابونعیم، حلیۃ الأولیاء، ۱۰:۳۸۴

”بیشک میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔“

۲۸۔ بطنِ اقدس

حضور رحمتِ عالم ﷺ کا شکمِ اطہر سینۂ انور کے برابر تھا، ریشم کی طرح نرم اور ملائم، چاندی کی طرح سفید، چودھویں کے چاند کی طرح حسین اور چمکدار، حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا جنہیں دورانِ ہجرت آپ ﷺ کی میزبانی کا شرف لازوال حاصل ہوا ، فرماتی

ہیں کہ حضور ﷺ کا شکم مبارک نہ تو بہت بڑھا ہوا تھا اور نہ بالکل ہی پتلا۔ اُن سے مروی روایت کے الفاظ ہیں:

۱۔ لم تعبه ثُجلة۔(۱)

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳:۱۰، رقم:۴۲۷۴
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴:۴۹، رقم: ۳۶۰۵
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۲۳۱
۴۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۴:۱۹۵۹
۵۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱:۱۳۹

’’حضور ﷺ پیٹ کے بڑا ہونے کے (جسمانی) عیب سے پاک تھے۔‘‘

۲۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ ﷺ روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ ...... سواء البطن والصدر۔ (۲)

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۶، رقم: ۸
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۵۵
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲:۱۵۵، رقم:۴۱۴
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸:۲۷۳
۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۳۵
۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۲۲
۷۔ ابن حبان، الثقات، ۲:۱۴۶
۸۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوۃ، ۱:۱۵۶
۹۔ نووی، تہذیب الاسماء، ۱:۵۲

’’اللہ کے رسول ﷺ کا شکم مبارک اور سینۂ انور برابر تھے۔‘‘

۳۔ حضرت اُمِ ہلال رضی اللہ عنہا تاجدارِ کائنات حضور رحمتِ عالم ﷺ کے شکمِ اطہر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

ما رأیتُ بطن رسول اللہ ﷺ قط إلا ذکرت القراطیس المثنیة بعضها علی بعض۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۹
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۴:۴۱۳، رقم: ۱۰۰۶
۳۔ طیالسی، المسند، ۱:۲۲۵، رقم: ۱۶۱۹
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸:۲۸۰
۵۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲:۶۴، رقم: ۶۴۵۷
۶۔ صیداوی، معجم الشیوخ، ۳:۳۹۷، رقم: ۳۵۵

''میں نے حضور ﷺ کے بطنِ اقدس کو ہمیشہ اِسی حالت میں دیکھا کہ وہ یوں محسوس ہوتا جیسے کاغذ تہہ در تہہ رکھے ہوں۔''

۴۔ حضور ﷺ کے شکمِ اقدس پر بال نہ تھے، ہاں بالوں کی ایک لکیر سینۂ انور سے شروع ہوکر ناف پر ختم ہوجاتی تھی:

لیس فی بطنه و لا صدره شعر غیره۔(۲)

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۰
۲۔ طبری، تاریخ، ۲:۲۲۱
۳۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱:۳۱۸

''اُس لکیر کے علاوہ سینۂ انور اور بطنِ اقدس پر بال نہ تھے۔''

۵۔ حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ أبیض الکشحین۔(۳)

(۳) ۱۔ بخاری الادب المفرد، ۱:۹۹، رقم: ۲۵۵
۲۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱:۳۲۰
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۴، ۴۱۵

''رسولِ اکرم ﷺ کے دونوں پہلو سفید تھے۔''

ایک ایمان افروز واقعہ

حضرت اُسید بن حضیر ﷺ بہت زندہ دل تھے، محفل میں تہذیب و شائستگی کے دائرے میں رہتے ہوئے ایسی مزاحیہ گفتگو کرتے کہ اہلِ محفل کشتِ زعفران کی طرح کھل

اُٹھتے اور اُن کے لبوں پر مسکراہٹیں بکھر جاتیں۔ ایک دن وہ حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں کسی بات پر خوش طبعی کا مظاہرہ کر رہے تھے کہ آپ ﷺ نے تفنن طبع کے طور پر اُن کے پہلو پر ہاتھ سے ہلکی سے چپت لگائی۔ حضرت اُسید بن حضیر ﷺ عرض پیرا ہوئے: ''یا رسول اللہ! آپ ﷺ کے مارنے سے مجھے تکلیف پہنچی ہے''۔ والیٔ کونین ﷺ نے اپنے صحابی کی یہ بات سنی تو فرمایا: ''اگر ایسا ہے تو تم مجھ سے اس کا بدلہ لے لو''۔ وہ صحابی جو محبتِ رسول ﷺ میں بے خود اور وارفتہ ہو رہے تھے، عرض گزار ہوئے: ''یا رسول اللہ ﷺ! جب آپ نے مجھے ہاتھ مارا تھا اُس وقت میرا جسم ننگا تھا''۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے اپنی پشت اقدس پر سے قمیص مبارک اُٹھا دی اور فرمایا: لو اپنا بدلہ لے لو۔ اس پر وہ جان نثارِ رسول ﷺ وجد میں آ کر جھوم اُٹھا:

فاحتضنه، فجعل يقبل كشحه، فقال: بأبی أنت و أمی يا رسول الله! أردت هذا۔(۱)

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۳۲۸، رقم: ۵۲۶۲

۲۔ ابو داؤد، السنن، ۴: ۳۵۶، کتاب الأدب، رقم: ۵۲۲۴

۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۸: ۴۹

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۲۰۶، رقم: ۵۵۷

۵۔ مقدسی، الاحادیث المختارۃ، ۴: ۲۷۶

۶۔ زیلعی، نصب الرایۃ، ۴: ۲۵۹

۷۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱: ۳۴۲

۸۔ عسقلانی، الدرایۃ فی تخریج أحادیث الھدایۃ، ۲: ۲۳۲

۹۔ عجلونی، کشف الخفاء، ۲: ۵۳

''پس اُس صحابی نے آپ ﷺ کے ساتھ لپٹ کر آپ ﷺ کے پہلوئے اطہر کے بوسے لینا شروع کر دیئے، اور عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میرا مقصد صرف یہی تھا۔''

شکمِ اطہر پر ایک کی بجائے دو پتھر

والیٔ کونین ﷺ کا فقر اختیاری تھا، آپ ﷺ نے فقر و فاقہ کی زندگی بسر کی۔ غزوہ احزاب میں خندق کی کھدائی کے دوران صحابہ کرام ﷺ میں سے کسی نے فاقہ کی شکایت کی اور عرض کیا کہ میں نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہے تو آپ ﷺ نے اپنے بطنِ اقدس سے کپڑا ہٹایا جہاں دو پتھر بندھے تھے۔ حدیثِ مبارکہ میں اِس کا ذکر اس طرح ہوا ہے:

فرفع رسول الله ﷺ عن بطنه عن حجرين۔(۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۸۵، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۷۱

۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ: ۲۷، باب ماجاء فی عیش النبی ﷺ

۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶: ۵۳

۴۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۱۴: ۱۵۶

۵۔ ابن ابی عاصم، کتاب الزہد، ۱: ۱۷۵

۶۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۴: ۹۶، رقم: ۴۹۶۴

۷۔ مبارکپوری، تحفۃ الأحوذی، ۷: ۳۳

۸۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱۲: ۱۷۰

”آپ ﷺ نے شکمِ اطہر سے کپڑا اُٹھایا تو اُس پر دو پتھر بندھے تھے۔“

حضور نبی اکرم ﷺ نے فقر کو غنا پر ترجیح دی، ورنہ آپ ﷺ تو ارض و سماوات بلکہ کل جہاں کے تمام خزانوں کے مالک تھے اور آپ ﷺ کو رب کریم نے قاسم بنایا تھا۔ آپ ﷺ کی شانِ فقر کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ کے اہل و عیال نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہ کھایا، اکثر جَو کی روٹی آپ ﷺ کی غذا ہوتی۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

وكان أكثر خبزهم خبز الشعير۔(۲)

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۸۰، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۶۰

۲۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۴: ۹۱

۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۷۵

۴۔ ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء، ۳: ۳۴۴

۵۔ مناوی، فیض القدیر، ۴:۱۹۹

’’آلِ محمد ﷺ کی غذا اکثر و بیشتر جو کی روٹی ہوتی تھی۔‘‘

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

و ما أكل خبزاً مرققاً حتى مات۔(۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵:۲۳۶۹، کتاب الرقاق، رقم: ۶۰۸۵

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۵۸۱، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۶۳

۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴:۱۵۰، رقم: ۶۶۳۸

’’آپ ﷺ نے آخری دم تک پتلی روٹی نہیں کھائی۔‘‘

۳۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ما شبع رسول الله ﷺ من خبز شعير يومين متتابعين حتى قبض۔(۲)

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۵۷۹، رقم: ۲۳۵۷

۲۔ طیالسی، المسند، ۱:۱۹۸، رقم: ۱۳۸۹

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے مسلسل دو دن جو کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا، یہاں تک کہ آپ ﷺ وصال فرما گئے۔‘‘

۴۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دفعہ بعض لوگوں نے دعوت کی، اور اُنہیں کھانے کو بکری کا بُھنا ہوا گوشت پیش کیا، اس پر حضور ﷺ کے اُس عاشقِ زار کو آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا زمانہ یاد آ گیا اور وہ معذرت کرتے ہوئے فرمانے لگے:

خرج رسول الله ﷺ من الدنيا ولم يشبع من خبز الشعير۔(۳)

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵:۲۰۶۶، کتاب الأطعمة، رقم: ۵۰۹۸

۲۔ ابویعلی، المسند، ۸:۳۵، رقم: ۵۵۴۱

۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵:۳۰، رقم: ۴۶۵۸

۴۔ ازدی، مسند الربیع، ۱:۳۵۲، رقم: ۹۰۰

’’حضور نبی اکرم ﷺ اس حال میں وصال فرما گئے کہ آپ نے تادم وصال جو

کی روٹی بھی کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔“

۲۹۔ ناف مبارک

آپ ﷺ اِس عالمِ رنگ و بو میں تشریف لائے تو آپ ﷺ پیدائش کے وقت ہی کئی حوالوں سے ممتاز اور منفرد اوصاف کے حامل تھے۔ عام انسانوں کے برعکس آپ ﷺ کی پیدائش اِس حال میں ہوئی کہ آپ ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ تھے۔

۱۔ قاضی عیاضؒ نے ’الشفاء (۱:۴۲)‘ میں ایک روایت نقل کی ہے:

کان النبی ﷺ قد وُلِد مختوناً، مقطوع السرة۔

”بیشک حضور ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بُریدہ پیدا ہوئے۔“

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے والدِ گرامی سے روایت فرماتے ہیں:

وُلد رسولُ اللہ مختوناً مسرورًا یعنی مقطوع السرة، فأعجب بذلک جده عبدالمطلب، وقال: لیکونن لبنی هذا شأن عظیم۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن عبد البر، الاستیعاب، ۱:۵۱

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۱۰۳

”رسول اللہ ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کے جدِ امجد حضرت عبدالمطلب اس پر متعجب ہوئے اور فرمایا میرا یہ بیٹا یقیناً عظیم شان کا مالک ہوگا۔“

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ان رسول ﷺ وُلد مختوناً مسروراً یعنی مقطوع السرة۔(۲)

(۲) ۱۔ ابن حبان، الثقات، ۱:۴۲

۲۔ حاکم، المستدرک، ۲:۶۵۷، رقم: ۴۱۷۷

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۱۰۳

۴۔ نووی، تہذیب الأسماء، ۱:۵۰

۵۔ صیداوی، معجم الشیوخ، ۱: ۳۳۶، رقم: ۳۱۴

''نبیِ اکرم ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے۔''

۳۰۔ پشتِ اقدس

حضور رحمتِ عالم ﷺ کی پشتِ اقدس کشادہ اور خوبصورتی و دلکشی میں اپنی مثال آپ تھی، دونوں مقدس کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔ حضور ﷺ کی پشتِ اقدس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ وَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ۝ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ ۝ (۱)

(۱) القرآن، الم نشرح، ۹۴: ۲، ۳

''اور ہم نے آپ کا (غمِ اُمت کا وہ) بار آپ سے اُتار دیا ۝ جو آپ کی پشتِ (مبارک) پر گراں ہو رہا تھا ۝''

۱۔ حضرت محرش بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے آقائے نامدار ﷺ کو عمرہ کا اِحرام باندھتے ہوئے دیکھا:

فنظرتُ إلی ظهره كأنها سبيكة فضة۔ (۲)

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۸۰، رقم: ۲۳۲۷۳

۲۔ نسائی، السنن، ۵: ۲۰۰، کتاب مناسک الحج، رقم: ۲۸۶۴

۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۴: ۳۷۲، رقم: ۴۳۳۴

۴۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۳: ۲۳۱، رقم: ۱۳۲۳۰

۵۔ حمیدی، المسند، ۲: ۳۸۰، رقم: ۸۶۳

۶۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۰: ۳۲۷، رقم: ۷۷۴

۷۔ عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۵۷۰

۸۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۲

۹۔ مزی، تہذیب الکمال، ۲۷: ۲۸۶

۱۰۔ زرقانی، شرح المواھب اللدنیہ، ۲: ۳۲۴

۱۱۔ مناوی، فیض القدیر، ۵: ۶۹

۱۲۔ عبدالباقی، معجم الصحابہ، ۳:۹۰

”میں نے آپ ﷺ کی کمرِ مبارک کی جانب نظر اٹھائی تو اُسے چاندی کے ٹکڑے کی طرح پایا۔“

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

و کان واسع الظهر۔(۱)

(۱) بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۳۰۴

”حضور ﷺ کی پشت مبارک کشادہ تھی۔“

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک دوسری روایت بھی مذکور ہے:

و کان طویلَ مسرُبة الظهر۔(۲)

(۲) بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۳۰۴

”رسول اللہ ﷺ کی ریڑھ کی ہڈی لمبی تھی۔“

۳۱۔ مہرِ نبوت

خالقِ کائنات نے اپنے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کو امتیازاتِ نبوت عطا کر کے انہیں عام انسانوں سے ممتاز پیدا کیا جبکہ حضور نبی اکرم ﷺ کو اللہ ربّ العزت نے عظمت و رفعت کا وہ بلند مقام عطا کیا کہ جس تک کسی فردِ بشر کی رسائی ممکن نہیں۔ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی جو اس حکمِ ایزدی کی تصدیق کرتی تھی کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری رسول ﷺ ہیں، ان کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے مقفل کر دیا گیا ہے۔ یہ مہرِ نبوت دونوں کندھوں کے درمیان ذرا بائیں جانب تھی۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن سرجس ﷺ فرماتے ہیں:

فنظرتُ إلی خاتمِ النبوة بین کتفیه عند ناغض کتفه الیسریٰ۔(۳)

(۳) مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۲۳، کتاب الفضائل، رقم:۲۳۴۶

”میں نے مہرِ نبوت دونوں کندھوں کے درمیان بائیں کندھے کی ہڈی کے قریب دیکھی۔“

۲۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت ابراہیم بن محمد کہتے ہیں:

كان علي إذا وصف رسول الله ﷺ، فذكر الحديث بطوله، وقال: بين كتفيه خاتم النبوة وهو خاتم النبيين ﷺ۔(۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۵۹۹، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۸

۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶:۳۲۸، رقم: ۳۱۸۰۵

۳۔ ابن عبدالبر، التمہید، ۳:۳۰

۴۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۲:۲۴۸

’’حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ کی صفات گنواتے تو طویل حدیث بیان فرماتے اور کہتے کہ دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی اور آپ ﷺ خاتم النبیّین تھے۔‘‘

۳۔ مہرِ نبوت خوشبوؤں کا مرکز تھی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فالتقمتُ خاتم النبوة بفيّ، فكان ينمّ عليّ مسكاً۔(۲)

(۲) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲:۵۳

’’پس میں نے مہرِ نبوت اپنے منہ کے قریب کی تو اُس کی دلنواز مہک مجھ پر غالب آ رہی تھی۔‘‘

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کی مہرِ نبوت کی ہیئت اور شکل وصورت کا ذکر مختلف تشبیہات سے کیا ہے: کسی نے کبوتر کے انڈے سے، کسی نے گوشت کے ٹکڑے سے اور کسی نے بالوں کے گچھے سے مہرِ نبوت کو تشبیہ دی ہے۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ تشبیہ ہر شخص کے اپنے ذوق کی آئینہ دار ہوتی ہے۔

۱۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كان خاتم رسول الله ﷺ يعني الذي بين كتفيه غدّة حمراء مثل بيضة الحمامة۔(۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۶۰۲، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۴۴

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۰۴، رقم: ۲۱۰۳۶

۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۰۹، رقم: ۶۳۰۱

۴۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۲۸، رقم: ۳۱۸۰۸

۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۲۲۰، رقم: ۱۹۰۸

۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۵

’’رسول اللہ ﷺ کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی، جو کبوتر کے انڈے کی مقدار سرخ ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا۔‘‘

۲۔ حضرت ابو زید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس مہرِ نبوت کو بالوں کے گچھے جیسا کہا۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے اُنھیں اپنے پشتِ مبارک پر مالش کرنے کی سعادت بخشی تو اُس موقع پر اُنہوں نے مہرِ اقدس کا مشاہدہ کیا۔ حضرت علیاء (راوی) نے عمرو بن اخطب سے اُس مہرِ نبوت کی کیفیت دریافت کی تو انہوں نے کہا:

شعر مجتمع علی کتفه۔(۲)

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۴۱، رقم: ۲۲۹۴۰

۲۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۶۳، رقم: ۴۱۹۸

۳۔ ابویعلی، المسند، ۱۲: ۲۴۰، رقم: ۶۸۴۶

۴۔ ہیثمی، موارد الظمآن، ۱: ۵۱۴، رقم: ۲۰۹۶

۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۶

’’آپ ﷺ کے مبارک کندھوں کے درمیان چند بالوں کا مجموعہ تھا۔‘‘

۳۔ حضرت ابونضرۃ عوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سألتُ أبا سعید الخدری عن خاتم رسول اللہ ﷺ یعنی خاتم النبوۃ، فقال: کان فی ظھرہ بضعة ناشزۃ۔(۳)

(۳) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۶، رقم: ۲۲

۲۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۴: ۳۳، رقم: ۱۹۱۰

۳۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۲۲

’’میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی مہر یعنی مہرِ نبوت کے

متعلق دریافت کیا تو اُنہوں نے جواب دیا: وہ (مہرِ نبوت) رسول اللہ ﷺ کی پشتِ اقدس میں ایک اُبھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا۔"

مہرِ نبوت آخری نبی ﷺ کی علامت ہے

مہرِ نبوت حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے کی علامت ہے، سابقہ الہامی کتب میں مذکور تھا کہ نبیٔ آخر الزماں ﷺ کی ایک علامت اُن کی پشتِ اقدس پر مہرِ نبوت کا موجود ہونا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اہلِ کتاب جنہوں نے اپنی کتابوں میں پڑھ رکھا تھا اس نشانی کو دیکھ کر آپ ﷺ پر ایمان لاتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کی پشتِ اقدس پر مہرِ نبوت کی تصدیق کر لینے کے بعد ہی ایمان لائے تھے۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ کتبِ تاریخ و سیر میں تفصیل سے درج ہے۔آتش پرستی سے توبہ کر کے عیسائیت کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ پادریوں اور راہبوں سے حصولِ علم کا سلسلہ بھی جاری رہا، لیکن کہیں بھی دل کو اطمینان حاصل نہ ہوا۔

اسی سلسلے میں اُنہوں نے کچھ عرصہ عموریا کے پادری کے ہاں بھی اس کی خدمت میں گزارا۔عموریا کا پادری الہامی کتب کا ایک جید عالم تھا۔ اس کا آخری وقت آیا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ اب میں کس کے پاس جاؤں؟ الہامی کتب کے اُس عالم نے بتایا کہ نبیٔ آخر الزماں ﷺ کا زمانہ قریب ہے۔ یہ نبی دینِ ابراہیمی کے داعی ہوں گے۔اور پھر عموریا کے اُس پادری نے مدینہ منورہ کی تمام نشانیاں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بتا دیں کہ نبی آخر الزماں ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے کھجوروں کے جھنڈ والے اس شہرِ دلنواز میں سکونت پذیر ہوں گے۔عیسائی پادری نے اللہ کے اس نبی کے بارے میں بتایا کہ وہ صدقہ نہیں کھائیں گے البتہ ہدیہ قبول کر لیں گے اور یہ کہ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت ہو گی۔ پادری اس جہانِ فانی سے کوچ کر گیا، تلاشِ حق کے مسافر نے عموریا کو خداحافظ کہا اور سلمان فارسی شہرِ نبی کی تلاش میں نکل پڑے۔ سفر کے دوران حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ چند تاجروں کے ہتھے چڑھ گئے لیکن تلاشِ حق کے مسافر کے دل میں نبیٔ آخر الزماں ﷺ کے دیدار کی تڑپ ذرا بھی کم نہ ہوئی بلکہ آتشِ شوق اور بھی تیز ہو

گئی، یہ تاجر اُنہیں مکہ لے آئے، جس کی سرزمین نبی آخرالزماں ﷺ کا مولد پاک ہونے کا اعزاز حاصل کر چکی تھی۔ تاجروں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اپنا غلام ظاہر کیا اور اُنہیں مدینہ جو اُس وقت یثرب تھا، کے بنی قریظہ کے ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اُنہوں نے یہودی کی غلامی قبول کر لی ...... یہودی آقا کے ساتھ جب وہ یثرب (مدینہ منورہ) پہنچ گئے تو گویا اپنی منزل کو پا لیا۔

عموریا کے پادری نے یثرب کے بارے میں انہیں جو نشانیاں بتائی تھیں وہ تمام نشانیاں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیں، وہ ہر ایک سے نبی آخرالزماں ﷺ کے ظہور کے بارے میں پوچھتے رہتے لیکن ابھی تک قسمت کا ستارا ...... ثریا پر نہ چمک پایا تھا اور وہ بے خبر تھے کہ نبی آخرالزماں ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے اس شہرِ خنک میں تشریف لانے والے ہیں۔ بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک دن اپنے یہودی مالک کے کھجوروں کے باغ میں کام کر رہے تھے، کھجور کے ایک درخت پر چڑھے ہوئے تھے کہ اُنہوں نے سنا کہ اُن کا یہودی مالک کسی سے باتیں کر رہا تھا کہ مکہ سے ہجرت کر کے قبا میں آنے والی ہستی نبی آخرالزماں ﷺ ہونے کی داعی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا دل مچل اٹھا، اور تلاشِ حق کے مسافر کی صعوبتیں لمحۂ مسرت میں تبدیل ہو رہی تھیں۔ وہ ایک طشتری میں تازہ کھجوریں سجا کر والیٔ کونین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یہ صدقے کی کھجوریں ہیں۔ آقائے دوجہاں ﷺ نے وہ کھجوریں واپس کر دیں کہ ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے۔ عموریا کے پادری کی بتائی ہوئی ایک نشانی سچ ثابت ہو چکی تھی۔ دوسرے دن پھر ایک خوان میں تازہ کھجوریں سجائیں اور کھجوروں کا خوان لے کر رسولِ ذی حشم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یہ ہدیہ ہے، قبول فرما لیجئے۔ حضور ﷺ نے یہ تحفہ قبول فرما لیا اور کھجوریں اپنے صحابہ میں تقسیم فرما دیں۔

دو نشانیوں کی تصدیق ہو چکی تھی۔ اب مُہرِ نبوت کی زیارت باقی رہ گئی تھی۔ تاجدارِ کائنات ﷺ جنت البقیع میں ایک جنازے میں شرکت کے لئے تشریف لائے اور ایک جگہ جلوہ افروز ہوئے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آقائے دوجہاں ﷺ کی پشت کی طرف

بے تابانہ نگاہیں لگائے بیٹھے تھے۔ آقائے کائنات ﷺ نے نورِ نبوت سے دیکھ لیا کہ سلمان کیوں بے قراری کا مظاہرہ کر رہا ہے، مخبرِ صادق ﷺ نے ازرہِ محبت اپنی پشت انور سے پردہ ہٹا لیا تاکہ مہرِ نبوت کے دیدار کا طالب اپنے من کی مراد پا لے۔ پھر کیا تھا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی کیفیت ہی بدل گئی، تصویرِ حیرت بن کے آگے بڑھے، فرطِ محبت سے مہرِ نبوت کو چوم لیا اور آپ ﷺ پر ایمان لا کر ہمیشہ کیلئے دامنِ مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ ہو گئے۔ (۱)

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۶۹۸، رقم: ۶۵۴۴
۲۔ بزار، المسند، ۶: ۴۶۳۔۴۶۵، رقم: ۲۵۰۰
۳۔ طبرانی، معجم الکبیر، ۶: ۲۲۲۔۲۲۴، رقم: ۶۰۶۵
۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۴: ۷۵۔۸۰
۵۔ ابونعیم اصبہانی، دلائل النبوۃ، ۱: ۴۰

۳۲۔ مبارک رانیں

حضور سرورِ کونین ﷺ کی مبارک رانیں بھی جسم کے دوسرے حصوں کی طرح سفید، چمکدار اور متناسب تھیں۔

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ غزوہ خیبر کے لیے گئے تو ہم نے صبح کی نماز، خیبر کے نزدیک اندھیرے میں ادا کی۔ پھر حضور ﷺ سوار ہوئے، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے اور میں اُن کے پیچھے بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ خیبر کی گلیوں میں جا رہے تھے اور میرا گھٹنا آپ ﷺ کی ران سے لگتا تھا۔

ثم حسر الإزار عن فخذه حتی إنّی أنظر الی بیاض فخذ نبی اللہ ﷺ۔ (۲)

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۱۴۵، ابواب الصلوۃ فی الثیاب، رقم: ۳۶۴
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۴۴، کتاب النکاح، رقم: ۱۳۶۵
۳۔ نسائی، السنن، ۶: ۱۳۲، کتاب النکاح، رقم: ۳۳۸۰

۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲:۲۲۹، رقم: ۳۰۵۵
۵۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲:۷۸

''پھر آپ ﷺ نے اپنی ران مبارک سے تہبند ہٹائی تو میں نے آپ ﷺ کی ران مبارک کی سفیدی دیکھی۔''

محدثین کرام نے بیان کیا ہے کہ جب تاجدارِ کائنات ﷺ محفل میں جلوہ افروز ہوتے تو بعض کے اقوال کے مطابق رانیں شکمِ اطہر کے ساتھ لگی ہوتیں لیکن بعض محدثین کا کہنا ہے کہ کبھی حضور ﷺ گھٹنوں پر زور دے کر بھی تشریف فرما ہوتے۔

حضرت ابوامامہ حارثی ﷺ بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ یجلس القرفصاء۔(۱)

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱:۲۷۳، رقم: ۷۹۴
۲۔ ترمذی نے الشمائل المحمدیہ (۱:۱۱۵، رقم: ۱۲۸) میں قیلہ بنت مخرمہ سے روایت لی ہے۔
۳۔ بیہقی نے السنن الکبریٰ (۳:۲۳۵، رقم: ۵۷۰۷) میں قیلہ بنت مخرمہ سے روایت لی ہے۔
۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶:۴۰
۵۔ ابن قیم نے زادالمعاد، ۱:۱۷۰ میں قیلہ بنت مخرمہ سے روایت لی ہے۔

''رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو رانیں شکمِ اطہر کے ساتھ لگی ہوتیں۔''

۳۴۔ زانوئے مبارک

آقائے کائنات ﷺ کے جوڑوں کی ہڈیاں بھی موزونیت، اِعتدال اور وجاہت کی آئینہ دار تھیں۔ کتبِ احادیث و سیر میں جا بجا اُن کی جلالت اور عظمت کا ذکر ملتا ہے۔

۱۔ حضرت علی ﷺ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ ...... ضخم الکرادیس۔(۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۱، رقم: ۵
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۹۶
۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۲۴۴
۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۱۶
۵۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳:۴۳۷

''حضور ﷺ کے گھٹنے پُر گوشت تھے۔''

۲۔ ایک روایت میں مذکور ہے:

کان رسول اللہ ﷺ ...... جلیل المشاش۔(۲)

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۳، رقم: ۷
۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۱
۳۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۲:۲۴۸
۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۲۹
۵۔ ابن جوزی، الوفا: ۴۰۶
۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶:۳۲۸، رقم: ۳۱۸۰۵
۷۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۴۹، رقم: ۱۴۱۵

''حضور ﷺ کے جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں۔''

۳۴۔ مبارک پنڈلیاں

حضور ﷺ کی مبارک پنڈلیاں نرم و گداز، چمکدار اور خوبصورت تھیں، باریک تھیں، موٹی نہ تھیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حصولِ برکت اور اظہارِ محبت کے لئے آقا ﷺ کی مبارک پنڈلیوں کو مس کرتے اور اُن کا بوسہ لینے کا اعزاز حاصل کرتے۔

۱۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز آقائے محتشم ﷺ اپنے خیمے سے باہر تشریف لائے تو مجھے حضور ﷺ کی مبارک پنڈلیاں کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ چشم تصور میں آج بھی اس منظر کی یاد اسی طرح تازہ ہے:

كأني أنظر إلى وبيص ساقيه۔(۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۷، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۷۳
۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۳۶۰، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۵۰۳
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۱: ۳۷۶، ابواب الصلوٰۃ، رقم: ۱۹۷
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۰۸
۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۶: ۱۵۳، رقم: ۲۳۹۴
۶۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۴: ۳۲۶، رقم: ۲۹۹۵
۷۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۱۵۶، رقم: ۵۲۸۵
۸۔ عبدالرزاق، المصنف، ۱: ۴۶۷، رقم: ۱۸۰۶
۹۔ ابوعوانہ، المسند، ۲: ۵۰
۱۰۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۰۲، رقم: ۲۴۹
۱۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۵۰، ۴۵۱

’’گویا میں آپ ﷺ کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔‘‘

۲۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كان في ساقي رسول الله ﷺ حموشة۔(۲)

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۶۰۳، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۴۵
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۹۷
۳۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۶۲، رقم: ۴۱۹۶
۴۔ ابویعلی، المسند، ۱۳: ۴۵۳، رقم: ۷۴۵۸
۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۲۴۴، رقم: ۲۰۲۴

’’حضور ﷺ کی مبارک پنڈلیاں پتلی تھیں۔‘‘

۳۔ سَو اونٹوں کے لالچ نے سراقہ کو کاروانِ ہجرت کے تعاقب پر اُکسایا۔ اس تعاقب کے دوران اُنہیں تاجدارِ کائنات ﷺ کی مبارک پنڈلیوں کی زیارت ہوئی۔ وہ اپنے احساسات یوں بیان کرتے ہیں:

فلما دنوتُ منه و هو على ناقته، جعلتُ أنظر إلى ساقه كأنها

جمارۃ۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن کثیر، شمائل الرسول: ۱۲
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۷:۱۳۴، رقم: ۶۶۰۲
۳۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۳:۱۷
۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۲۲

''پس جب میں حضور ﷺ کے قریب پہنچا، اُس وقت آپ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے، تو مجھے آپ ﷺ کی پنڈلی کی زیارت ہوئی، یوں لگا جیسے کھجور کا خوشہ پردے سے باہر نکل آیا ہو۔''

۳۵۔ قدمین شریفین

حضور رحمتِ عالم ﷺ کے قدمین شریفین نرم و گداز، پُر گوشت، دلکش و خوبصورت اور مرقعِ جمال و زیبائی تھے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان رسول اللہ ﷺ کان أحسن البشر قدماً۔(۲)

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۹
۲۔ ابن اسحاق، السیرۃ، ۲:۱۲۲
۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۲۵، رقم: ۷
۴۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۲۸
۵۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲:۷۹

''حضور ﷺ کے قدمین شریفین تمام انسانوں سے بڑھ کر خوبصورت تھے۔''

۲۔ حضرت انس، حضرت ابوہریرہ، حضرت ہند بن ابی ہالہ اور دیگر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں:

کان النبی ﷺ شثن القدمین و الکفین۔(۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵:۲۲۱۲، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۶۸

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۵۹۸، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۷

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۱۲۷

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴:۲۱۷، رقم: ۶۳۱۱

۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ ۱:۴۱۵

''حضور ﷺ کی ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں مبارک پُرگوشت تھے۔''

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

کان النبی ﷺ ضخم القدمین۔(۲)

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵:۲۲۱۲، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۶۸

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۱۲۵

۳۔ رویانی، المسند، ۲:۲۸۳، رقم: ۱۳۶۲

۴۔ ابویعلی، المسند، ۵:۲۵۶، رقم: ۲۸۷۵

۵۔ ابن سعد نے 'الطبقات الکبریٰ (۱:۴۱۴)' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے۔

''نبی اکرم ﷺ کے قدمینِ مقدسہ اعتدال کے ساتھ بڑے تھے۔''

۴۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کے قدمین شریفین دیکھنے میں ہموار دکھائی دیتے تھے:

کان رسول اللہ ﷺ ...... مسیح القدمین۔(۳)

(۳) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۷

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲:۱۵۶، رقم: ۴۱۴

۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰

۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸:۲۷۳

۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۳۵، رقم: ۴۴

۶۔ بیہقی، دلائل النبوۃ، ۱:۲۸۷

۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۲۲

۸۔ ابن کثیر البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۳۲

”حضور ﷺ کے قدمین شریفین ہموار اور نرم تھے۔“

۳۶۔ اُنگشتانِ پا مبارک

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے مبارک پاؤں کی اُنگلیاں حسن اعتدال اور حسن تناسب کے ساتھ قدرے لمبی تھیں۔ حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مجھے اپنے والد گرامی کی معیت میں حضور رحمتِ عالم ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور دستِ اقدس میں چھڑی تھی۔ میرے والدِ گرامی نے آپ ﷺ کے مبارک پاؤں کو تھام لیا اور آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔ اُس وقت مجھے حضور ﷺ کے قدمین شریفین کی انگلیوں کی زیارت نصیب ہوئی:

فما نسيتُ فيما نسيتُ طول أصبع قدمه السبابة على سائر أصابعه۔(۱)

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶:۳۶۶
۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷:۱۴۵، رقم: ۱۳۶۰۲
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۸:۳۰۴
۴۔ عسقلانی، الاصابہ، ۸:۱۳۳، رقم: ۱۱۷۸۶

”پس میں آج تک حضور ﷺ کے پاؤں مبارک کی سبابہ (انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی) کا دوسری انگلیوں کے مقابلہ میں حسنِ طوالت نہیں بھولی۔“

۳۷۔ مبارک تلوے

آقائے دوجہاں ﷺ کے مبارک تلوے قدرے گہرے تھے، زمین پر نہ لگتے تھے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان رسول الله ﷺ ...... شثن القدمين ...... خمصان الأخمصين۔(۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۷، رقم: ۸

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰

۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۳۵، رقم: ۲۴

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۲۲

۵۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۳۲

’’رسول اللہ ﷺ کے قدمینِ مقدسہ پُر گوشت تھے اور تلوے قدرے گہرے تھے۔‘‘

ایک دوسری روایت میں تلووں کے برابر ہونے کا ذکر بھی ہے:

كان ...... يطأ بقدمه جميعاً ليس لها أخمص۔(۲)

(۲) ۱۔ بخاری، الأدب المفرد، ۱:۳۹۵، رقم: ۱۱۵۵

۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸:۲۸۰

۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۲۴۵

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶:۱۹،۲۲

’’حضور ﷺ چلتے وقت پورا پاؤں زمین پر لگاتے، کوئی حصہ ایسا نہ ہوتا جو زمین پر نہ لگتا۔‘‘

ان روایات کی محدثین نے جو تطبیق کی ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ تلووں کی گہرائی معمولی سی تھی اس لئے حضور ﷺ خرامِ ناز سے آہستہ قدم اُٹھاتے تو پاؤں کے تلوے زمین پر نہ لگتے، لیکن جب زور سے قدم اُٹھاتے اور قدرے سختی سے پاؤں زمین پر رکھتے تو تلوے بھی نقوشِ پا میں شامل ہو جاتے۔

۳۸۔ مبارک ایڑیاں

حضور ﷺ کے قدمین شریفین کی ایڑیاں بھی مرقعِ حسن و جمال تھیں، ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ ...... منهوس العَقِبَين۔(۱)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۲۰، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۹
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۸، ۳۹، رقم: ۹
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۸۶
۴۔ طیالسی، المسند، ۱: ۱۰۴، رقم: ۷۶۵
۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۲۲۰، رقم: ۱۹۰۴
۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۶
۷۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۱۷، ۲۲
۸۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۴

”رسولِ اکرم ﷺ کی مبارک ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔“

۳۹۔ قدمین شریفین کی برکات

جس پتھر پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنا قدمِ مبارک رکھ کر تعمیر کعبہ کرتے رہے وہ آج بھی صحنِ کعبہ میں مقامِ ابراہیم کے اندر محفوظ ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے لگنے سے وہ پتھر گداز ہوا اور اُن قدموں کے نقوش اُس پر ثبت ہو گئے۔ اللہ ربُ العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے مبارک قدموں کو بھی یہ معجزہ عطا فرمایا کہ اُن کی وجہ سے پتھر نرم ہو جاتے۔ آپ ﷺ کے قدومِ مبارک کے نشان بعض پتھروں پر آج تک محفوظ ہیں۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أنّ النبی ﷺ کان إذا مشی علی الصخر غاصت قدماہ فیہ و أثرت۔ (۲)

(۲) ۱۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۴۸۲
۲۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۷، رقم: ۹

”جب حضور نبی اکرم ﷺ پتھروں پر چلتے تو آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کے نیچے وہ نرم ہو جاتے اور قدم مبارک کے نشان اُن پر لگ جاتے۔“

۲۔ حضور ﷺ کے قدمین شریفین بڑے ہی بابرکت اور منبعِ فیوضات و برکات تھے۔

حضرت عمرو بن شعیب ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ اپنے چچا حضرت ابوطالب کے ساتھ عرفہ سے تین میل دور مقام ذی المجاز میں تھے کہ اُنہوں نے آپ ﷺ سے پانی طلب کرتے ہوئے کہا:

عطشتُ و لیس عندی ماءٌ، فنزل النبی ﷺ و ضرب بقدمه الأرض، فخرج الماء، فقال: اشرب۔ (۱)

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۱۵۲،۱۵۳

۲۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱:۶۷

۳۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵:۱۷۰

۴۔ خفاجی، نسیم الریاض، ۳:۵۰۷

”مجھے پیاس لگی ہے اور اس وقت میرے پاس پانی نہیں، پس حضور ﷺ اپنی سواری سے اُترے اور اپنا پاؤں مبارک زمین پر مارا تو زمین سے پانی نکلنے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا: (اے چچا جان!) پی لیں۔“

جب اُنہوں نے پانی پی لیا تو آپ ﷺ نے دوبارہ اپنا قدمِ مبارک اُسی جگہ رکھا تو وہ جگہ باہم مل گئی اور پانی کا اِخراج بند ہو گیا۔

۳۔ حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی عیادت فرمائی اور اپنے مبارک پاؤں سے ٹھوکر ماری جس سے وہ مکمل صحت یاب ہو گئے۔ روایت کے الفاظ ہیں:

فضر بنی برجله، و قال: ”اللهم اشفه، اللهم عافه“ فما اشتکیت وجعی ذالک بعد۔ (۲)

(۲) ۱۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶:۲۶۱، رقم: ۱۰۸۹۷

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۵۶۰، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۶۴

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۸۳، ۱۰۷

۴۔ طیالسی، المسند، ۱:۲۱، رقم: ۱۴۳

۵۔ ابویعلی، المسند، ۱:۳۲۸، رقم: ۴۰۹

٦۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ٧: ٣٥٧

''پس حضور نبیٔ اکرم ﷺ اپنا مبارک پاؤں مجھے مارا اور دعا فرمائی: اے اللہ! اسے شفا دے اور صحت عطا کر۔ (اس کی برکت سے مجھے اسی وقت شفا ہو گئی اور) اس کے بعد میں کبھی بھی اس بیماری میں مبتلا نہ ہوا۔''

٤۔ آپ ﷺ کے قدمِ مبارک اگر کسی سست رفتار کمزور جانور کو لگ جاتے تو وہ تیز رفتار ہو جاتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں آ کر اپنی اُونٹنی کی سست رفتاری کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اپنے پائے مبارک سے اُسے ٹھوکر لگائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

والذی نفسی بیده لقد رأیتها تسبق القائد۔(١)

(١) ١۔ ابوعوانہ، المسند، ٣: ٣٥، رقم: ٤١٣٥

٢۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ٧: ٢٣٥، رقم: ١٤١٣٢

٣۔ حاکم، المستدرک، ٢: ١٩٣، رقم: ٢٧٢٩

قسم اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اس کے بعد وہ ایسی تیز ہو گئی کہ کسی کو آگے بڑھنے نہ دیتی۔''

٥۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اُونٹ کو بھی آپ ﷺ نے غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر اپنے مبارک قدموں سے ٹھوکر لگائی تھی، جس کی برکت سے وہ تیز رفتار ہو گیا تھا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

فضربه برجله و دعا له، فسار سیراً لم یسر مثله۔(٢)

(٢) ١۔ احمد بن حنبل، المسند، ٣: ٢٩٩

٢۔ مسلم، الصحیح، ٣: ١٢٢١، کتاب المساقاۃ، رقم: ٧١٥

٣۔ نسائی، السنن، ٧: ٢٩٧، کتاب البیوع، رقم: ٤٦٣٧

٤۔ ابن حبان، ١٤: ٤٥٠، رقم: ٦٥١٩

٥۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ٥: ٣٣٧، رقم: ١٠٦١٧

''تو آپ ﷺ نے اپنے پائے مبارک سے اُسے ٹھوکر لگائی اور ساتھ ہی دُعا فرمائی، پس وہ اتنا تیز رفتار ہوا کہ پہلے کبھی نہ تھا۔''

جب حضور ﷺ نے دوبارہ اُن سے دریافت کیا کہ اب تیرے اُونٹ کا کیا حال ہے تو اُنہوں نے عرض کیا:

بخير قد أصابته بركتك۔(۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۰۸۳، کتاب الجهاد والسير، رقم: ۲۸۰۵
۲۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۲۲۱، کتاب المساقاة، رقم: ۷۱۵
۳۔ ابوعوانہ، المسند، ۳: ۲۴۹، رقم: ۴۸۴۳

”بالکل ٹھیک ہے، اُسے آپ صلی اللہ علیک وسلم کی برکت حاصل ہوگئی ہے۔“

۴۰۔ قدِ زیبائے محمد ﷺ

حضور ﷺ کا قد و قامت بھی حسنِ تناسب کا اعلیٰ ترین نمونہ تھا۔ عالمِ تنہائی میں ہوتے تو دیکھنے والے کو محسوس ہوتا کہ سرورِ کائنات حضور رحمتِ عالم ﷺ میانہ قد کے مالک ہیں اور اگر اپنے جاں نثاروں کے جھرمٹ میں ہوتے تو حضور ﷺ سب سے بلند اور نمایاں دکھائی دیتے۔ ظاہری حسن میں بھی کوئی آپ ﷺ کی مثل نہ تھا، قامت و دلکشی اور رعنائی و زیبائی میں بھی سب سے ممتاز نظر آتے تھے۔

۱۔ حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا اپنے تأثرات یوں بیان کرتی ہیں:

كان رسول الله ﷺ ربعة لا تشنؤه عين من طول، و لا تقتحمه عين من قصر، غصن بين غصنين، فهو أنضر الثلاثة منظراً، و أحسنهم قداً۔(۲)

(۲) ۱۔ ابن کثیر، شمائل الرسول: ۴۶
۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۱، رقم: ۴۲۷۴
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۱
۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۳: ۱۹۲
۵۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۳: ۵۶

”حضور ﷺ کا قدِ انور نہایت خوبصورت میانہ تھا، نہ ایسا طویل کہ دیکھنے والے کو

پسند نہ آئے اور نہ ایسا پست کہ حقیر دکھائی دے۔ (قدِ انور) دو شاخوں کے درمیان تروتازہ (شگفتہ) شاخ کے مانند تھا اور آپ ﷺ دیکھنے میں تینوں (حضور ﷺ، یارِ غار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ) میں سب سے زیادہ بارونق اور قد کے اعتبار سے حسین دکھائی دے رہے تھے۔‘‘

۲۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

وما مشى مع أحد إلا طاله۔(۱)

(۱) ۱۔ ابنِ عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳:۱۵۴
۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۱۶
۳۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳:۴۳۴
۴۔ انصاری، غایۃ السول فی خصائص الرسول ا، ۱:۳۰۶

’’آپ ﷺ ساتھ چلنے والے سے بلند قامت نظر آتے تھے۔‘‘

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے قدِ زیبا کے بارے میں فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ أحسن الناس قواماً، و أحسن الناس وجهاً۔(۲)

(۲) ابنِ عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳:۱۵۷

’’حضور ﷺ قامت زیبائی اور چہرۂ اقدس کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔‘‘

احادیث میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ ہجوم میں ہوتے تو سب سے نمایاں دکھائی دیتے، مجلس میں جلوہ فرما ہوتے تو بھی اہلِ محفل میں سربلند نظر آتے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

كان إذا جلس يكون كتفه أعلى من الجالس۔(۳)

(۳) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱:۱۳

’’جب حضور ﷺ (کسی مجلس میں) بیٹھتے تو حضور ﷺ کے شانے مبارک دوسرے بیٹھنے والوں سے بلند ہوتے۔‘‘

نمایاں قد کی حکمتیں

۱۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و لعل السر فی ذلک أنه لا يتطاول عليه أحد صورة كما لا يتطاول عليه معنى۔(۱)

(۱) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱: ۱۳

"حکمت اس میں یہ ہے کہ جس طرح باطنی محامد و محاسن میں حضور ﷺ سے کوئی بلند نہیں، اسی طرح ظاہری قد و قامت میں بھی کوئی آپ ﷺ سے بڑھ نہیں سکتا۔"

سب سے نمایاں اور سر بلند ہونے کی دوسری حکمت یہ ہے:

فی الطول مزية خص بها تلويحاً بأنه لم يكن أحد عند ربه أفضل منه لا صورةً و لا معنىً۔(۲)

(۲) ملا علی قاری، شرح الشفا، ۱: ۱۵۳

"یہ بلندی اس لئے تھی کہ ہر ایک پر یہ بات آشکار ہو جائے کہ اللہ ربُ العزت کے ہاں ظاہری و باطنی اَحوال میں اُس ذاتِ اقدس (رسولِ کائنات ﷺ) سے بڑھ کر کوئی افضل نہیں۔"

۲۔ امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَ لم يخلق أطول من غيره لخروجه عن الإعتدال الأكمل المحمود، و لكن جعل الله له هذا فی رأى العين معجزة خصّه الله تعالىٰ بها، لئلا يرى تفوّق أحد عليه بحسبِ الصورةِ، و ليظهر من بين أصحابه تعظيماً له بما لم يسمع لغيره، فإذا فارق تلك الحالة زال المحذور و علم التعظيم فظهر كما له الخلقی۔(۳)

(۳) خفاجی، نسیم الریاض، ۱: ۵۲۱

"حضور ﷺ کا قدِ انور زیادہ طویل پیدا نہیں کیا گیا کیونکہ حد سے زیادہ طویل ہونا اِعتدال کے منافی ہے اور قابلِ تعریف نہیں۔ ہاں اس کے باوجود اللہ ربُ

العزت نے دیکھنے والی آنکھوں میں یہ بات پیدا کر دی تھی کہ حضور ﷺ بلند نظر آتے تھے۔ اللہ تعالٰی نے یہ خصوصیت اِس لئے عطا کی تھی کہ کوئی صورت کے لحاظ سے بھی حضور ﷺ سے بلند دکھائی نہ دے اور آپ ﷺ کی تعظیم میں اضافہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جب یہ ضرورت نہ رہتی تو حضور ﷺ اس کمال پر دکھائی دیتے جس پر آپ ﷺ کی تخلیق ہوئی تھی۔"

۳۔ امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالٰی چاہتا تو حضور ﷺ کے قدِ انور کو طویل پیدا فرما دیتا، لیکن ربِ قادر نے حضور ﷺ کو میانہ قد ہی عطا فرمایا، البتہ یہ آپ ﷺ کا اعجاز تھا کہ دیکھنے والے محسوس کرتے کہ آپ ﷺ سب سے سربلند ہیں اور کوئی آپ ﷺ کی نظیر نہیں۔

أن ذلک یری فی أعین الناظرین فقط، وجسده باق علی أصل

خلقته، علی حد ...... فمثل ارتفاعه المعنوی فی عین الناظر، فرآه رفعةً حسيةً۔(۱)

(۱) زرقانی، شرح المواهب اللدنیہ، ۵:۴۸۵

"حضور ﷺ صرف لوگوں کی نظروں میں بلند دکھائی دیتے لیکن حضور ﷺ کا جسمِ اطہر اس حال میں بھی اصل خلقت پر (میانہ) ہی رہتا۔ ...... پس حضور ﷺ کی رفعتِ معنوی کو ہی اللہ ربُ العزت نے دیکھنے والے کی آنکھ میں رفعتِ حسی بنا دیا تھا۔"

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ مزید رقمطراز ہیں:

وَ ذلک کی لا یتطاول علیه أحد صورةً، کما لا یتطاول معنًی۔(۲)

(۲) شرح زرقانی المواهب اللدنیہ، ۵:۴۸۵

"اور ایسا اس لئے تھا تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ جس طرح معنوی اور باطنی لحاظ سے آپ ﷺ سے زیادہ کوئی بلند نہیں اسی طرح ظاہر میں بھی آپ ﷺ سے کوئی بڑھ نہیں سکتا۔"

مآخذ و مراجع

۱۔ القرآن الحکیم

۲۔ آلوسی، محمود بن عبد اللہ حسینی (۱۲۱۷۔۱۲۷۰ھ/۱۸۰۲۔۱۸۵۴ء)۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی۔ لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۳۔ ابن ابی شیبہ، ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی (۱۵۹۔۲۳۵ھ/۷۷۶۔۸۴۹ء)۔ المصنف۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۴۔ ابن ابی حاتم رازی، ابو محمد عبد الرحمٰن (۲۴۰۔۳۲۷/۸۵۴۔۹۳۸)۔ تفسیر القرآن العظیم۔ سعودی عرب: مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، ۱۴۱۹/ ۱۹۹۹۔

۵۔ ابن ابی عاصم، ابوبکر بن عمرو بن ضحاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶۔۲۸۷ھ/۸۲۲۔۹۰۰ء)۔ الزہد، قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث، ۱۴۰۸ھ۔

۶۔ ابن اثیر، ابو السعادات مبارک بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد شیبانی جزری (۵۴۴۔۶۰۶ھ/۱۱۴۹۔۱۲۱۰ء)۔ الکامل فی التاریخ۔ بیروت، لبنان: دار صادر، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء۔

۷۔ ابن اثیر، ابو السعادات مبارک بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد شیبانی جزری (۵۴۴۔۶۰۶ھ/۱۱۴۹۔۱۲۱۰ء)۔ النہایہ فی غریب الحدیث و الاثر۔ قم، ایران: مؤسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان، ۱۳۶۴ھ۔

۸۔ ابن اسحاق، محمد بن اسحاق بن یسار، (۸۵۔۱۵۱ھ)۔ سیرۃ ابن اسحاق، معہد الدراسات والابحاث للتعریب۔

۹۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (۶۶۱۔۷۲۸ھ/۱۲۶۳۔۱۳۲۸ء)۔

الصارم المسلول علی شاتم الرسول۔ بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۴۱۷ھ۔

۱۰۔ ابن جزی، محمد بن احمد (۶۹۳ھ/۱۲۹۴ء)۔ کتاب التسہیل لعلوم التنزیل۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی۔

۱۱۔ ابن جعد، ابو الحسن علی بن جعد بن عبید ہاشمی (۱۳۳۔۲۳۰ھ/۷۵۰۔۸۴۵ء)۔ المسند، بیروت، لبنان: مؤسسہ نادر، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۱۲۔ ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔صفوۃ الصفوہ۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء۔

۱۳۔ ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ الوفا بأحوال المصطفیٰ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء۔

۱۴۔ ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ الثقات۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء۔

۱۵۔ ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۱۶۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء۔

۱۷۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ الدرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ، بیروت، لبنان۔

۱۸۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ فتح الباری۔ لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۱۹۔ ابن خزیمہ، ابو بکر محمد بن اسحاق (۲۲۳۔۳۱۱ھ/۸۳۸۔۹۲۴ء)۔ الصحیح، بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء۔

۲۰۔ ابن راہویہ، ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن عبداللہ (۱۶۱۔۲۳۷ھ/۷۷۸۔۸۵۱ء)۔ المسند۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الایمان، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۲۱۔ ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد (۱۶۸۔۲۳۰ھ/۷۸۴۔۸۴۵ء)۔ الطبقات الکبریٰ۔ بیروت، لبنان: دار بیروت للطباعۃ والنشر، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء۔

۲۲۔ ابن شاہین، عبدالباسط بن خلیل، غایۃ السول فی سیرۃ الرسول۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۹۸۸ء۔

۲۳۔ ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ۔

۲۴۔ ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ التمہید۔ مغرب (مراکش): وزات عموم الأوقاف والشؤون الإسلامیہ، ۱۳۸۷ھ۔

۲۵۔ ابن عساکر، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (۴۹۹۔۵۷۱ھ/۱۱۰۵۔۱۱۷۶ء)۔ تاریخ/تہذیب دمشق الکبیر۔ بیروت، لبنان: دارالمیسرہ، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء۔

۲۶۔ ابن عساکر، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (۴۹۹۔۵۷۱ھ/۱۱۰۵۔۱۱۷۶ء)۔ السیرۃ النبویہ۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربي، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء۔

۲۷۔ ابن قدامہ، المقدسی، عبداللہ بن احمد، ابومحمد، (۶۲۰ھ)۔ المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل الشیبانی۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۴۰۵ھ۔

۲۸۔ ابن قیم، محمد ابی بکر، ایوب الزرعی، ابوعبداللہ، (۶۹۱۔۷۵۱ھ)۔ زادالمعاد فی ہدیہ خیر العباد۔ الکویت: مکتبۃ المنار الاسلامیہ، ۱۹۸۶ء۔

۲۹۔ ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ البدایہ و النہایہ۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء۔

۳۰۔ ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ تفسیر القرآن العظیم۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔

۳۱۔ ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ شمائل الرسول، بیروت، لبنان: دارالمعرفۃ۔

۳۲۔ ابن ماجہ، ابوعبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ/۸۲۴۔۸۸۷ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء۔

۳۳۔ ابن مبارک، ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن واضح مروزی (۱۱۸۔۱۸۱ھ/۷۳۶۔۷۹۸ء)۔ کتاب الزہد۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۳۴۔ ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک حمیری (م۲۱۳ھ/۸۲۸ء)۔ السیرۃ النبویہ۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۱ھ۔

۳۵۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۳۶۔ ابوالحسین، عبدالباقی بن قانع، (۲۶۵۔۳۵۱ھ) معجم الصحابۃ۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الغرباء الاثریۃ، ۱۴۱۸ھ۔

۳۷۔ ابو علا مبارک پوری، محمد عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم (۱۲۸۳۔۱۳۵۳ھ)۔ تحفۃ الاحوذی۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۳۸۔ ابوعوانہ، یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید نیساپوری (۲۳۰۔۳۱۶ھ/۸۴۵۔۹۲۸ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۹۹۸ء۔

۳۹۔ ابونعیم، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔۴۳۰ھ/۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء۔ بیروت، لبنان: دار

الکتاب العربی، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔

۴۰۔ ابونعیم، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ دلائل النبوہ۔ حیدرآباد، بھارت: مجلس دائرہ معارف عثمانیہ، ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء۔

۴۱۔ ابونعیم، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ المسند المستخرج علی صحیح مسلم۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۶ء۔

۴۲۔ ابونعیم، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ مسند الامام ابی حنیفہ۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الکوثر، ۱۴۱۵ھ۔

۴۳۔ ابویعلی، احمد بن علی بن مثنیٰ بن یحیی بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ المسند۔ دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔

۴۴۔ ابویعلی، احمد بن علی بن مثنیٰ بن یحیی بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ المعجم، فیصل آباد، پاکستان: ادارۃ العلوم و الاثریہ، ۱۴۰۷ھ۔

۴۵۔ احمد بن حنبل، ابوعبد اللہ بن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء۔

۴۶۔ اُزدی، معمر بن راشد (۱۵۱ھ)۔ الجامع۔ بیروت، لبنان: مکتبۃ الایمان، ۱۹۹۵ء۔

۴۷۔ اُزدی، ربیع بن حبیب بن عمر بصری، الجامع الصحیح مسند الامام الربیع بن حبیب۔ بیروت، لبنان: دارالحکمۃ، ۱۴۱۵ھ۔

۴۸۔ اشرف علی تھانوی، مولانا (۱۲۸۰۔۱۳۶۲ھ/۱۸۶۳۔۱۹۴۳ء)۔ نشر الطیب۔ کراچی، پاکستان: ایچ۔ ایم سعید کمپنی، ۱۹۸۹ء۔

۴۹۔ اَصبہانی، ابی محمد عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حبان (۳۶۹ھ)۔ اخلاق النبی ﷺ و

آداب، ریاض، سعودی عرب: دار السلم، ۱۹۹۸ء۔

۵۰۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔ ۸۷۰ء)۔ الادب المفرد۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء۔

۵۱۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔ ۸۷۰ء)۔ التاریخ الصغیر۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء۔

۵۲۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔ ۸۷۰ء)۔ التاریخ الکبیر۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۵۳۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔ ۸۷۰ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء۔

۵۴۔ بزار، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بصری (۲۱۰۔۲۹۲ھ/۸۲۵۔۹۰۵ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: ۱۴۰۹ھ۔

۵۵۔ بیجوری، ابراہیم بن محمد (۱۲۷۶ھ)۔ المواہب اللدنیہ حاشیہ علی الشمائل المحمدیہ۔ مصر: مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء۔

۵۶۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ دلائل النبوہ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

۵۷۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ السنن الکبریٰ۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۵۸۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ شعب الایمان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۵۹۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ الاعتقاد۔ بیروت، لبنان: دار الآفاق الجدید، ۱۴۰۱ھ۔

۶۰۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔

۱۰۶۶ء)۔ المدخل الی السنن الکبریٰ۔ الکویت: دارالخلفاء للکتاب الاسلامی، ۱۴۰۴ھ۔

۶۱۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ/۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ الجامع الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۶۲۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ/۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ الشمائل المحمدیہ۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، ۱۴۱۲ھ۔

۶۳۔ تلمسانی، احمد بن محمد بن احمد بن یحیٰ المقرئی (۱۰۴۱ھ)۔ فتح المتعال فی مدح النعال۔ قاہرہ، مصر: دارالقاضی عیاض للتراث۔

۶۴۔ حاکم، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ المستدرک علی الصحیحین۔ بیروت۔ لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱/۱۹۹۰۔

۶۵۔ حاکم، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ المستدرک علی الصحیحین۔ مکہ، سعودی عرب: دار الباز للنشر والتوزیع۔

۶۶۔ حسان بن ثابت ﷺ، ابن منذر جزرجی (م۵۴ھ/۶۷۴ء)۔ دیوان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۶۷۔ حسام الدین ہندی، علاء الدین علی متقی (م ۹۷۵ھ)۔ کنز العمال۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۳۹۹/۱۹۷۹۔

۶۸۔ حسینی، ابراہیم بن محمد (۱۰۵۴۔۱۱۲۰ھ)۔ البیان والتعریف۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۱ھ۔

۶۹۔ حکیم ترمذی، ابوعبد اللہ محمد بن علی بن حسن بن بشیر (ا)۔ نوادر الاصول فی احادیث الرسول۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۹۹۲ء۔

۷۰۔ حلبی، علی بن برہان الدین (۱۴۰۴ھ)۔ السیرۃ الحلبیۃ۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، ۱۴۰۰ھ۔

۷۱۔ حمیدی، ابو بکر عبداللہ بن زبیر (م۲۱۹ھ/۸۳۴ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ + قاہرہ، مصر: مکتبۃ المتنبی۔

۷۲۔ خازن، علی بن محمد بن ابراہیم بن عمر بن خلیل (۶۷۸۔۷۴۱ھ/۱۲۷۹۔۱۳۴۰ء)۔ لباب التأویل فی معانی التنزیل۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۷۳۔ خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ تاریخ بغداد۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۷۴۔ خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ الکفایۃ فی علم الروایۃ۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: المکتبۃ العلمیہ،

۷۵۔ خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۷۶۔ خفاجی، ابو عباس احمد بن محمد بن عمر (۹۷۹۔۱۰۶۹ھ/۱۵۷۱۔۱۶۵۹ء)۔ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء۔

۷۷۔ دارمی، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۱۸۱۔۲۵۵ھ/ ۷۹۷۔۸۶۹ء)۔ السنن، بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۷۸۔ دار قطنی، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (۳۰۶۔۳۸۵ھ/ ۹۱۸۔۹۹۵ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء۔

۷۹۔ دومی، احمد عبدالجواد، الاتحافات الربانیہ۔ مصر: المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، ۱۳۸۱ھ۔

۸۰۔ ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد الذہبی (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۹۹۵ء۔

۸۱۔ ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد الذہبی (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ سیر أعلام النبلاء۔

(۱) حکیم ترمذی ۳۱۸ھ/۹۳۰ء میں زندہ تھے، مگر اُن کی تاریخ وفات معلوم نہیں۔

بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۳ھ۔

۸۲۔ ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد الذہبی (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ تذکرۃ الحفاظ۔ حیدر آباد دکن، بھارت: دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء

۸۳۔ رازی، محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تیمی (۵۴۳۔۶۰۶ھ/ ۱۱۴۹۔۱۲۱۰ء)۔ التفسیر الکبیر۔ تہران، ایران: دار الکتب العلمیہ۔

۸۴۔ رامہر مزی، حسن بن عبدالرحمٰن (۲۶۰۔۳۶۰ھ)۔ المحدث الفاصل بین الراوی والواعی۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۴ھ۔

۸۵۔ رویانی، ابو بکر فی بن ہارون (م ۳۰۷ھ)۔ المسند۔ قاہرہ، مصر: مؤسسہ قرطبہ، ۱۴۱۶ھ۔

۸۶۔ زرقانی، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی (۱۰۵۵۔۱۱۲۲ھ/ ۱۶۴۵۔۱۷۱۰ء)۔ شرح المواہب اللدنیہ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۸۷۔ زرقانی، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی (۱۰۵۵۔۱۱۲۲ھ/ ۱۶۴۵۔۱۷۱۰ء)۔ شرح الموطا۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ۔

۸۸۔ زیلعی، عبداللہ بن یوسف، ابو محمد الحنفی (۷۶۲ھ)۔ نصب الرایۃ لأحادیث الہدایۃ۔ مصر: دار الحدیث، ۱۳۵۷ھ۔

۸۹۔ سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۹۰۔ سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ الخصائص الکبریٰ۔ فیصل آباد، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ۔

۹۱۔ شوکانی، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔

۹۲۔ شہاب، ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی بن حکمون بن ابراہیم بن محمد بن مسلم قضاعی (م ۴۵۴ھ/۱۰۶۲ء)۔ المسند، بیروت، لبنان: موسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۹۳۔ شیبانی، ابوبکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد (۲۰۶۔۲۸۷ھ/۸۲۲۔۹۰۰ء)۔ الآحاد والمثانی۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۹۴۔ شیبانی، عبداللہ بن احمد بن حنبل (۲۱۳۔۲۹۰ھ)۔ السنۃ۔ دمام: دار ابن قیم، ۱۴۰۶ھ۔

۹۵۔ شاہ ولی اللہ، محدث دہلوی، (۱۱۷۴ھ/۱۷۶۲ء)۔ الدر الثمین۔

۹۶۔ صالحی، ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف شامی (م ۹۴۲ھ/۱۵۳۶ء)۔ سبل الہدیٰ والرشاد۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۹۷۔ ضیاء مقدسی، محمد بن عبد الواحد حنبلی (م ۶۴۳ھ)۔ الاحادیث المختارہ۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبۃ النہضۃ الحدیثیہ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۹۸۔ طبرانی، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ المعجم الاوسط۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

۹۹۔ طبرانی، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ المعجم الصغیر، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۱۰۰۔ طبرانی، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ المعجم الکبیر، موصل، عراق: مطبعۃ الزہراء الحدیثۃ۔

۱۰۱۔ طبرانی، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ المعجم الکبیر۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ ابن تیمیہ۔

۱۰۲۔ طبری، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴۔۳۱۰ھ/۸۳۹۔۹۲۳ء)۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔

۱۰۳۔ طبری، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴۔۳۱۰ھ/۸۳۹۔۹۲۳ء)۔ تاریخ الامم والملوک۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۱۰۴۔ طیالسی، ابو داؤد سلیمان بن داؤد جارود (۱۳۳۔۲۰۴ھ/۷۵۱۔۸۱۹ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۱۰۵۔ عبد بن حمید، ابو محمد بن نصر الکسی (م ۲۴۹ھ/۸۶۳ء)۔ المسند۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ السنہ، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء۔

۱۰۶۔ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ (۹۵۸۔۱۰۵۲ھ/۱۵۵۱۔۱۶۴۲ء)۔ مدارج النبوہ۔ کانپور، بھارت: مطبع منشی نولکشور۔

۱۰۷۔ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ (۹۵۸۔۱۰۵۲ھ/۱۵۵۱۔۱۶۴۲ء)۔ شرح سفر السعادت۔ کانپور، بھارت: مطبع منشی نولکشور۔

۱۰۸۔ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ (۹۵۸۔۱۰۵۲ھ/۱۵۵۱۔۱۶۴۲ء)۔ شرح فتوح الغیب۔ کانپور، بھارت: مطبع منشی نولکشور۔

۱۰۹۔ عبدالرزاق، ابوبکر بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶۔۲۱۱ھ/۷۴۴۔۸۲۶ء)۔ المصنف۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۱۱۰۔ عبدالعزیز الدباغ (م ۱۱۳۲ھ/۱۷۲۰ء)۔ الابریز۔ مصر: طابع: عبدالحمید احمد الحنفی۔

۱۱۱۔ عجلونی، ابو الفداء اسماعیل بن محمد بن عبد الہادی بن عبد الغنی جراحی (۱۰۸۷۔۱۱۶۲ھ/۱۶۷۶۔۱۷۴۹ء)۔ کشف الخفا ومزیل الالباس۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ۔

۱۱۲۔ فاکہی، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن عباس مکی (م ۲۷۲ھ/۸۸۵ء)۔ اخبار مکہ فی قدیم الدہر وحدیثہ۔ بیروت، لبنان: دار خضر، ۱۴۱۴ھ۔

۱۱۳۔ فاسی، محمد المہدی بن احمد بن علی یوسف (۱۰۳۳۔۱۱۰۹ھ/۱۶۲۴۔۱۶۹۸ء)۔ مطالع المسرات۔ فیصل آباد، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ۔

۱۱۴۔ قاضی عیاض، ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یحصبی (۴۷۶۔۵۴۴ھ/۱۰۸۳۔۱۱۴۹ء)۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی۔

۱۱۵۔ قاضی عیاض، ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یحصبی (۴۷۶۔۵۴۴ھ/۱۰۸۳۔۱۱۴۹ء)۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ۔ ملتان، پاکستان: عبدالتواب اکیڈمی۔

۱۱۶۔ قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ بن مفرج اُموی (۲۸۴۔۳۸۰ھ/ ۸۹۷۔۹۹۰ء)۔ الجامع لاحکام القرآن۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۱۱۷۔ قسطلانی، ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن حسین بن علی (۸۵۱۔۹۲۳ھ/ ۱۴۴۸۔۱۵۱۷ء)۔ المواہب اللدنیہ۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۱۱۸۔ کنانی، احمد بن ابی بکر بن اسماعیل (۷۶۲۔۸۴۰ھ)۔ مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجہ۔ بیروت، لبنان: دار العربیۃ، ۱۴۰۳ھ۔

۱۱۹۔ مالک، ابن انس بن مالک ﷺ بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اصبحی (۹۳۔۱۷۹ھ/ ۷۱۲۔۷۹۵ء)۔ الموطا۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۱۲۰۔ محبّ طبری، ابو جعفر احمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم (۶۱۵۔۶۹۴ھ/ ۱۲۱۸۔۱۲۹۵ء)۔ الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۶ء۔

۱۲۱۔ مزی، ابو الحجاج یوسف بن زکی عبد الرحمٰن بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف بن علی (۶۵۴۔۷۴۲ھ/ ۱۲۵۶۔۱۳۴۱ء)۔ تہذیب الکمال۔ بیروت، لبنان: موسسۃ

الرسالہ، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔
۱۲۲۔ مسلم، ابن الحجاج قشیری (۲۰۶۔ ۲۶۱ھ/۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: داراحیاء التراث العربی۔
۱۲۳۔ مقریزی، ابو العباس احمد بن علی بن عبد القادر بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن تمیم بن عبد الصمد (۷۶۹۔۸۴۵ھ/۱۳۶۷۔۱۴۴۱ء)۔ إمتاعُ الاَسماع۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء۔
۱۲۴۔ ملا علی قاری، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء)۔ شرح الشفا۔ مصر، ۱۳۰۹ھ۔
۱۲۵۔ ملا علی قاری، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء)۔ جمع الوسائل فی شرح الشمائل۔ کراچی، پاکستان: نور محمد، اصح المطابع۔
۱۲۶۔ ملا علی قاری، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء)۔ الزبدہ فی شرح البردہ۔
۱۲۷۔ ممدوح، محمود سعید۔ رفع المنارہ۔ قاہرہ، مصر: دار الامام الترمذی، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء۔
۱۲۸۔ مناوی، عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین (۹۵۲۔۱۰۳۱ھ/ ۱۵۴۵۔۱۶۲۱ء)۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر۔ مصر: مکتبہ تجاریہ کبریٰ، ۱۳۵۶ھ۔
۱۲۹۔ مناوی، عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین (۹۵۲۔۱۰۳۱ھ/ ۱۵۴۵۔۱۶۲۱ء)۔ شرح الشمائل علی جمع الوسائل۔ کراچی، پاکستان: نور محمد، اصح المطابع۔
۱۳۰۔ منذری، ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱۔۶۵۶ھ/ ۱۱۸۵۔ ۱۲۵۸ء)۔ الترغیب و الترہیب۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔
۱۳۱۔ نبہانی، یوسف بن اسماعیل بن یوسف النبہانی (۱۲۶۵۔۱۳۵۰ھ)۔ الانوار المحمدیہ

من المواہب اللدنیہ۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۱۷ھ
/ ۱۹۹۷ء۔

۱۳۲۔ نبہانی، یوسف بن اسماعیل بن یوسف النبہانی (۱۲۶۵۔۱۳۵۰ھ)۔ جواہر البحار فی فضائل النبی المختار۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۱۳۳۔ نسائی، احمد بن شعیب (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۱۳۴۔ نسائی، احمد بن شعیب (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ السنن الکبریٰ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۱۳۵۔ نسفی، ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود (م ۷۱۰ھ/ ۱۳۱۰ء)۔ المدارک۔ دار احیاء الکتب العربیہ۔

۱۳۶۔ نووی، ابوزکریا، یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ تہذیب الاسماء واللغات۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۳۷۔ نووی، ابوزکریا، یحیی بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ شرح صحیح مسلم۔ کراچی، پاکستان: قدیمی کتب خانہ، ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء۔

۱۳۸۔ ہبۃ اللہ بن الحسن بن منصور اللالکائی، ابوالقاسم (۴۱۸ھ)۔ شرح أصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ من الکتاب والسنۃ واجماع۔ ریاض، سعودی عرب: دار طیبۃ، ۱۴۰۲ھ۔

۱۳۹۔ ہیثمی، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ مجمع الزوائد۔ قاہرہ، مصر: دارالریان للتراث + بیروت، لبنان: دارالکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۱۴۰۔ ہیثمی، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔